پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی

تیسری سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 21-2020ء

بینک دولت پاکستان

اسٹیٹ بینک بورڈ آف ڈائریکٹرز

ڈاکٹر رضا باقر	گورنر اور چیئرمین
جناب یوسف خان	سیکریٹری، فنانس
جناب اعظم فاروق	رکن
جناب محمد سلیم سیٹھی	رکن
جناب علی جمیل	رکن
ڈاکٹر طارق حسن	رکن
جناب محمد منصور علی	کارپوریٹ سیکریٹری

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان،

کراچی

جولائی، 2021ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21-2020ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

(ڈاکٹر رضا باقر)

گورنر

محمد صادق سنجرانی

چیئرمین

سینیٹ

اسلام آباد

نامۂ ترسیل

بینک دولت پاکستان،
کراچی
جولائی، 2021ء

جناب اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق (2)9A کے تحت، اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21-2020ء مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ) کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

آپ کا مخلص،

(ڈاکٹر رضا باقر)
گورنر

اسد قیصر
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

فہرست

ابواب

1	**عمومی جائزہ**	**1**
2	**حقیقی شعبہ**	**9**
2.1	اقتصادی نمو	9
2.2	زراعت	10
2.3	صنعتی شعبہ	15
2.4	خدمات	24
2.5	افرادی قوت کی منڈی	28
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**33**
3.1	پالیسی جائزہ	33
3.2	زری مجموعے	35
3.3	نجی شعبے کو قرضہ	39
3.4	مہنگائی	43
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**51**
4.1	مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ	51
4.2	محاصل	54
4.3	وفاقی اخراجات	58
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	62
4.5	سرکاری قرضہ	65
5	**بیرونی شعبہ**	**73**
5.1	بیرونی شعبے میں پیش رفت	73
5.2	جاری کھاتہ	77
5.3	مالی کھاتہ	80
5.4	شرح مبادلہ اور ذخائر	84
5.5	تجارتی کھاتہ	86

خصوصی سیکشن: پاکستان میں نجی کریڈٹ بیوروز–معلومات کی عدم مطابقت کا مسئلہ حل کر کے قرضوں کا نفوذ بڑھا رہے ہیں **99**

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح 125

فرہنگ 129

باکس 2.1: پاکستان میں شمولیتی انٹرنیٹ کی صورت حال 26

باکس 4.1: قرض کی واپسی کی معطلی کا اقدام–پاکستان کے مالیاتی شعبے اور قرض کی اصابت کے اظہاریوں کے لیے مضمرات 71

باکس خ 1.1: کریڈٹ بیوروز میں ڈیٹا اور ان کی قدرِ اضافی خدمات بلحاظِ قسم 103

1 عمومی جائزہ

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان کی معیشت میں مزید تیزی آئی۔ مالی سال 21ء کی تینوں سہ ماہیوں میں بڑھتی ہوئی رفتار کی عکاسی پورے سال کے لیے جی ڈی پی نمو کے عبوری تخمینے 3.9 فیصد سے ہوتی ہے (**جدول 1.1**)۔ پچھلے سال کے 0.5 فیصد سکڑاؤ کے مقابلے میں اس سال بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) صنعت اور شعبہ خدمات میں بڑی بہتری آنے سے بحالی ہوئی خصوصاً تھوک اور خردہ فروخت کے جز میں توسیع سے۔ زراعت کے شعبے میں گندم، چاول، مکئی اور گنے –ان تمام فصلوں کی اس سال ریکارڈ یا تقریباً ریکارڈ بلند پیداوار متوقع ہے—کی نمو نے کپاس کی پیداوار میں کمی کی تلافی کر دی۔ سرگرمی میں دوبارہ اضافے کی بھی مالی سال 21ء کی پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران متنوع طلبی اظہاریوں میں عکاسی ہوئی ہے جن میں تیزی سے فروخت ہونے والی صارفی اشیا، گاڑیاں، سیمنٹ اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت شامل ہیں۔ مزید برآں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران دیگر معاشی اظہاریے مستحکم رہے جیسا کہ جاری کھاتے اور بنیادی توازن میں فاضل اور پچھلے سال کی نسبت پست اوسط عمومی مہنگائی سے ظاہر ہوتا ہے۔

عالمی وبا کے نسبتاً محدود اثر اور معاشی نمو میں جاری تیزی کے پس پشت عوامل میں سے ایک پالیسی سازوں کا مؤثر جواب رہا ہے۔ صحت کے شعبے میں ٹیسٹنگ، کنٹیکٹ ٹریسنگ اور قرنطینہ کے سلسلے میں دانشمندانہ طرزِ عمل نے وائرس کے پھیلاؤ اور ہلاکت خیزی کو قابو میں رکھا۔ نتیجتاً کیسوں کی تعداد جو مالی سال کے آغاز میں 30 فی ملین تک پہنچ گئی تھی تیزی سے کم ہوگئی۔ کووڈ کی پہلی لہر میں بڑے پیمانے پر صنعت اور خدمات کی بندش کے برخلاف مالی سال 21ء میں حکومت نے اسمارٹ لاک ڈاؤن کا طریقہ اختیار کیا اور بروقت اور ہدفی مالیاتی امداد بہم پہنچاتی رہی جس کے ساتھ عالمی وبا سے نمٹنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے لچکدار اور جارحانہ اقدامات بھی شامل تھے۔ وبا کے پھیلاؤ پر قابو پانے میں کامیابی، حکومت اور اسٹیٹ بینک کے مختلف اقدامات اور ترغیبات نیز گھرانوں اور کاروباری اداروں کی رجائیت نے مل

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س19ء	م س20ء	م س21ء
شرحِ نمو * (فیصد)				
حقیقی جی ڈی پی	جولائی تا جون	2.1	-0.5	3.9
زراعت	جولائی تا جون	0.6	3.3	2.8
صنعت	جولائی تا جون	-1.6	-3.8	3.6
جس میں: بڑے پیمانے کی اشیاسازی	جولائی تا جون	-2.6	-10.1	9.3
خدمات	جولائی تا جون	3.8	-0.6	4.4
ص اق (مدتی اوسط)[الف]	جولائی تا مارچ	6.3	11.5	8.3
نجی شعبے کا قرض[ب]	جولائی تا مارچ	10.2	4.8	7.3
رسدِ زر (ایم ٹو)[ب]	جولائی تا مارچ	5.1	8.5	7.8
برآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	-1.1	1.3	2.3
درآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	-3.4	-13.2	9.4
ٹیکس محاصل—ایف بی آر[ج]	جولائی تا مارچ	2.8	13.2	10.9
شرح مبادلہ (+اضافہ /- کمی %)	جولائی تا مارچ	-13.7	-4.0	10.0
پالیسی ریٹ[ب]	آخر مارچ	10.25	11.00	7.00
شبینہ بازارِ زر کی شرح[ب]	آخر مارچ	10.0	10.7	7.8
ارب ڈالر				
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (ختم مدت)[ب]	مارچ	10.5	10.8	13.5
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	جولائی تا مارچ	16.0	17.0	21.5
پاکستان میں ایف ڈی آئی[ب]	جولائی تا مارچ	0.9	2.2	1.4
جاری کھاتے کا توازن[ب]	جولائی تا مارچ	-10.3	-4.1	1.0
فیصد جی ڈی پی				
مالیاتی توازن[د]	جولائی تا مارچ	-5.0	-4.1	-3.5
جاری کھاتے کا توازن	جولائی تا مارچ	-4.8	-2.1	0.4
سرمایہ کاری	جولائی تا جون	15.6	15.3	15.2

* مالی سال 19ء، مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کی شرح نمو اور اس کے ذیلی اجزا سے متعلق اعدادوشمار بالترتیب حتمی، نظر ثانی شدہ اور عبوری تخمینوں کو ظاہر کرتے ہیں۔

ماٰخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ [ج، د] وزارت خزانہ

کر معیشت کو کووڈ سے پیدا ہونے والی کساد بازاری سے نکال دیا۔ گندم کی توقع سے بڑھ کر پیداوار بھی اس میں ایک عامل تھی۔

وبا کے صحت کے حوالے سے پہلو سے نمٹنے میں کامیابی کے علاوہ کئی پالیسی اقدامات بھی معاشی سرگرمی میں بحالی کے ذمہ دار ہیں۔ اوّل، مالی سال 21ء کے دوران زری

پالیسی ماحول بے حد گنجائشی تھا۔ اس کے برعکس کووڈ سے قبل توازن ادائیگی کے شدید بحران سے نمٹنے کے لیے استحکام پر ضروری توجہ مرکوز رہی تھی۔ اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے مارچ سے جون 2020ء کے درمیان پالیسی ریٹ کو 13.25 فیصد سے کم کرکے 7.0 فیصد پر لانے کے بعد پورے مالی سال 21ء میں پالیسی ریٹ کو برقرار رکھا۔

دوم، بلند سرکاری قرضے کے پیش نظر مالیاتی اعانت بر ہدف تھی۔ مالی سال 21ء کے پہلے نو ماہ کے دوران بنیادی فاضل کو استعمال کرکے حکومت اخراجات کا رخ سب سے زیادہ ضرورت مند اور ترجیحی شعبوں کی جانب رکھنے میں کامیاب رہی اور ساتھ ہی ساتھ مجموعی طور پر سال کی مالیاتی یکجائی برقرار بھی رکھ سکی۔ نتیجے کے طور پر سرکاری قرضہ جمع ہونے کی رفتار خاصی گھٹ گئی—جو مالی سال 17ء سے اب تک مطلق لحاظ سے پست ترین اضافہ تھا۔ مالی سال 21ء میں مالیاتی یکجائی کا عمل جاری رہا ہے گو کہ حکومت نے کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا اور توانائی کے پیکیج کی شکل میں اعانت کی پیشکش بھی کی جن میں صنعت کے لیے ٹیرف میں بڑی رعایت، برآمد کنندگان کو برق رفتاری سے ٹیکس ری فنڈ اور سماجی تحفظ کے جامع اقدامات جیسے احساس ایمرجنسی کیش پروگرام شامل ہیں۔ مالیاتی یکجائی کے تسلسل میں محاصل کی بھرپور نمو اور اخراجات پر قابو کا اہم کردار ہے جس سے مارکیٹ کے احساسات بہتر ہوئے ہیں اور سرمایہ کاری کے منظرنامے کو تقویت ملی ہے۔

سوم، کووڈ دھچکے کے مقابلے کے لیے اسٹیٹ بینک کے متعدد اقدامات کے ذریعے سیالیت فراہم کی گئی۔ امدادی اقدامات میں سود کی کم شرحیں اور قرضوں کی تشکیل نو اور اصل رقم کی ادائیگی کے حوالے سے ضوابطی رعایات شامل ہیں جن سے فرموں اور گھرانوں کا قرض کا بوجھ کم ہوا۔ مرکزی بینک نے روزگار، سرمایہ کاری، بی ایم آر اور صحت کی سہولتوں کے قیام کی نو مالکاری سہولتوں کا اجرا بھی کیا (**شکل 1.1**)۔ ان مقداری اقدامات میں توجہ کا مرکز وبا سے پیدا ہونے والی مخصوص مشکلات سے نمٹنا تھا جن میں قرضے مختص کرنے کے مخصوص فیصلے بینکوں پر چھوڑ دیے گئے۔ اس سے سیالیت کی امداد ان جگہوں پر پہنچانے میں آسانی ہوئی جہاں اس کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں، برآمدی اور تعمیراتی شعبوں کو ایکسپورٹ فنانسنگ اسکیم (ای ایف ایس) کے دائرۂ کار میں توسیع اور بینکوں کو مزید ہاؤسنگ اور تعمیراتی قرضے فراہم کرنے کی ترغیب دینے کے لیے اسٹیٹ بینک کے لازمی اہداف جیسے اقدامات کے ذریعے برآمدی اور تعمیراتی شعبوں کو فائدہ پہنچایا گیا۔[1]

شکل 1.1: اسٹیٹ بینک کے اہم اعانتی اقدامات کا سیالیتی اثر (27 مئی 2021ء)*

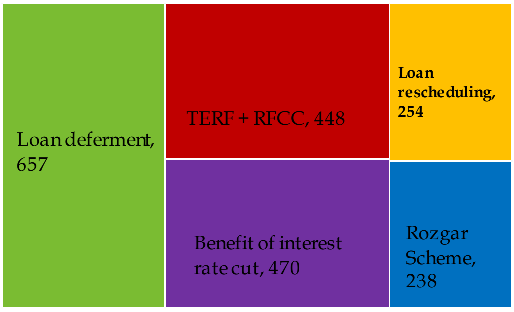

* The overall size of SBP support is Rs 2,067 billion.
TERF: Temporary Economic Refinance Facility
RFCC: Refinance Facility for Combating Covid-19
Source: State Bank of Pakistan

چہارم، حکومت کی زرعی پالیسیوں نے بھی بڑھ کر اعانتی کردار ادا کیا۔ ان میں زیادہ تر عاملی خام مال، جیسے کھاد، کیڑے مار دوائیں اور جھاڑ جھنکار کی صفائی کی دوائیں، نیز کم از کم امدادی قیمت میں اضافہ جیسے گندم اور گنے کی فصلوں کے لیے، شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں بیشتر اہم فصلوں کی پیداوار میں ہونے والے اضافے نے دیہی گھرانوں کو مدد مہیا کی۔

شہری اور دیہی گھرانوں دونوں کو مزید مدد کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں اضافے سے ملی جو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 4.5 ارب ڈالر بڑھ کر 21.5 ارب ڈالر کی ریکارڈ سطح پر پہنچ گئیں۔ نتیجے کے طور پر طلب میں ہونے والے اضافے کی عکاسی مالی سال 21ء کی مسلسل تینوں سہ ماہیوں میں بلند تعدد کے حامل طلبی اظہاریوں کی مسلسل نمو سے ہوتی ہے (**شکل 1.2**)۔

[1] مخصوص شعبوں سے متعلق پالیسیوں کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 21ء پاکستان کی معیشت کی کیفیت۔

شکل 1.2: طلبی اظہاریوں کی نمو

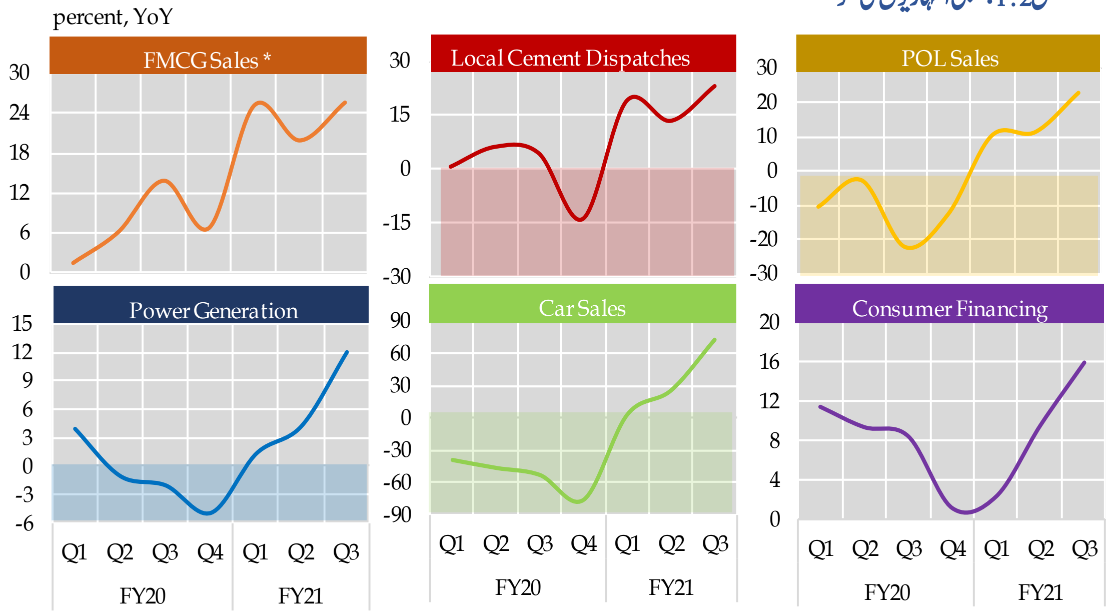

* FMCG Sales are based on the financials of 25 listed companies.
Sources: SBP, APCMA, PAMA, OCAC, NEPRA & Corporate reports (various issues)

کارکنوں کی ترسیلاتِ زر نے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران مجموعی جاری کھاتے کا فاضل پیدا کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ڈیٹ سروس سس پنشن انی شیٹو (ڈی ایس ایس آئی) کے ذریعے بیرونی قرضے پر مؤخر سودی ادائیگیوں، بین الاقوامی فضائی سفر پر پابندیوں اور تیل کی پست عالمی قیمتوں سے بیرونی کھاتے کو مزید مدد ملی۔ مجموعی طور پر ان عوامل نے ایک بڑھتے ہوئے مرچنڈائز خسارے کی تلافی کی جو ان عوامل سے پیدا ہو رہا تھا: (الف) بلند قیمتوں پر زرعی اجناس کی خاصی مقدار میں درآمد؛ اور (ب) صنعتی طلب کو پورا کرنے کے لیے خام مال اور سرمایہ جاتی سامان کی بڑھتی ہوئی درآمدات اور اس کے ہمراہ برآمدی وصولیوں کی سست نمو۔ مالکاری کے حوالے سے، کمرشل، دوطرفہ اور کثیر جہتی ذرائع (بشمول آئی ایم ایف) کی جانب سے رقوم دستیاب تھیں نیز روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس سے نئی رقوم بھی آئیں جو اپریل 2021ء میں ایک ارب ڈالر سے تجاوز کر گئیں۔ مجموعی طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اسٹیٹ بینک کے سیال زرمبادلہ ذخائر 1.4 ارب ڈالر بڑھے، اس کے خالص فارورڈ واجبات 1.5 ارب ڈالر کم ہوئے اور روپیہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں 10 فیصد مضبوط ہو گیا۔

مالیاتی کھاتوں میں بہتری کا رجحان جاری رہا اور ان میں 452 ارب روپے کا بنیادی فاضل پیدا ہوا جبکہ جی ڈی پی کے لحاظ سے مالیاتی خسارہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں گذشتہ سال سے کم تھا۔ یہ بہتری اخراجات کی رفتار میں نمایاں کمی اور ٹیکسوں میں معقول اضافے کا نتیجہ تھا۔ غیر سودی اخراجات کو موزوں سطح پر لانے کے عمل نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ غیر ترقیاتی جاریہ اخراجات کی رفتار میں کمی آئی۔ دوسری جانب ٹیکس وصولی کی نمو کو معاشی سرگرمی میں بہتری، ٹیکس انتظام کو بہتر بنانے کے لیے ایف بی آر کی کاوشوں نیز پست اساسی اثرات سے فائدہ پہنچا۔ تاہم ترقیاتی اخراجات محدود رہے اور سودی ادائیگیاں خاصی حد تک بوجھ بنی رہیں جن پر اس مدت کے دوران ٹیکس محاصل کا 62.0 فیصد صرف ہو گیا۔

اس دوران جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں قرضہ جمع ہونے کی رفتار کم ہو گئی۔ اس کو پست مالیاتی خسارے، روپے کی قدر میں اضافے سے پیدا ہونے والے نو قدر پیمائی فوائد اور ڈی ایس ایس آئی ریلیف سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اوسط عمومی مہنگائی پچھلے سال سے کم رہی۔ سہ ماہی بنیاد پر بھی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت گذشتہ سال کے اسی عرصے سے کم تھی۔ تیسری سہ ماہی کے اعداد و شمار کا بڑا سبب جنوری 2021ء کی سست روی تھی جس میں مہنگائی کم ہو کر 5.7 فیصد ہو گئی۔ اس سست روی میں غذا اور پولٹری کے گروپوں کا حصہ سب سے زیادہ تھا۔ نیز مہنگائی کا منظر نامہ زیادہ تر جوں کا توں رہا اور اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے اپنے مارچ 2021ء کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں تبدیلی نہیں کی۔ تاہم فروری اور مارچ 2021ء کے دوران بجلی، چینی، خوردنی تیل، سوتی کپڑے اور تیار ملبوسات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے مہنگائی کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں نجی شعبے کا قرضہ پچھلے سال سے تقریباً 50 فیصد زیادہ تھا۔ تاہم تیسری سہ ماہی کے دوران مختصر مدتی قرضوں کی واپسی کے نتیجے میں سست روی آئی۔ چاول کی پروسیسنگ فرموں کی جانب سے موسمی واپسی کے علاوہ زیادہ تر واپسی بہتر برآمدی آمدنی (بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کے عوض)، بہتر نفع آوری (کھاد اور صاف شدہ پیٹرولیم جیسے شعبوں میں) اور حکومت کی جانب سے بلند سیلز ٹیکس ری فنڈ کی بنا پر اشیا ساز کاروباری اداروں کی بہتر سیالیت سے منسوب کی گئی۔ تاہم مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں ٹی ای آر ایف (ٹرف) جیسی اسٹیٹ بینک کی رعایتی ری فنانس اسکیموں کے باعث معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا استعمال خوب ہوا۔ مزید یہ کہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صارفی مالکاری میں تیزی رہی۔ گاڑیوں کے اور ذاتی قرضوں میں نمو کے علاوہ تعمیر مکان کے قرضوں میں اضافہ ہوا کیونکہ بینکوں نے ہاؤسنگ اور تعمیراتی فنانس کے حوالے سے اسٹیٹ بینک کے لازمی اہداف کو پورا کرنے کے لیے اقدامات کیے۔

مجموعی طور پر، اگرچہ مالی سال 21ء کے دوران پچھلے برس کی نسبت معیشت میں خاصی بہتری آئی تاہم کچھ ساختی کمزوریاں اب بھی برقرار تھیں۔ اوّل، زراعت کے شعبے میں کپاس کی فصل میں طویل مدت کمی جاری رہی اور اس کا زیر کاشت رقبہ اور پیداوار سالانہ اہداف اور پچھلے سال کی کارکردگی سے کم رہے۔ پست کارکردگی کو بیج کے معیار کے مسائل، ماحولیاتی تبدیلی کے منفی اثر اور وبائی حملوں (سفید مکھی اور گلابی سنڈی) سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کپاس کی وباؤں اور ماحولیاتی تبدیلی کی مزاحمت کرنے والی بہتر اقسام سے متعلق تحقیق و ترقی کے سلسلے میں اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی کاوشوں کے ساتھ بیجوں کی بروقت دستیابی اور زرعی توسیعی محکموں کی اعانتی خدمات مہیا ہونی چاہئیں تاکہ کاشت کاروں کو کپاس اگانے کے لیے زیادہ رقبہ مختص کرنے، معیاری خام مال استعمال کرنے اور کپاس کی پیداوار کو پائیدار انداز میں بڑھانے کے لیے ماحولیاتی لحاظ سے درست طریقے اپنانے کی تحریک ملے۔

دوم، اگرچہ شرح مبادلہ کے نئے لچکدار نظام سے دباؤ کم ہونا چاہیے تاہم بیرونی شعبے میں معاشی سرگرمی میں بحالی کے اثر کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر جولائی تا نومبر مالی سال 21ء میں ماہانہ جاری کھاتے کے فاضل دسمبر تا مارچ مالی سال 21ء میں ماہانہ خساروں میں تبدیل ہو گئے۔ علی الخصوص، مرچنڈائز تجارتی خسارہ بڑھ گیا کیونکہ برآمدات کی نمو درآمدات کی نمو کے ساتھ نہ چل سکی۔ اگرچہ خام مال اور سرمایہ جاتی اشیا کی درآمد صنعتی پیداوار کو تحریک دینے کے لیے ناگزیر ہے تاہم ملک میں رسد کی کمی کو پورا اور/یا قیمتوں کو مستحکم کرنے کے لیے بہتر فارمنگ اور فصلی بندوبست کو اختیار کر کے بعض زرعی اجناس (جیسے کپاس، گندم اور گنا) کی درآمد کو قابو میں کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ درآمدی باسکٹ میں کھپت اور سرمایہ کاری اشیا کے درمیان توازن پر بھی نظر رکھنی ہو گی۔ آخراً، مرچنڈائز برآمدات ابھی تک چند شعبوں اور مارکیٹوں تک محدود ہیں جس سے تنوع کی ضرورت اجاگر ہوتی ہے۔

سوم، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں دیکھے گئے مہنگائی کے اعداد و شمار سے مسلسل نگرانی کی ضرورت واضح ہوتی ہے۔ تیسری سہ ماہی میں صارف اشاریہ قیمت مہنگائی متغیر رہی، جو جنوری 2021ء میں پست تھی جبکہ فروری اور مارچ میں پھر بڑھ گئی۔ مزید برآں، اس سہ ماہی کے دوران شہری قوزی مہنگائی میں تیزی آگئی جس کا سبب ملبوسات اور چپل جوتوں کی قیمتوں میں اضافہ تھا۔ جزوی طور پر پست ملکی پیداوار کی بنا پر کپاس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں نے ملبوساتی اشیا کی مہنگائی میں اپنا حصہ ڈالا۔ وسیع تر نقطہ نظر سے، مالی سال 21ء میں عمومی مہنگائی پچھلے سال کے مقابلے میں کم ہونے کے باوجود بلند سطح پر رہی اور زرعی اجناس کے انتظام کے رسدی مسائل نے غذائی مہنگائی کو وقتاً فوقتاً بڑھایا۔ متعلقہ فریقوں، خصوصاً وفاقی اور صوبائی محکمہ ہائے خوراک، کے مابین بہتر رابطہ کاری، صحیح اعداد و شمار کی فراہمی،

غذائی اشیا کے اسٹاک اور قیمتوں کی نگرانی اور بروقت فیصلوں اور، جب ضروری ہو، اشیا کی درآمد کے ذریعے کمزوریوں سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔

مالیاتی حوالے سے، سرکاری سرمایہ کاری، جو معاشی نمو کے لیے لازمی جز ہے، کی دستیاب گنجائش، قرض کی واپسی اور محاصل کی مختصر بنیاد کے باعث بدستور محدود ہے۔ ایک اور کمزوری جسے اجاگر کرنے کی ضرورت ہے گردشی قرضہ ہے جو بجلی کے شعبے میں طویل عرصے سے موجود ساختی مسائل کو عیاں کرتا ہے۔ چنانچہ ٹیکس مستثنیات کو کم سے کم کرکے، بے ضابطہ معیشت کی دستاویزیت کرکے اور ٹیکس قواعد اور طریقہ ہائے کار کو سادہ بناکر ٹیکس کی اساس کو وسیع کرنے کی کوششیں بڑھائی جانی چاہئیں۔ اس کے علاوہ گھاٹے میں جانے والی پی ایس ایز کی تشکیل نو اور شعبہ توانائی میں اصلاحات متعارف کرانے کے عمل کو مہمیز کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قلیل مالیاتی وسائل پر بوجھ کم کیا جاسکے۔

شکل1.3 : پاکستان میں کووڈ19 کیسوں کا رجحان*

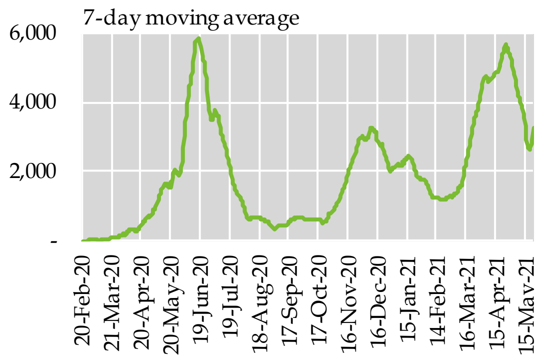

*As of May 23, 2021
Source: World Health Organization

آخراً، نجی شعبے کو قرض کی تقسیم میں کجی ہے جسے ایم ایس ایم ایز سمیت قرض کے لائق فرموں اور افراد کے وسیع تر طبقات کو زیادہ قرض فراہم کرکے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ بالعموم، معلومات کے عدم تشاکل کے خاتمے سے معیشت میں قرض کا نفوذ بہتر ہوتا ہے۔ معلومات کے عدم تشاکل کا مسئلہ ایک ہموار طور پر چلتے ہوئے کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم میں نجی کریڈٹ بیوروز کے قیام سے حل کیا جاسکتا ہے۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک نے کریڈٹ رپورٹنگ کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات کیے ہیں جن میں کریڈٹ بیوروز ایکٹ 2015ء متعارف کرانا اور دو نجی کریڈٹ بیوروز کو لائسنس دینا شامل ہیں۔ تاہم کئی قانونی، عملی اور پالیسی کی سطح کی دشواریاں نجی کریڈٹ بیوروز کو اپنے بھرپور امکانات بروئے کار لانے میں بدستور رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ اسٹیٹ بینک کی زیر نظر رپورٹ میں ایک خصوصی سیکشن میں ان دشواریوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور نجی بیوروز کو معلومات کے عدم تشاکل سے نمٹنے اور بالآخر نجی شعبے کے قرضے کے نفوذ میں سہولت پیدا کرنے کے حوالے سے پالیسی سفارشات دی گئی ہیں۔

معاشی منظر نامہ

آگے چل کر، مالی سال 22ء میں، معاشی رفتار جو مالی سال 21ء کے دوران عیاں ہوگئی تھی مزید مستحکم ہونے کی توقع ہے۔ ویکسین لگائے جانے کے جاری عمل کے ساتھ وائرس کی دوسری لہر اور بیشتر تیسری لہر میں معاشی سرگرمیوں کے تسلسل سے کچھ امید بندھتی ہے۔ زراعت کے شعبے میں امکان ہے کہ پیداوار میں مزید بہتری سے تحریک ملے گی کیونکہ حکومت بیجوں کی بہتر اقسام اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال پر زور دے رہی ہے۔ خاص طور پر مالی سال 21ء میں کپاس کی پیداوار کئی سال کی پست ترین سطح سے ابھر کر پھر بحال ہونے کی توقع ہے۔ حکومت کے خریف اور ربیع پیکیجز سے، جن میں عموماً کھاد اور دیگر خام مال پر زرِ اعانت شامل ہوتی ہے، توقع ہے کہ شعبہ زراعت میں نمو تقویت پائے گی۔

ٹی ای آر ایف کے تحت متوقع سرمایہ کاریوں اور تعمیراتی سرگرمیوں میں پالیسیوں کے باعث آنے والی تیزی سے معاشی نمو کو مزید تحریک ملنے کی امید ہے۔ اگرچہ اوّل الذکر میں مارچ 2021ء میں خاصا اضافہ دیکھا گیا تاہم مؤخر الذکر کو حکومت کی نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم کے ہمراہ اسٹیٹ بینک کے مکاناتی قرضوں پر مارک اپ سبسڈی سے متعلق ضوابطی اقدام سے تقویت ملی ہے جو اس نے بینکوں کو آخر دسمبر 2021ء تک اپنے واجب الادا قرض میں ہاؤسنگ فنانس کا تناسب بڑھانے کے لیے کیا ہے۔ علاوہ ازیں، حکومت نے پی ایس ڈی پی اخراجات بڑھانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے جو بلند نمو کے نتائج لانے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ صنعت و زراعت کے شعبوں کے یہ سازگار رجحانات خدمات کے شعبے تک بھی پھیل جائیں گے۔ تاہم مالی سال 22ء کے لیے مجموعی نمو کے منظر نامے کو ایک خطرہ کووڈ19 کی جاری

تیسری اور ممکنہ اضافہ لہریں ہیں جن کے نتیجے میں نقل و حرکت پر پابندی عائد کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور جاری معاشی رفتار متاثر ہو سکتی ہے (**شکل 1.3**)۔

حالیہ صارف اشاریہ قیمت اعدادوشمار سے فروری، مارچ اور اپریل 2021ء میں مہنگائی میں مسلسل سال بسال اضافہ ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ اضافے بنیادی طور پر رسد کی جانب سے آرہے ہیں اور پیداواری فرق کا تخمینہ ابھی تک منفی ہے۔ موجودہ اضافہ غذائی اشیا اور یوٹیلیٹی (بجلی) کی قیمتوں میں مرتکز ہے جبکہ اجرت کا دباؤ اس وقت مستحکم سمجھا جارہا ہے۔ مزید برآں، اجناس کے بہتر بندوبست بشمول اہم غذائی اشیا کے ذخائر رکھنے کے عمل سے امکان ہے کہ غذائی اشیا پر سے رسدی دباؤ کم ہو گا۔ نتیجے کے طور پر مہنگائی کو پہنچنے والے رسدی دھچکوں کے دور ثانی کے اثرات اس وقت دھیمے ہیں اور مہنگائی کی توقعات کافی حد تک قابو میں ہیں۔

تاہم مہنگائی کی توقعات میں اضافے کو کئی خطرات لاحق ہیں۔ اوّل، اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں کا موجودہ بڑھتا ہوا رجحان وسیع البنیاد ہے اور تیل، غذا اور دھاتوں سب کی قیمتیں کافی بڑھ رہی ہیں (**شکل 1.4**)۔ دوم، مقررہ یوٹیلیٹی (بجلی، گیس اور ایندھن) کے نرخوں میں اضافے سے مہنگائی اور مہنگائی کی توقعات بڑھ سکتی ہیں۔ سوم، اجرت کے دباؤ کا بغور جائزہ لینے کی ضرورت ہے خصوصاً کم سے کم اجرت اور سرکاری شعبے کی تنخواہوں میں اضافے کے تناظر میں۔ چہارم، مالی سال 22ء کے بجٹ میں سیلز ٹیکس مستثنیات کے خاتمے اور محاصل پیدا کرنے والے دیگر اقدامات سے بھی مالی سال کے دوران مہنگائی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

مالیاتی شعبے میں مالی سال 21ء میں اب تک محاصل میں معقول نمو دیکھی گئی ہے اور اپریل 2021ء تک وصولیاں ہدف سے زیادہ رہی ہیں۔ علاوہ ازیں، اخراجات میں نمو پچھلے سال (مالی سال 20ء) سے کم ہے جس کا بڑا سبب پست ترقیاتی اخراجات اور غیر سودی جاریہ اخراجات کا قابو میں رہنا ہے۔ اس بنیاد پر مالی سال 21ء کے لیے مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 6.5-7.5 فیصد ہونے کی توقع ہے۔ تاہم اس پیش گوئی میں اضافے کا ایک خطرہ گردشی قرضوں کی تصفیے کے لیے بلند ادائیگیاں ہیں۔ مالی سال 22ء کے لیے اگرچہ بجٹ کا انتظار ہے، تاہم مالیاتی خسارے میں بہتری کی توقع ہے جس کی وجہ محاصل کی وصولی میں نمو کے رجحانات کا مالی سال 22ء کے دوران جاری رہنا نیز کارپوریٹ ٹیکس مستثنیات کی تجویز قبول کیا جانا ہے۔ آخر میں، مالی سال 22ء میں بلند نمو سے محاصل کی وصولی مزید بڑھے گی جبکہ پی ایس ڈی پی اخراجات میں اضافے کی توقع ہے۔

شکل 1.4: اجناس کی عالمی قیمتوں کا رجحان

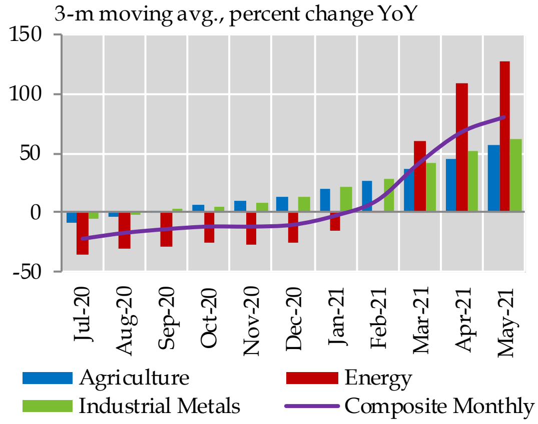

Source: S&P GSCI

بیرونی شعبے میں، جاری کھاتے کا خسارہ اگرچہ قابو میں ہے تاہم اس کے بڑھنے کی توقع ہے جس کا بنیادی سبب درآمدی ادائیگیوں میں ممکنہ اضافے کی وجہ سے تجارتی خسارے کا مزید بڑھ جانا ہے۔ درآمدات میں اضافے سے تیل کی بلند قیمتوں کی عکاسی ہوتی ہے جن کے بارے میں اب پیش گوئی ہے کہ وہ توانائی کی اجناس کے مسلسل بڑھتے ہوئے درآمدی حجم سے آنے والے دباؤ میں اضافہ کریں گی۔ دوم، عالمی غیر توانائی قیمتیں بشمول غذا اور دھاتوں کے نرخوں کا موجودہ اضافے کا رجحان بھی درآمدی ادائیگیوں میں اپنا حصہ ڈالے گا (**شکل 1.4**)۔ اور سوم، ٹی ای آر ایف کے تحت خاصا قرض لیے جانے کے باعث سرمایہ جاتی اشیا کی درآمدات بڑھنے کی پیش گوئی ہے۔ اگرچہ اسکیم کے تحت قرض کی رقوم منظور کرلی گئی ہیں تاہم اصل درآمدات اگلے چندماہ میں سامنے آئیں گی۔

دوسری جانب برآمدی وصولیوں میں نمو کے بارے میں پیش گوئی ہے کہ وہ بلند قدر کی ٹیکسٹائل اشیا (یعنی ملبوسات اور ہوم ٹیکسٹائل) میں مسلسل تیزی نیز بہتر فصل کی توقعات کے باعث چاول کی برآمدات میں بحالی (جس سے برآمد کنندگان کو مزید مسابقتی قیمتیں پیش کرنے کا موقع ملے گا) کی وجہ سے آئیں گی۔ تاہم

برآمدی نمو کو لاحق کمی کے خطرات میں ٹیکسٹائل خام مال (بشمول سوتی دھاگے) کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں، جس سے برآمد کنندگان کی مسابقت متاثر ہو سکتی ہے، نیز ویکسین لگائے جانے اور کووڈ کیسوں میں کمی کی وجہ سے اہم حریفوں (خصوصاً بھارت اور بنگلہ دیش) میں معاشی سرگرمیوں کی بحالی شامل ہیں۔ آخر میں کارکنوں کی ترسیلات زر میں تیزی قائم رہنے کی پیش گوئی ہے کیونکہ اہم عوامل (باضابطہ چینلوں کا استعمال، بینکوں اور ایم ٹی اوز کے لیے ترغیبات وغیرہ) ابھی تک موجود ہوں گے۔ ان کے علاوہ آئی ایم ایف پروگرام میں پیش رفت سے بیرونی ذرائع سے زرمبادلہ کی آمد کے تسلسل میں مدد ملے گی جبکہ ادائیگیوں کے توازن میں مزید استحکام آئے گا۔

2 حقیقی شعبہ

دورانِ سال پاکستان کی معیشت میں حوصلہ افزا بحالی آئی، مالی سال 21ء میں جی ڈی پی کی حقیقی نمو 3.9 فیصد رہنے کا تخمینہ ہے۔ کورونا کی جاری وبا کے باوجود یہ کارکردگی سامنے آئی ہے۔ اسی وبا نے گذشتہ سال جی ڈی پی کی نمو کو منفی 0.5 فیصد تک محدود کرنے میں اپنا کردار ادا کیا تھا۔ مالی سال 21ء کی نمو میں بحالی کی بنیادی وجہ صنعت اور خدمات کے شعبوں میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی ہے۔ صنعت میں جن شعبوں میں غیر معمولی نمو دیکھی گئی ان میں غذا، گاڑیاں، ٹیکسٹائل، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے وہ زمرے ہیں جو تعمیرات سے منسلک ہیں۔ اس کے علاوہ، اگرچہ زرعی شعبے کی نمو گذشتہ سال کے مقابلے میں مجموعی طور پر سست رہی تاہم گندم، چاول اور مکئی کی پیداوار مالی سال 21ء کے دوران تاریخی طور پر بلند رہی۔ اجناس پیدا کرنے والے شعبے میں فعالیت کا اثر خدمات کے شعبے پر پڑا خاص طور پر ذیلی شعبوں تھوک اور خوردہ تجارت پر۔ اسی طرح پنجاب اور سندھ کے صوبائی سروے سے صنعتی روزگار میں نمو کی اطلاع ملی ہے جو بڑی حد تک کورونا سے پہلے کی سطح یعنی اپنی بحالی کی طرف گامزن معلوم ہوتی ہے۔

1.1 اقتصادی نمو

مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کی معیشت نے 3.9 فیصد کی جی ڈی پی نمو حاصل کی جو گذشتہ سال کورونا کی وجہ سے آنے والے سکڑاؤ کے بعد بحالی کی عکاسی کرتی ہے (**جدول 2.1**)۔ یہ نمو وسیع البنیاد تھی جس میں زراعت، صنعت اور خدمات کے شعبوں میں بالترتیب 2.8 فیصد، 3.6 فیصد اور 4.4 فیصد وسعت آئی۔ اقتصادی بحالی میں حکومت اور مرکزی بینک کی سازگار پالیسیوں کا کردار نمایاں تھا، جنھوں نے صحت اور اقتصادی حوالے سے معیشت پر کورونا کے اثرات کو کم کیا۔

جدول 2.1: جی ڈی پی اور اس کے اجزا

نمو فیصد میں

	م س 20ءن	م س 21ءع
زراعت	3.3	2.8
صنعت	-3.8	3.6
خدمات	-0.6	4.4
جی ڈی پی	**-0.5**	**3.9**

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

زرعی شعبے میں مالی سال 21ء کے دوران 2.8 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال 3.3 فیصد رہی تھی۔ تقریباً تمام اہم فصلوں کی کارکردگی گذشتہ سال سے بہتر رہی۔ ربیع مالی سال 21ء کے دوران گندم کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت 8.1 فیصد بڑھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خام مال پر زرِ اعانت دیا گیا اور کم از کم سرکاری قیمت بڑھائی گئی جس سے گندم کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا۔[1] مزید برآں، ربیع کے موسم میں اگائی کے بعد پورے سال کی مکئی کی فصل میں 7.4 فیصد اضافہ ہوا جس کی بنیادی وجہ اس کی یافت میں بہتری ہے۔ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران فصلوں کی پیداوار کے تازہ ترین تخمینے خریف مالی سال 21ء کے دوران چاول اور گنّے کی مضبوط کارکردگی میں اضافہ ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم کپاس کی پیداوار میں قابلِ ذکر کمی ہوئی جس کے عبوری تخمینوں کو نظر ثانی کے بعد مزید کم کرکے تقریباً 7 ملین گانٹھیں کر دیا گیا تھا یعنی گذشتہ سال کے مقابلے میں 22.8 فیصد کمی۔ یہ مالی سال 85ء کے بعد کپاس کی پست ترین پیداوار ہے، اور اس کے اسباب زیرِ کاشت رقبے میں مسلسل کمی، مون سون کی غیر معمولی طور پر شدید بارشیں اور کیڑوں کے حملے ہیں۔[2] دریں اثنا گلّہ بانی کے شعبے کی نمو مالی سال 21ء کے دوران 3.1 فیصد رہی جو گذشتہ سال 2.1 فیصد رہی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ ذیلی شعبے مرغبانی میں بحالی ہے جو کورونا کی پہلی لہر میں

[1] مالی سال 21ء کا موسم ربیع اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران رہا۔

[2] حوالے کے لیے مالی سال 85ء میں کپاس کی پیداوار 5.9 ملین گانٹھیں تھی (ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ اور تحقیق)۔

مارچ 2020ء کے بعد سے سخت لاک ڈاؤن سے بری طرح متاثر ہوا تھا، تاہم مالی سال 21ء میں بتدریج بحال ہوا کیونکہ حکومت نے اسمارٹ لاک ڈاؤن نافذ کیا۔

صنعتی شعبے میں مالی سال 21ء کے دوران 3.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال 3.8 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ صنعت میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا شعبہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران تیزی سے بحال ہوا، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اس میں 9.0 فیصد نمو آئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 5.1 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو غذا، سیمنٹ، ٹیکسٹائل اور گاڑیوں کے شعبوں سے مدد ملی۔ جہاں تک غذائی گروپ کا تعلق ہے تو گنّے کی بہتر فصل سے شکر کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ زیرِ ہدف مالیاتی اور زری ترغیبات کی بنا پر تعمیرات سے منسلک صنعتوں سیمنٹ اور فولاد کی کارکردگی اچھی رہی۔ گاڑیوں کے شعبے میں تحرک کے اسباب نئے اداروں کی آمد، گذشتہ سال کی رُکی ہوئی طلب، ٹریکٹروں پر زرِاعانت، شرحِ مبادلہ میں استحکام، پست شرحِ سود، اور دیہی علاقوں کی بہتر آمدنی ہیں جن سے گاڑیوں کی طلب میں بحالی آئی اور یوں اس شعبے کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔[3] زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے کی نمو بھی قابلِ ذکر رہی اور سوتی ٹیکسٹائل کے زمرے میں بحالی آئی۔ اس کے برعکس ذیلی شعبوں بجلی اور گیس میں مالی سال 21ء کے دوران گذشتہ سال کی نسبت تیزی سے کمی واقع ہوئی جس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ ڈسکوز کو زرِاعانت پہلے سے کم دیا گیا تھا۔[4] تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بجلی کی پیداوار کی مقدار گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں زائد رہی۔[5]

اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی مثبت کارکردگی سے خدمات کے شعبے کو مہمیز ملی جس سے اسے 4.4 فیصد نمو حاصل ہوئی جبکہ گذشتہ سال 0.6 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ قابلِ ذکر یہ ہے کہ تھوک اور خردہ تجارت کی نمو بحال ہوئی کیونکہ مجموعی معاشی سرگرمی اور درآمدات میں اضافہ ہوا، جبکہ مالیات اور بیمہ اور عمومی سرکاری خدمات کی بھی رفتار گذشتہ سال سے بڑھ گئی۔ اگرچہ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی سرگرمیوں میں واجبی سی منفی نمو ہوئی تاہم یہ مالی سال 20ء میں دیکھی گئی تخفیف سے کم تھی۔

دریں اثنا، سندھ اور پنجاب کے صنعتی شعبوں میں روزگار جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بھی بحالی کی راہ پر گامزن رہا۔[6] اسے بنیادی مہمیز غذا کی پروسیسنگ اور سگریٹ سازی سے متعلق صنعتوں سے ملی جبکہ گاڑیوں اور سوتی ٹیکسٹائل کی صنعتوں نے بھی روزگار کی نمو میں مثبت حصہ لیا۔ یہ پیش رفت بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی اس نمو سے کافی حد تک مطابقت رکھتی ہے جو اِن شعبوں میں دیکھی گئی۔ اسٹیٹ بینک نے فروری 2021ء میں اعتمادِ کاروبار کا جو سروے کیا اس میں صنعت اور خدمات کے شعبوں میں روزگار کے موجودہ اشاریے میں بہتری کی عکاسی ہوئی ہے۔ تاہم اسٹیٹ بینک ہی کے اعتمادِ صارف سروے برائے مارچ 2021ء سے روزگار کی آئندہ توقعات کے بارے میں خرابی کا اظہار ہوتا ہے، جس کی وجہ کورونا کی تیسری لہر کی ابتدا اور اس کے نتیجے میں عائد کردہ پابندیاں ہیں۔

2.2 زراعت

فصلوں کے شعبے نے مالی سال 21ء کے دوران بحیثیتِ مجموعی بہتر کارکردگی دکھائی۔ پانچ میں سے چار اہم فصلوں نے گذشتہ سال کی نسبت زیادہ پیداوار دی (**جدول 2.2**)۔ درحقیقت، عبوری تخمینے ظاہر کرتے ہیں کہ مکئی، چاول، اور گندم کی پیداوار تاریخی طور پر بلند سطح پر پہنچ گئی، جبکہ گنّے کی پیداوار بھی اپنی دوسری بلند ترین سطح پر رہی۔[7] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران دستیاب عبوری

[3] مالی سال 21ء کے دوران دیہی آمدنیاں بہتر ہوئیں جس کی بنیادی وجہ بلند زرعی آمدنی، غیر ملکی کمائی، اور کارکنوں کی ریکارڈ ترسیلات ہیں۔ دیہی گھریلو مجموعی ماہانہ آمدنی میں تقریباً 26 فیصد زرعی آمدنی سے ہوتی ہے جبکہ اس میں بیرونی ترسیلات کا تناسب 5.8 فیصد ہے (جو شہری گھروں میں 4.0 فیصد ہے)(ماخذ: گھرانوں کا مربوط اقتصادی سروے (ایچ آئی ای ایس) 19-2018ء)۔

[4] ماخذ: نیشنل اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2021ء پر پی بی ایس کا پریس ریلیز (www.pbs.gov.pk/sites/default/files//press_releases/2021/Press%20Release%20103rd%20NAC.pdf)

[5] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران بجلی کی مجموعی پیداوار (ماسوائے کے الیکٹرک) 88173 گیگاواٹ گھنٹہ تھی جو رواں مالی سال اسی مدت میں 92372 گیگاواٹ گھنٹہ ہوگئی (ماخذ: نیپرا)۔

[6] مآخذ: دفتر شماریات، پنجاب اور دفتر شماریات سندھ۔

[7] مالی سال 18ء میں گنّے نے بلند ترین پیداوار 83.3 ملین ٹن حاصل کی تھی۔

جدول 2.2: فصلوں کی کارکردگی کا جائزہ-مالی سال 21ء ع

رقبہ ہزار ہیکٹر میں، پیداوار ہزار ٹن میں / کپاس کے لیے گانٹھیں، نمو فیصد میں

	رقبہ				پیداوار			
	م س20ء حاصل شدہ	م س21ء ہدف	م س21ء حاصل شدہ	گذشتہ سال کی نسبت نمو	م س20ء حاصل شدہ	م س21ء ہدف	م س21ء حاصل شدہ	گذشتہ سال کی نسبت نمو
اہم فصلیں								
گندم	8,804.7	9,214.0	9,177.6	4.2	25,247.6	27,000	27,283.4	8.1
چاول	3,033.9	2,953.0	3,335.1	9.9	7,413.7	8,000	8,419.3	13.6
کپاس	2,517.3	2,310.0	2,078.9	-17.4	9,148	10,900	7,063.90	-22.8
مکئی	1,404.2	1,335.0	1,417.8	1.0	7,883	6,700	8464.9	7.4
گنا	1,039.8	1,175.0	1,165.0	12.0	66,379.6	69,500	81,009.3	22.0
چھوٹی فصلیں (منتخب)**								
چنا	943.9	988.2	872.7	-7.5	497.6	540	251.2	-49.5
مونگ	172.9	179.4	231.4	33.7	125.9	140	204.5	62.4
آلو	185.4	187.6	234.4	26.4	4552.7	4,700	4681.0	2.8
پیاز	148.2	159.1	153.8	3.8	2,122.0	2,100	2099.8	-1.0
ٹماٹر	57.8	49.9	59.0	2.1	594.2	500	670.5	12.8

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی تحفظ اور تحقیق، پاکستان دفتر شماریات

تخمینوں کے مطابق گندم کی پیداوار گذشتہ سال سے 8.1 فیصد بڑھی، کیونکہ اس کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا اور یافت بھی بہتر رہی۔ گندم کی اس پیداوار کے حصول میں پالیسی کا تعاون بھی کارفرما ہے۔

خام مال

کھاد، پھپھوندی کُش دواؤں اور گھاس پھونس ختم کرنے والی دواؤں پر زرِ اعانت، اور گندم کی سرکاری قیمت میں اضافہ ربیع موسم کے لیے حکومت کا پالیسی تعاون تھا۔ بالخصوص، ڈی اے پی، فاسفیٹ، اور پوٹاشک کھاد کو فی 50 کلو گرام تھیلے پر ایک ہزار روپے زرِ اعانت دیا گیا جبکہ پھپھوندی کُش دواؤں اور گھاس پھونس ختم کرنے والی دواؤں پر بالترتیب 250 روپے اور 150 روپے فی ایکڑ زرِ اعانت دیا گیا۔ نیز، نومبر 2020ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے سفارش کی کہ گندم کے فی 40 کلو گرام تھیلے کی مالی سال 20ء میں جو کم سے کم سرکاری قیمت (ایم ایس پی) 1400 روپے تھی اسے رواں سیزن بڑھا کر 1650 روپے کیا جائے چنانچہ اپریل 2021ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم کے فی 40 کلو گرام تھیلے کی قیمت مزید بڑھا کر 1800 روپے کرنے کی سفارش دی۔

ڈی اے پی پر زرِ اعانت کے نتیجے میں اس کا استعمال گذشتہ سال کی نسبت اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 2.3 فیصد بڑھ گیا (**شکل 2.1 الف**)۔ تاہم ڈی اے پی پر زرِ اعانت کے اثرات اس کی قیمت بڑھنے کے نتیجے میں زائل ہوگئے۔ چونکہ ملک میں دستیاب بیشتر ڈی اے پی درآمد شدہ ہوتی ہے اس لیے اس کی مقامی قیمت عالمی قیمت سے منسلک ہے۔ اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ڈی اے پی کی عالمی قیمت اوسطاً 49 فیصد بڑھ گئی۔[8] اس کی عالمی قیمت میں تیزی سے اضافے کی بنا پر زیرِ جائزہ عرصے میں اس کا استعمال بھی کسی حد تک محدود رہا۔

[8] ڈی اے پی کی عالمی قیمتیں طلب و رسد کے ملے جلے عوامل کے باعث بڑھیں۔ فصل اگانے والے اہم علاقوں میں بلند زرعی آمدنیوں اور سرکاری معاون اسکیموں کے باعث ایک طرف طلب مستحکم تھی، تو دوسری طرف کھاد کی تجارت میں تعطل (جو بنیادی طور پر اس طرح شروع ہوا کہ امریکہ نے مراکش اور روس سے آنے والی کھاد پر جوابی ڈیوٹیاں عائد کر دیں) نے رسد کو کمزور کر دیا (ماخذ: عالمی بینک)۔

شکل 2.1 الف: اکتوبر تا مارچ، ڈی اے پی کا استعمال اور قیمت

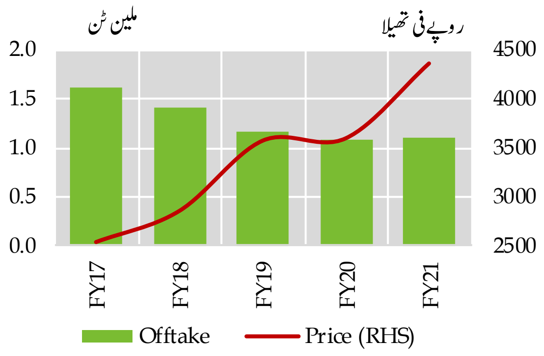

شکل 2.1 ب: اکتوبر تا مارچ، یوریا کا استعمال اور قیمت

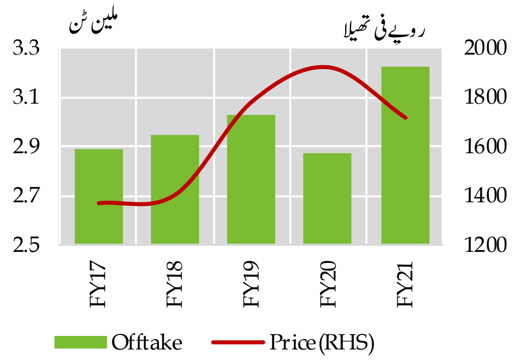

Source: National Fertilizer Development Center

اس کے بر عکس، اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء میں یوریا کی قیمتیں گیس انفرا سٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس (جی آئی ڈی سی) میں کمی کے بعد 10.7 فیصد گر گئی تھیں جس کے سبب اس کا استعمال بڑھ گیا۔[9] آخر کار یوریا کو زرِ اعانت تو نہیں ملا تاہم مالی سال 21ء اکتوبر تا مارچ عرصے میں اس کا استعمال 12.4 فیصد بڑھ گیا(**شکل 2.1ب**)۔

دریں اثنا، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران زرعی قرضے کا اجرا گذشتہ سال کے مقابلے میں 4.6 فیصد زائد رہا(**جدول 2.3**)۔ اس سے قطع نظر، قرضوں کے اجرا میں تیزی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران آئی جس سے 13.1 فیصد اضافہ ہوا۔ جاری سرمائے سے متعلق زرعی شعبے کے پیداواری قرضوں میں تیسری سہ ماہی میں نمو دیکھی گئی۔ اس کے علاوہ ترقیاتی مقاصد کے لیے طویل مدتی قرضوں میں بھی اضافہ ہوا۔

غیر زرعی شعبے میں قرضوں کے اجرا میں گذشتہ سال کی نسبت زیادہ اضافہ مرغبانی کے شعبے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ہوا۔ قبل ازیں کورونا کی وجہ سے سخت لاک ڈاؤن کے نتیجے میں مرغبانی کے کاروبار میں رسدی پہلو سے ہونے والے نقصانات کی بنا پر مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضے کا استعمال رک گیا تھا۔ یہ رجحان تیسری سہ ماہی میں بدل گیا جب قرضوں کے بلند اجرا سے ظاہر ہوا کہ زیر جائزہ عرصے کے دوران پولٹری کی اشیا کی طلب بحال ہوئی ہے۔ جنوری تا فروری 2021ء میں گھر سے باہر کھانے اور تقریبات پر لاک ڈاؤن کی پابندیاں بھی کم نافذ ہوئیں جو بالآخر مارچ 2021ء میں سخت ایس او پیز کے نفاذ پر منتج ہوئیں۔[10]

جہاں تک آب پاشی کا تعلق ہے تو موسم ربیع مالی سال 21ء کے دوران پانی کی دستیابی گذشتہ سال سے بہتر رہی حالانکہ پانی سسٹم کے اوسط استعمال سے کم تھا۔ اکتوبر تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران رِم اسٹیشن کا بہاؤ 21.1 ملین ایکڑ فٹ (ایم اے ایف) رہا جو ربیع سے پہلے کی پیش گوئی یعنی 23.4 ملین ایکڑ فٹ سے تقریباً 10 فیصد کم ہے۔[11] اگر ذخیرے سے پانی کے اخراج، پانی کے ضیاع، اور معمولی سے غیر ارادی اخراج کو، جو کوٹری بیراج کے بعد ہوتا ہے، مدِ نظر رکھا جائے تو نہروں سے پانی کا مجموعی اخراج 31.2 ملین ایکڑ فٹ بنتا ہے جو کہ سسٹم کے اوسط استعمال

[9] جنوری 2020ء میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 400 روپے کا جی آئی ڈی سی ختم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ کاشت کاروں کو سستی کھاد ملے۔ چنانچہ فروری 2020ء کے بعد سے یوریا کی قیمتیں اعتدال پر آ گئیں۔

[10] اگرچہ پولٹری کی اشیا کے نرخ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بڑھے تھے تاہم یہ پولٹری کی طلب بڑھنے کی کوئی قابلِ بھروسہ علامت نہیں ہے، خصوصاً مسابقتی کمیشن آف پاکستان (سی سی پی) کی تحقیقات کے نتائج کی روشنی میں جو مئی 2021ء میں عام کیے گئے کہ قیمتیں بڑھانے کے لیے پولٹری فیڈ ملز کے مابین کارٹل سازی اور قیمتوں پر گٹھ جوڑ نے چکن اور انڈوں کے نرخ بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا (ماخذ: سی سی پی پریس ریلیز، بتاریخ 7 مئی 2021ء)۔

[11] رِم اسٹیشن بہاؤ دریائے سندھ، کابل، جہلم اور مشرقی دریاؤں سے آنے والے بہاؤ پر مشتمل ہے۔

36.7 ملین ایکڑ فٹ سے تقریباً 15 فیصد کم ہے۔[12] ارسا کی ایک مشاورتی کمیٹی نے نہروں سے پانی کے مجموعی اخراج پر اطمینان کا اظہار کیا کیونکہ اس نے 10 فیصد کمی سے معمولی سا انحراف کیا جس کا ربیع سیزن سے پہلے پتہ اندازہ لگا لیا گیا تھا اور پانی کے بندوبست کے مؤثر طریقوں کے استعمال سے یہ مسئلہ قابلِ حل تھا۔[13]

جدول 2.3: زرعی قرضے کا اجرا

ارب روپے

	سہ 3		جولائی تا مارچ	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
زرعی شعبہ				
الف۔ پیداواری	151.5	162.8	430.9	452.4
ب۔ ترقیاتی	6.2	15.9	28.7	55.6
ج۔ مجموعی زرعی شعبہ (الف+ب)	157.7	178.7	459.6	508.0
غیر زرعی شعبہ				
گلہ بانی/ڈیری	77.8	89.3	236.7	250.1
مرغبانی	50.7	56.0	177.9	158.0
دیگر	11.6	12.9	38.0	37.7
د۔ مجموعی غیر زرعی شعبہ	140.1	158.2	452.6	445.8
مجموعی زرعی قرضہ (ج+د)	**297.8**	**336.9**	**912.2**	**953.8**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

گندم

مالی سال 21ء کی ربیع فصل کے دوران گندم کی پیداوار تاریخ کی بلند ترین 27.3 ملین ٹن تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال سے 8.1 فیصد زائد ہے (**جدول 2.4**)۔ اس اضافے کی وجوہات یہ ہیں کہ گندم کا زیرِ کاشت رقبہ 4.2 فیصد بڑھ گیا، جبکہ یافت بھی گذشتہ سال سے 3.7 فیصد بہتر ہوئی۔ زیرِ کاشت رقبہ خاص طور پر پنجاب میں زیادہ بڑھا (جو گذشتہ سال سے تقریباً 230 ہزار ہیکٹر زائد رہا) جبکہ بلحاظ اوسط پنجاب ہی گندم کی پیداوار میں تقریباً تین چوتھائی کا حصہ دار ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، خام مال کے حوالے سے پالیسی تعاون کے علاوہ گندم کی کم از کم قیمت بڑھانے سے کاشت کاروں کو ترغیب ہوئی کہ وہ گندم کے لیے زیادہ رقبہ مختص کریں۔

اس سے قطع نظر، اگرچہ گندم کی پیداوار اپنے سالانہ ہدف سے زائد رہی اور ریکارڈ بلندی تک پہنچی تاہم گندم کے تخمینہ شدہ مجموعی سالانہ استعمال نے طلب و رسد کا فرق پیدا کر دیا۔ بالخصوص، گندم کے بقایا ذخائر، 0.324 ملین میٹرک ٹن، کو ملا کر مجموعی طور پر تقریباً 27.6 ملین میٹرک ٹن گندم غذائی سال کے آغاز (یکم مئی 2020ء) پر دستیاب تھی، جبکہ 2021ء میں گندم کے استعمال کا سالانہ تخمینہ 29.5 ملین میٹرک ٹن تھا (**جدول 2.5**)۔ چنانچہ اگلے غذائی سال میں اس فرق کو پورا کرنے کے لیے گندم درآمد کرنا ہوگی۔

مکئی

مالی سال 21ء کے دوران مکئی کی پیداوار میں گذشتہ سال کی نسبت 7.4 فیصد نمو ہوئی (**جدول 2.6**)۔ حالیہ اضافہ پنجاب میں مکئی کی یافت بڑھنے کی بنا پر ہوا ہے۔ پنجاب میں مکئی کی یافت حوصلہ افزا طور پر گذشتہ 17 سال یعنی 05-2004ء سے بڑھ رہی ہے، اُس وقت یافت میں 70.7 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.2**)۔ اس عرصے کے دوران مکئی کی یافت میں بہتری کا جزوی سبب دوغلی اقسام کے درآمد شدہ بیجوں کا استعمال ہے۔ مالی سال 21ء کے دوران بھی دستیاب بیجوں میں سے تقریباً 85 فیصد درآمد شدہ بیج تھے۔ اس سے درآمد شدہ بیجوں پر خاصے انحصار کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکئی کے بیجوں کی ضروریات پوری کرنے کے حوالے سے بیجوں کی ملکی کمپنیوں کی مقامی استعداد کم ہے۔[14]

[12] سسٹم کے اوسط استعمال کا تخمینہ پانی کی تقسیم کے 1991ء کے معاہدے کی ذیلی شق 14 بی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ متعلقہ اقتباس من و عن: '1977ء تا 1982ء مدت میں سسٹم کا حقیقی اوسط استعمال کا ریکارڈ مستقبل کے ضوابط بنانے کے لیے بطور رہنما اصول استعمال کیا جائے گا'۔

[13] ماخذ: ارسا پریس ریلیز بتاریخ یکم اکتوبر 2020ء۔

[14] یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان زرعی تحقیقی کونسل (پی اے آر سی) کی ورائٹی ایویلیوایشن کمیٹی نے اکتوبر 2020ء میں مکئی کے دوغلے بیجوں کی جن 55 اقسام کی منظوری دی ان میں سے صرف دو اقسام سرکاری شعبے کے اداروں یعنی میز اینڈ ملٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ یوسف والا اور جامعہ فیصل آباد کی تیار کردہ تھیں (ماخذ: پی اے آر سی)۔

جدول2.4: گندم کی فصل کی کارکردگیع

رقبہ ہزار ہیکٹر میں، پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں، یافت کلوگرام فی ہیکٹر

	رقبہ			پیداوار			یافت		
	م س20ء	م س21ء ہدف	م س21ء	م س20ء	م س21ء ہدف	م س21ء	م س20ء	م س21ء ہدف	م س21ء
پنجاب	6,515.3	6,555.78	6746	19,401.1	20,000	20,900	2,977.8	3,050.7	3,098.1
سندھ	1,134.2	1,214.03	1,202.6	3,846.1	4,000	3,995.5	3,391.0	3,294.8	3,322.4
پختونخوا	727.3	890.292	770.9	1,130.4	1700	1,235.7	1,554.2	1,909.5	1,602.9
بلوچستان	427.9	566.549	458.2	607.2	1300	1,162.1	1,419.0	2,294.6	2,536.2
پاکستان	**8,804.7**	**9,226.7**	**9,177.6**	**25,247.5**	**27,000**	**27,293.4**	**2,867.5**	**2,926.3**	**2,973.9**
سال بسال نمو			**4.2**			**8.1**			**3.7**

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی تحفظ اور تحقیق

قبل ازیں مکئی کے دوغلے بیجوں کی تیاری کو بڑے منصوبوں سے تعاون ملا تھا جیسے 'ایگریکلچرل انوویشن پروگرام' (اے آئی پی) جو تقریباً سات سال 2020ء تک فعال رہا۔ یہ سرکاری اور نجی شعبے کے متعلقہ فریقوں کی مشترکہ کوشش تھی۔ اس پروگرام کے تحت پاکستان میں مکئی کی 3000 سے زائد مصنوعات کی آزمائش میں تعاون کیا گیا جس کے نتیجے میں مکئی کے 60 نئے دوغلے بیجوں اور اقسام کی شناخت کی گئی۔[15]، [16] اس قسم کے سرکاری اور نجی اشتراک سے بلند یافت دینے والے بیج تیار ہوتے ہیں، ان کی آزمائش کی جاتی ہے، اور تیزی سے استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ مکئی کی یافت بہتر ہونے کی صورت میں اس مشق کے نتائج منہ بولتا ثبوت ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ حکومتِ پنجاب نے مکئی کے کاشت کاروں کو اپنی ٹیکنالوجی اور کاشت کاری کے طریقے بہتر بنانے کی بھی سہولت دی ہے جس میں کئی چیزیں شامل ہیں۔ پنجاب اری گیٹڈ ایگریکلچر پروڈکٹیوٹی امپرومنٹ پروجیکٹ (پی آئی پی آئی پی) کے تحت مکئی کی کاشت کے لیے بہاؤ والی روایتی آبپاشی کے بجائے قطراتی آبپاشی (drip irrigation) کو فروغ دینا۔ معلوم ہوا ہے کہ روایتی آبپاشی کی جگہ قطراتی آبپاشی استعمال کرنے سے یافت میں 20 فیصد اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ پانی اور کھاد کی بھی

جدول2.5: گندم کے صَرف کے سالانہ تخمینے

ملین میٹرک ٹن

صوبہ/علاقہ	2020ء	2021ء
پنجاب	13.5	14.0
سندھ	5.8	6.0
پختونخوا	4.3	4.5
بلوچستان	1.5	1.5
گلگت بلتستان	0.2	0.2
آزاد جموں وکشمیر	0.3	0.3
ذیلی مجموعہ	**25.4**	**26.4**
بیج کی ضروریات	1.2	1.2
یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن	0.4	0.4
مرغبانی/ضیاع	0.3	0.3
پاک فوج	0.2	0.2
تزویراتی ذخائر	0.0	1.0
مجموعہ	**27.5**	**29.5**

ماخذ: وفاقی کمیٹی برائے زراعت کے 16ویں اجلاس (8 اپریل 2021ء) کے لیے وزارتِ قومی غذائی تحفظ اور تحقیق کا ورکنگ پیپر

[15] ایگریکلچرل انوویشن پروگرام کے اہم اسٹیک ہولڈرز میں پی اے آر سی، انٹرنیشنل میز اینڈ ویٹ امپرومنٹ سنٹر، اور یو ایس ایڈ شامل تھے۔

[16] ماخذ: یہ خبر بعنوان 'بین الاقوامی پروگرام پاکستان میں مکئی کی کاشت کے ایک نئے دور میں داخل ہوتا ہے' بتاریخ 30 جون 2020ء متعلقہ سینٹر کی ویب سائٹ (www.cimmyt.org) پر دستیاب ہے۔

جدول2.6: مکئی کی فصل کی کارکردگی

رقبہ ہزار ہیکٹر میں، پیداوار ہزار میٹرک ٹن میں، یافت کلوگرام فی ہیکٹر، فرق فیصد میں

	رقبہ			پیداوار			یافت		
	2019-20ء	2020-21ء	فرق	2019-20ء	2020-21ء*	فرق	2019-20ء	2020-21ء	فرق
پنجاب	944.9	948.6	0.4	6,994.7	7,565.0	8.2	7,402.6	7,974.9	7.7
پختونخوا	452.5	460.7	1.8	881.6	891.0	1.1	1,948.3	1,934.0	-0.7
بلوچستان	2.7	4.4	63.0	2.7	4.6	70.4	1,000.0	1,045.5	4.5
سندھ	3.9	4.2	7.7	4.0	4.2	5.0	1,025.6	1,000.0	-2.5
پاکستان	**1,404.20**	**1,417.80**	**1.0**	**7,883.0**	**8,464.9**	**7.4**	**5,613.9**	**5,970.4**	**6.4**

ع: عبوری

ماخذ: وزارتِ قومی غذائی تحفظ اور تحقیق

بچت ہوتی ہے۔[17] ایک اور مثال بُھٹّہ چننے والی مشین (cob picker) کی ہے جسے دیہی پنجاب میں ٹیکنالوجی کے ساتھ زراعت اور مارکیٹنگ بڑھانے کے منصوبے کے تحت فروغ دیا جارہا ہے۔ یہ مشین روایتی طریقوں کے مقابلے میں زیادہ کارگر انداز میں مکئی کی فصل کو ممکن بناتی ہے اور اگلے سیزن میں فصل کی یافت کے امکانات کو بھی بہتر بناتی ہے۔[18]

شکل 2.2: مکئی کی یافت

کلوگرام فی ہیکٹر

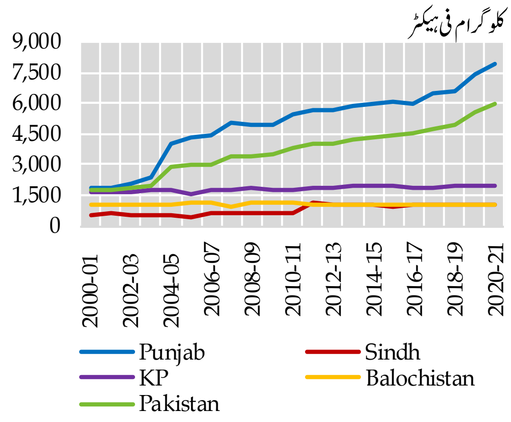

2.3 صنعتی شعبہ

عبوری تخمینوں سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے کہ مالی سال 20ء کے مقابلے میں مالی سال 21ء میں صنعتی شعبے میں تیزی سے بحالی آئی۔ اس شعبے میں گذشتہ سال 3.8 فیصد کا سکڑاؤ آیا تھا جبکہ رواں سال 3.6 فیصد نمو دیکھی گئی (**جدول 2.7**)۔

جدول2.7: صنعتی شعبے کی نمو

فیصد

	م س20ءن	م س21ءع
صنعتی شعبہ	**-3.8**	**3.6**
کان کنی اور کوہ کنی	-8.3	-6.5
اشیا سازی	-7.4	8.7
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	-10.1	9.3
چھوٹے پیمانے کی اشیا سازی	1.5	8.3
مذبح	4.1	3.9
بجلی کی پیداوار اور تقسیم اور گیس کی تقسیم	22.4	-23.0
تعمیرات	5.5	8.3

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[17] ماخذ: حکومت پنجاب، محکمہ زراعت نے پی آئی پی کی فیچر خبر بعنوان 'روایتی طریقے بدل کر جدت طراز کاشت کاری کا فروغ' جاری کی۔

[18] ماخذ: سی اے بی آئی بلاگ بعنوان 'پاکستان کے مکئی کے کاشت کار پیداواریت میں بہتری کی خاطر مشینی ٹیکنالوجی کی مدد لینے کو تیار' بتاریخ 23 اکتوبر 2020ء۔

شکل 2.3: بڑے پیمانے کی اشیا سازی - مقدار کا ماہانہ اشاریہ

اشاریہ، مالی سال 06ء = 100

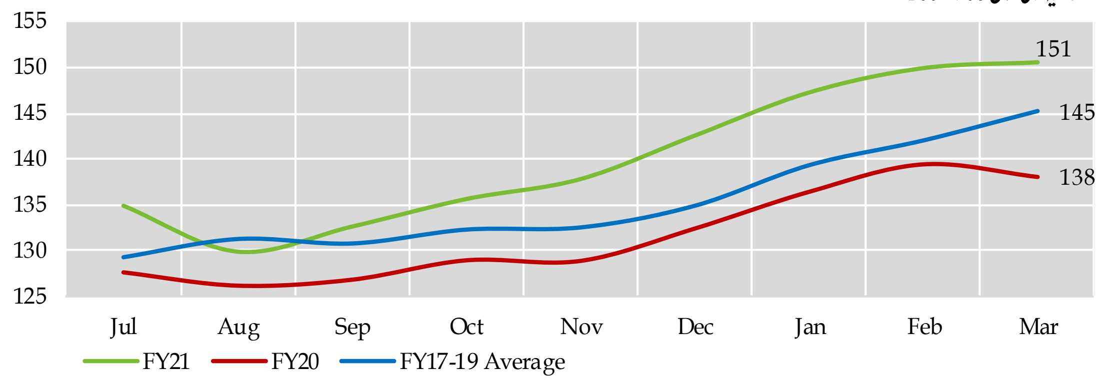

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اس کارکردگی کے بنیادی طور پر دو اسباب ہیں: (i) ملک بھر میں لاک ڈاؤن کے حالات میں نرمی، اور (ii) سازگار معاشی پالیسیاں۔ مکمل لاک ڈاؤن نے مالی سال 20ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران معیشت کو بری طرح متاثر کیا تھا اور قبل ازیں حاصل ہونے والی کامیابیوں کو زائل کر دیا تھا۔ جب مالی سال 21ء شروع ہوا تو ملک کورونا کی پہلی لہر کی زد میں تھا۔ چونکہ وائرس اور اس کا پھیلاؤ محدود کرنے کے طریقوں کے بارے میں زیادہ معلومات دستیاب ہونے لگیں چنانچہ کورونا پر قابو پانے کے لیے حکومت کو اسمارٹ لاک ڈاؤن لگانے پڑے جس سے معاشی سرگرمیوں کا متاثر ہونا کم ہوا۔ یہ متوازن طرزِ عمل نہایت اہم ثابت ہوا اور صنعتی شعبے نے تیزی سے بحالی دکھائی حتیٰ کہ یہ بحالی کورونا کی دوسری اور تیسری لہر کے دوران بھی جاری رہی۔

اسمارٹ لاک ڈاؤن کے ساتھ ساتھ مرکوز مالیاتی تعاون پیش کیا گیا اور نہایت نرم زری پالیسی اپنائی گئی۔ مالیاتی تعاون کے سلسلے میں حکومت نے معیشت کے مختلف شعبوں کے لیے خصوصی منصوبوں کا اعلان کیا، خاص طور پر مزدوروں کی بے حد ضرورت رکھنے والے تعمیراتی شعبے کے لیے جس میں رئیل اسٹیٹ ڈیولپرز کے لیے ترغیبات پیش کی گئی۔ اس سے تعمیرات اور اس سے منسلک صنعتوں میں توسیع ہوئی۔ معیشت کی بحالی کی حکومتی کوششوں میں مدد دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اپنا پالیسی ریٹ کم کر دیا اور بہت سے دیگر اقدامات میں شامل متعدد عارضی اسکیمیں متعارف کرائیں جیسے ٹی ای آر ایف کے تحت نئی سرمایہ کاری میں مدد دینا، آر ایف سی سی کے تحت شعبۂ صحت کی معاونت، قرضوں کی میعاد میں اضافہ اور ان کی تنظیم نو، اور ایس پی پی روزگار اسکیم۔[19] باضابطہ ذرائع سے مزید رقوم لانے کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک نے جو فعال اقدامات کیے اُن سے کارکنوں کی ترسیلات کی آمد ریکارڈ بلندی پر پہنچانے میں بھی مدد ملی جس سے طلب میں اضافہ ہوا۔

صنعتی شعبے کے ذیلی شعبے اشیا سازی نے مالی سال 21ء کے دوران نمو میں بنیادی حصہ ادا کیا۔ خاص طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے میں تیزی سے بحالی آئی، حتیٰ کہ وہ مالی سال 17ء تا مالی سال 19ء کی اپنی اوسط سطح سے بھی آگے نکل گیا (**شکل 2.3**)۔ دریں اثنا، چھوٹے پیمانے کی صنعتیں گذشتہ سال کے تعطل کے بعد معمول کی نمو کے راستے پر گامزن ہو گئیں۔

ادھر، مالی سال 21ء کے دوران دو ذیلی شعبوں کی کارکردگی اوسط سے کم رہی۔ توانائی کے شعبے میں دو ہندسی سکڑاؤ آیا جس کی اہم وجوہ یہ ہیں کہ حکومت نے ڈسکوز کے لیے پست زرِاعانت مختص کیا، پیداوار میں اضافہ بھی پست رہا، اور بجلی کا

[19] کورونا کی وبا پر قابو پانے کی غرض سے اسٹیٹ بینک کے اقدامات پر مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے براہ کرم اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ دیکھیے www.sbp.org.pk/covid/index.html

شکل 2.4 الف: سہ 3 میں سوتی دھاگے کی پیداوار میں نمو

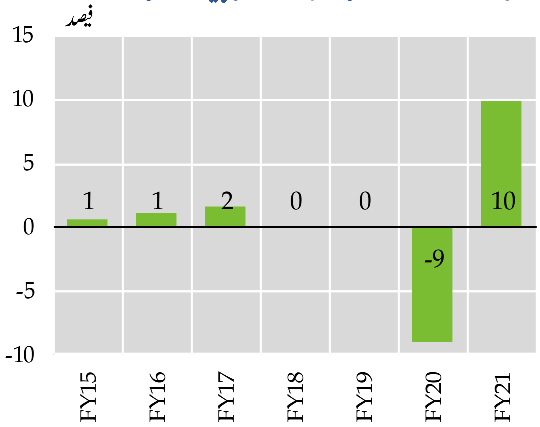

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.4 ب: سہ 3 میں سوتی کپڑے کی پیداوار میں نمو

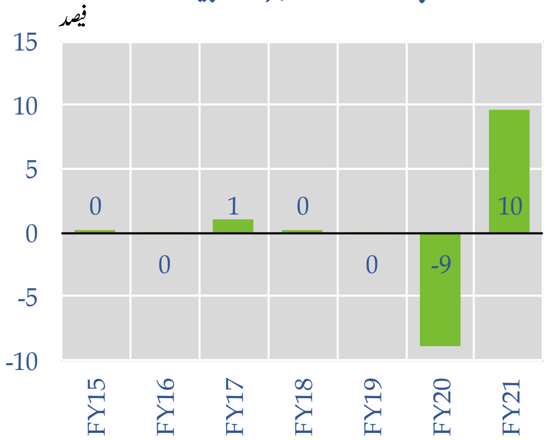

وساطتی استعمال بلحاظ تناسب زائد رہا۔[20] دوسرا شعبہ جس کی پیداوار رواں مالی سال کم رہی کان کنی اور کوہ کنی کا ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ رجحان دیکھا گیا کہ خام تیل اور قدرتی گیس کی پیداوار گذشتہ سال کی نسبت کم رہی، چنانچہ مالی سال 21ء کے دوران کان کنی اور کوہ کنی کے شعبے کی پیداوار میں کمی کا سبب یہ ہے کہ ان اشیا کی تلاش میں کمی آگئی تھی۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی[21]

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی پیداوار میں 9.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال 5.1 فیصد سکڑاؤ آیا تھا (**جدول 2.8**)۔ مالی سال 20ء کے مارچ تا جون عرصے کے دوران سخت لاک ڈاؤن کے نتیجے میں پڑنے والا اساسی اثر ان اہم وجوہات میں سے ایک تھا جن سے ان دونوں مدتوں کے مابین نمو میں اتنا تغیر آیا۔ اس بحالی میں دوسرے عوامل نے بھی اپنا اہم کردار ادا کیا، یعنی مرکوز مالیاتی تعاون اور نہایت نرم زری پالیسی پر مشتمل معاون پالیسی ماحول۔ ٹیکس ریلیف اور سستے مکانات کی اسکیموں جیسے مالیاتی اقدامات نے تعمیراتی شعبے کی طلب کو مہمیز دی جو بنیادی طور پر مزدوروں پر مشتمل شعبہ ہے۔ ان اسکیموں سے سیمنٹ اور فولاد کی صنعتوں کو براہِ راست فائدہ اٹھایا۔ زری مہمیز نے بھی بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کو بحالی میں مدد ملی خاص طور پر پست شرحِ سود اور عارضی ریلیف کے اقدامات۔ اس کے علاوہ مارکیٹ پر مبنی شرحِ مبادلہ نے بھی بیرونی تجارت کی حامل صنعتوں مثلاً گاڑیوں اور ٹیکسٹائل کی مدد جاری رکھی۔ گاڑیوں کے شعبے کو مستحکم شرحِ مبادلہ کے ساتھ ساتھ استعمال شدہ گاڑیوں کی پست درآمد سے بھی فائدہ ہوا۔ ٹیکسٹائل میں نمو کو مستحکم بیرونی طلب سے فائدہ پہنچا (دیکھیے **باب 5**)۔

سہ ماہی بنیاد پر دیکھا جائے تو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پیداوار میں 11.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 9.1 فیصد کمی آئی تھی۔ ان دو مدتوں (یعنی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی بمقابلہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی) کے دوران کارکردگی کا یہ نمایاں فرق اس لیے ہے کہ ان دونوں میں لاک ڈاؤن کی نوعیت مختلف تھی۔

ٹیکسٹائل

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کی پیداوار میں 5.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 2.6 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران سوتی ٹیکسٹائل کے زمرے میں بحالی دیکھی گئی۔ گذشتہ سال کی اسی مدت سے اس کا موازنہ کیا جائے تو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران

[20] ماخذ: نیشنل اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2021ء پر پی بی ایس کا پریس ریلیز۔

[21] یہ سیکشن مارچ 2021ء تک کے حقیقی ڈیٹا پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس سیکشن میں دیے گئے اعداد و شمار کی **جدول 2.7** میں دیے گئے ڈیٹا سے مطابقت نہیں ہو گی کیونکہ وہ سالانہ تخمینے ہیں۔

جدول 2.8: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو

فیصد سال بسال

	وزن	جولائی تا مارچ		سہ 1		سہ 2		سہ 3	
		م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	-5.1	9.0	-5.5	4.5	0.1	10.4	-9.1	11.5
ٹیکسٹائل	20.9	-2.6	5.9	0.2	2.2	0.5	2.9	-8.4	13.1
سوتی دھاگہ	13	-3.0	3.2	0.2	0.1	0.0	0.1	-9.0	9.9
سوتی کپڑے	7.2	-2.8	3.0	0.1	-0.1	0.3	0.0	-8.8	9.7
پٹ سن مصنوعات	0.3	8.2	1.7	-14.8	10.7	3.5	-5.8	37.6	2.2
غذا	12.4	-1.7	11.7	-9.0	13.4	16.7	25.0	-7.1	3.5
شکر	3.5	-1.7	16.7	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں	97.1	72.1	-14.3	0.4
سگریٹ	2.1	-31.5	17.8	-34.5	31.2	-24.3	0.9	-35.4	23.8
نباتی گھی	1.1	5.8	-3.4	2.0	-5.6	8.8	-0.9	6.8	-3.7
خوردنی	2.2	9.3	-0.1	0.0	3.2	13.9	-0.2	14.0	-2.9
مشروبات	0.9	-7.3	6.7	-14.1	7.6	-0.4	-9.4	-3.2	21.4
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-17.5	12.7	-14.5	2.4	-5.9	7.0	-32.0	33.8
فولاد	5.4	-8.0	1.7	-17.0	-8.1	-6.8	6.0	2.0	7.2
غیر دھاتی معدنیات	5.4	1.9	24.3	-0.9	22.2	6.3	18.3	-0.2	33.2
سیمنٹ	5.3	1.8	25.1	-1.4	22.8	6.3	19.2	0.0	34.1
گاڑیاں	4.6	-37.7	23.4	-34.6	-5.8	-40.1	31.1	-38.6	49.8
جیپ اور کار	2.8	-47.7	24.7	-38.6	-21.1	-54.6	42.6	-50.4	67.4
کھاد	4.4	5.8	5.7	15.9	2.0	-5.1	13.3	7.9	1.9
دواسازی	3.6	-5.3	12.6	-11.9	14.4	-0.7	12.0	-3.6	11.6
کاغذ	2.3	4.3	-0.6	-1.3	-2.2	16.0	-3.2	-1.2	3.7
برقی آلات	2	-15.6	-20.8	11.0	-20.4	-15.7	-21.4	-34.2	-20.6
کیمیکل	1.7	11.3	11.7	4.9	10.5	14.7	10.7	14.6	13.8
کاسٹک سوڈا	0.4	45.5	7.9	35.0	2.5	60.5	5.1	42.2	17.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	6.5	-38.3	6.3	-44.5	16.0	-41.0	-2.1	-29.1

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کی پیداوار میں 3.2 فیصد اور 3.0 فیصد نمو ہوئی۔ سوتی ٹیکسٹائل میں ہونے والی تقریباً تمام نمو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ہوئی، چنانچہ گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت تیسری سہ ماہی کے دوران دھاگے اور کپڑے کی پیداوار بالترتیب 9.9 اور 9.7 فیصد بڑھی (**شکل 2.4 الف، ب**)۔

اس سے قطع نظر، پیداوار کے اعداد و شمار کا موازنہ لاک ڈاؤن سے پہلے کے دور یعنی مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی سے کیا جائے تو زیر جائزہ سہ ماہی کی 3.7 فیصد نمو بہت کم ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبے میں بحالی کا جزوی تعلق اساسی اثر سے ہے جس پر مالی سال 20ء کے کورونا لاک ڈاؤن کا اثر پڑا تھا۔ سوتی ٹیکسٹائل کے شعبے نے پیداواری نقصانات پر موثر طریقے سے قابو پالیا۔

شکل 2.5: شکر کی صنعت- مجموعی پیداوار، مجموعی درآمد اور قیمت کا رجحان

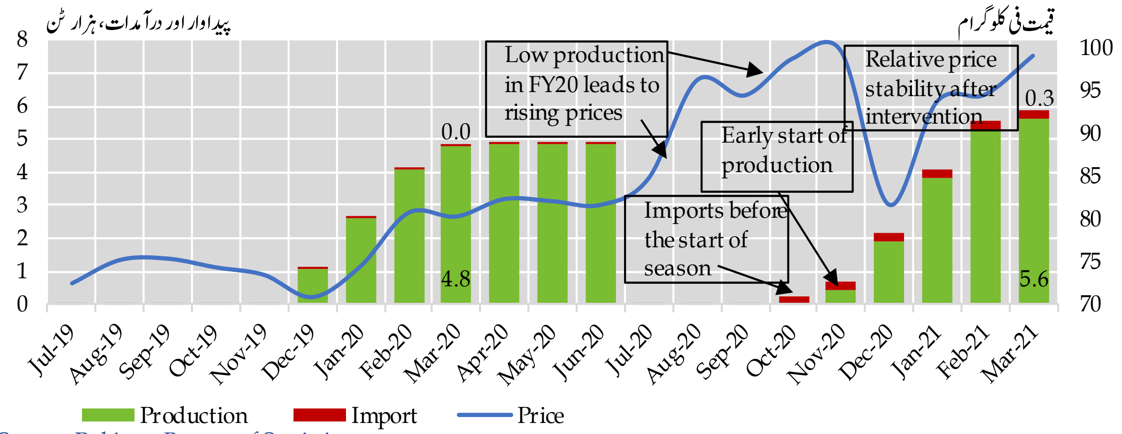

Source: Pakistan Bureau of Statistics

دیگر عوامل جو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران سوتی ٹیکسٹائل شعبے کی نمو میں رکاوٹ بنے کپاس کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست یافت ہو سکتے ہیں۔ کپاس کی ملکی پیداوار میں کمی کے باعث صنعتی کارخانوں نے درآمدی خام مال پر اپنا انحصار بڑھا دیا۔ خام کپاس کی درآمدی مقدار میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران یکلخت 84.8 فیصد کا اضافہ ہو گیا جبکہ رواں مالی سال کے ابھی تین ماہ باقی ہیں چنانچہ اس کی درآمد مزید بڑھنے کا امکان موجود ہے۔ ٹیکسٹائل بنانے والے اداروں کے لیے واحد اطمینان بخش بات یہ ہے کہ درآمدی خام مال کی اکائی قیمتیں کم و بیش گذشتہ سال جتنی ہی ہیں چنانچہ پیداواری لاگت بڑھنے سے بچ جائے گی۔

غذا

غذائی شعبے میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 11.7 فیصد توسیع دیکھی گئی جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 1.7 فیصد کمی آئی تھی۔ شکر کی پیداوار میں اضافے نے اس کارکردگی کے لیے بنیادی مہمیز کا کام کیا، جبکہ گندم کی پسائی کی صنعت نے بھی غذائی گروپ کی پیداوار میں بحیثیت مجموعی اضافے میں حصہ لیا۔ گندم کی پسائی کے شعبے میں وسعت کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ رپورٹ کرنے والی فرموں کی تعداد پنجاب میں بڑھی ہے، جیسا کہ پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء میں بھی اجاگر کیا گیا تھا۔ تمباکو سازی میں بھی اضافہ ہوا جس کی بڑی وجہ تمباکو کی غیر قانونی اور جعلی تجارت کے خلاف ریاستی کارروائی ہے۔[22] ایک اور اہم عامل دو سطح والا ٹیکس اسٹرکچر ہے جس پر گذشتہ سال سے عملدرآمد جاری ہے۔ تمباکو کی باضابطہ صنعت میں پیداوار بڑھانے میں اس سے بھی مدد ملی۔

شکر

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران شکر کی پیداوار میں 16.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس اسی مدت میں 1.7 فیصد کمی ہوئی تھی۔ رواں سال کارکردگی بہتر ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ کچل کاری کا سیزن جلد شروع کر دیا گیا۔ یہ بات دوسری اور تیسری سہ ماہی کے پیداواری اعدادوشمار سے واضح ہوتی ہے۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پیداوار میں گذشتہ سال کی نسبت 72.1 فیصد

[22] فروری 2021ء میں جعلی، ڈیوٹی ادا کیے بغیر لائی گئی اور اسمگل شدہ سگریٹوں کے خلاف کارروائی۔
ماخذ:(www.fbr.gov.pk/pr/crackdown-against-counterfeit-non-duty-paid-a/152846)
5 مارچ 2021ء ایف بی آر نے ڈیوٹی ادا کیے بغیر لائی گئی اور اسمگل شدہ سگریٹوں کے خلاف کارروائی جاری رکھی۔
ماخذ:(www.fbr.gov.pk/pr/fbr-continues-crackdown-against-smuggled-non-/152880)
30 مارچ 2021ء ڈیوٹی ادا کیے بغیر لائی گئی اور اسمگل شدہ سگریٹوں کے خلاف ایف بی آر کی کارروائی جاری۔
ماخذ:(www.fbr.gov.pk/pr/fbr-continues-crackdown-against-smuggled-non-/152926)

نمو ہوئی جبکہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پیداوار گذشتہ سال کی نسبت تقریباً جامد رہی یعنی صرف 0.4 فیصد کی واجبی نمو دیکھی گئی (**شکل 2.5**)۔

پیٹرولیم مصنوعات

پیٹرولیم کے شعبے میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 12.7 فیصد نمو کے ذریعے تیزی سے بحالی ہوئی جبکہ گذشتہ سال 17.5 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ اگر کورونا کے اثرات کو نظر انداز کر دیا جائے تو بھی رواں مالی سال کارکردگی اچھی رہی ہے، یعنی جولائی تا فروری مالی سال 20ء کے دوران جب کورونا کی صورت حال نے سرگرمیوں کو متاثر کرنا شروع نہیں کیا تھا تو اس شعبے میں 13.6 فیصد سکڑاؤ آچکا تھا جبکہ مالی سال 21ء کی اسی مدت کے دوران 7.7 فیصد کی قابلِ ذکر نمو ہوئی ہے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ہونے والی نمو کا بڑی حد تک سبب پیٹرول، ڈیزل، اور فرنس آئل کی پیداوار بڑھنا ہے (**شکل 2.6**)۔ مجموعی اقتصادی سرگرمیوں میں بحالی کا ٹرانسپورٹ سرگرمیوں پر بھی مثبت اثر پڑا ہے جس کے نتیجے میں پیٹرولیم مصنوعات کی طلب میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ نیز، گاڑیوں کی فروخت میں بھی اضافہ ہوا ہے خاص طور پر پست شرح سود کے تناظر میں، چنانچہ ملک میں نقل و حمل کی سرگرمیاں بھی مزید بڑھ گئی ہیں۔

گذشتہ چند سال کے دوران ہونے والی ضوابطی تبدیلیوں نے پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے میں نمو کو روکنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، مثال کے طور پر بجلی بنانے کے لیے فرنس آئل کے استعمال میں رکاوٹیں۔ تاہم چونکہ حکومت نے طلب بڑھنے کی بنا پر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران فرنس آئل سے بجلی بنانے پر اپنی پابندیاں نرم کیں لہٰذا پیٹرولیم صنعت نے فرنس آئل کی پیداوار بڑھادی۔

گاڑیاں

گاڑیوں کے شعبے میں گذشتہ برس کے سکڑاؤ (37.7 فیصد) کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بہتری آئی اور اس میں دوہندسی نمو (23.4 فیصد) ہوئی۔ زیر جائزہ مدت میں اس شعبے میں نمو کی رفتار بڑھنا شروع ہوئی، جس کی عکاسی شرح نمو کی سہ ماہی تفصیل سے ہوتی ہے (**جدول 2.8**)۔ معاشی سرگرمیوں میں اضافے کے پورے شعبے پر مثبت اثرات مرتب ہوئے؛ کاروں (24.7)، موٹر سائیکلوں (20.3)، ایل سی ویز (30.2) اور ٹریکٹروں (57.5) سب میں دو ہندسی نمو دیکھی گئی (**شکل 2.7**)۔ اس کارکردگی میں کئی عوامل نے کردار ادا کیا۔ کم شرح سود، گاڑیوں کی قیمتوں میں قدرے استحکام، اور نئے ماڈلز متعارف کرانے سے گاڑیوں کے شعبے میں نمو کو سہولت ملی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کم شرح سود کا اثر گاڑیوں کے لیے صارفی قرضوں میں 73.6 ارب روپے کے اضافے سے نمایاں ہے جبکہ گذشتہ برس یہ 3.2 ارب

شکل 2.6: پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار اور مجموعی نمو بلحاظ مصنوعات

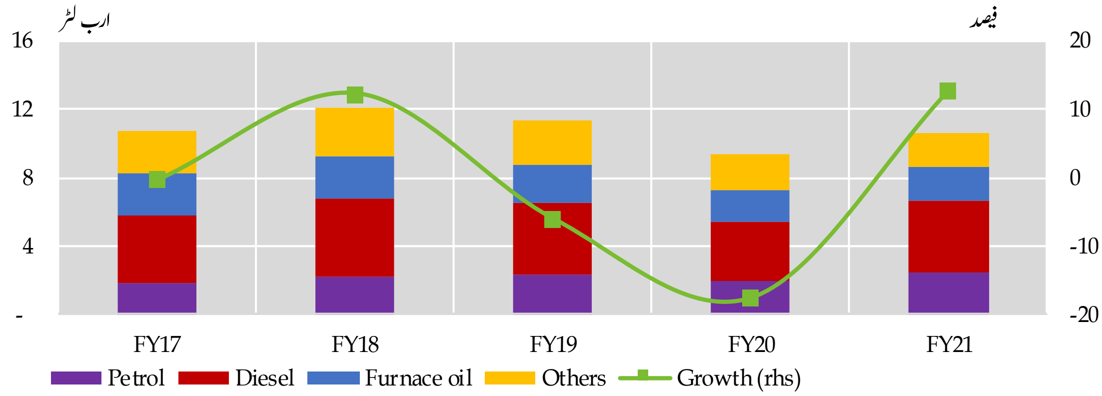

Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.7: گاڑیوں کا شعبہ - جولائی تامارچ میں نمو بلحاظ مصنوعات

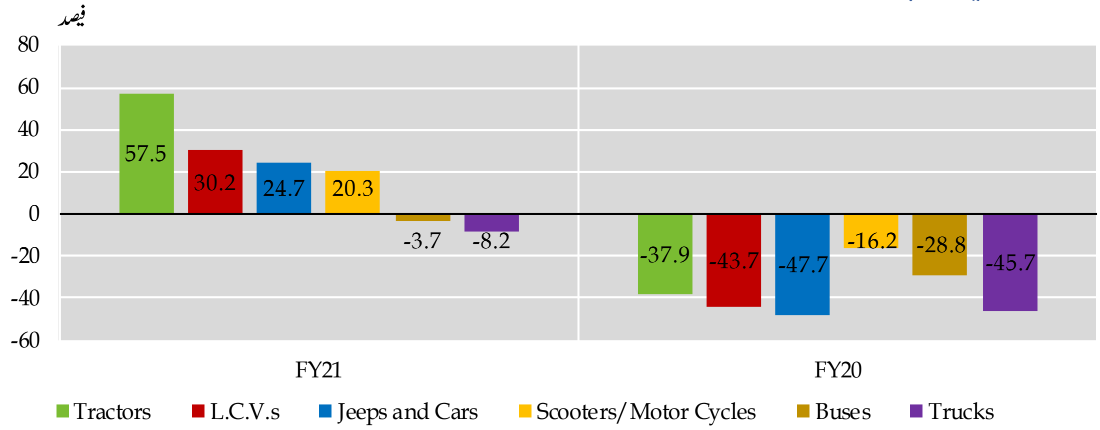

Source: Pakistan Bureau of Statistics

روپے تھا۔ ان قرضوں میں سے تقریباً 40 فیصد صرف مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں دیے گئے۔

اس مدت میں گاڑیوں کی قیمتوں میں استحکام نے بھی ان کی پیداوار بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مثلاً، مالی سال 20ء کے دوران کاروں کی قیمتوں میں 20.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جولائی تامارچ مالی سال 21ء کی مدت میں یہ 3.4 فیصد بڑھ سکیں۔[23] شرح مبادلہ میں استحکام نے زیر جائزہ مدت میں قیمتوں کو بڑھنے سے روکنے میں کردار ادا کیا۔

آٹو موٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی 21-2016ء کے تحت کاروں کے بعض نئے اسمبلروں نے کاروں کی صنعت کے وسائل میں سرمایہ کاری کی تھی۔ صارفین کو متوجہ کرنے کی غرض سے نئی فرموں نے نئی خصوصیات سے مزین گاڑیاں متعارف کرائیں اور ایس یو ویز پر توجہ مرکوز رکھی، جن کی پہلے ملک میں سیڈان یا ہیچ بیک کاروں کے مقابلے میں سرایت قدرے کم تھی۔ اس حکمت عملی سے مہنگی کاروں کے صارفین متوجہ ہوئے، ان کی فروخت بڑھنا شروع ہو گئی اور نئی فرموں نے ملکی مارکیٹ میں قدم جمانا شروع کر دیے۔

مذکورہ عوامل کے علاوہ کووڈ کے منفی دھچکے سے نمٹنے میں مدد دینے میں معیشت کی بحالی کے لیے حکومت کے ترغیباتی پیکجوں نے بھی کاروں کے شعبے پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ ٹریکٹروں کی طلب کو سیلز ٹیکس زراعانت کے علاوہ تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں میں تیزی سے تحریک ملی۔ جبکہ دو اور تین پہیوں والی گاڑیوں کی نمو کو کووڈ کی پہلی لہر کے دوران سخت لاک ڈاؤن کے سبب دبی ہوئی طلب سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ زرعی پیداوار میں اضافہ موٹر سائیکلوں کی بلند طلب پر منتج ہوا۔ اس کے ساتھ جولائی تامارچ مالی سال 21ء میں کارکنوں کی ریکارڈ ترسیلات زر کی آمد نے بھی ممکنہ طور پر اس جز کی بحالی میں کردار ادا کیا ہے۔

مزید بر آں، کاروں کے شعبے کی نمو کا اندراج ممکنہ طور پر ابھی کم کیا گیا ہے، کیونکہ چند نئی کمپنیوں کی پیداوار کے باضابطہ اعداد و شمار یا تو ابھی دستیاب نہیں ہیں یا انہیں طویل تاخیر سے جاری کیا گیا۔ اس شعبے میں نمو بلند ہوتی اگر کچھ نئی کمپنیوں - جنہوں نے خصوصاً ایس یو وی کے زمرے میں مارکیٹ میں حصہ بڑھایا ہے - کے اعداد و شمار کو صنعتی شعبے کے اعداد و شمار کے ڈیٹا کے مجموعے میں درج کیا جاتا۔

[23] ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کھاد

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کھاد کے شعبے کی پیداوار میں 5.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس سست رفتاری کو یوریا کی پیداوار میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مثبت پیش رفت یہ ہے کہ سال کی نمو بڑی حد تک غیر یوریا مصنوعات کی پیداوار میں اضافے کی مرہون منت تھی **(شکل 2.8)**۔

شکل 2.8: جولائی تا مارچ میں کھاد کی پیداوار

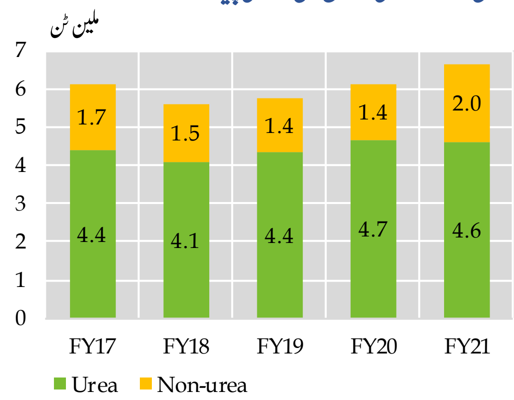

Source: National Fertilizer Development Center

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں یوریا کی پیداوار میں 1.2 فیصد کی معمولی کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 7.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں یوریا کے بڑے پیداواری پلانٹس کی سرگرمیاں سست رہیں اور اس کی پیداوار 4.9 فیصد پر آگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 23.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ یوریا کی پیداوار میں کمی کی تلافی کسی حد تک چھوٹے پیمانے کے پیداکاروں کی بحالی سے ہوئی، تاہم یہ بڑے پلانٹس کے نقصانات کے ازالے کے لیے ناکافی تھی۔ نتیجتاً، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں یوریا کی مجموعی پیداوار 1.6 فیصد تک کم ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 7.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں غیر یوریا مصنوعات کی پیداوار میں 40.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 1.4 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں این پی اور سی اے این کی پیداوار میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں میں این پی اور سی اے این کی پیداوار میں بالترتیب 68.3 فیصد اور 64.0 فیصد اضافہ ہوا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کھاد کی ان مصنوعات کا ایک بڑا پیداکار آپریشنل رہا، جس نے گذشتہ برس اپنے آپریشنز جنوری 2020ء میں شروع کیے تھے، اور یہ اجناس کی پیداوار میں تیزی سے اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

حکومت کے تعمیراتی پیکج کی اعانت کے ذریعے تعمیرات سے منسلک صنعتی شعبوں میں نمو جاری رہی۔ خصوصاً، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں سیمنٹ اور فولاد دونوں صنعتوں میں بالترتیب 25.1 فیصد اور 1.7 فیصد نمو ہوئی۔ خصوصاً، فولاد کی بحالی متاثر کن تھی کیونکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 8.0 فیصد کم ہوئی تھی۔ تعمیرات کے شعبے کی مضبوط کارکردگی کو بڑی حد تک نجی شعبے کی سرگرمیوں میں تیزی سے منسوب کیا گیا۔ مزید برآں، اگرچہ حکومت نے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں گذشتہ برس کی نسبت ترقیاتی اخراجات میں 83.7 ارب روپے کی کمی کردی تھی، تاہم اس کے تعمیراتی پیکج کے ساتھ صنعتی شعبے کے لیے دیگر ترغیبات سے تعمیرات کے شعبے کو نمو میں مدد ملی۔ ترقیاتی اخراجات میں کمی کے باوجود ڈیموں اور شاہراہوں جیسے انفرااسٹرکچر کے بڑے منصوبوں پر سرکاری اخراجات سے تعمیرات اور منسلک صنعتوں میں مطلب کو مسلسل تحریک مل رہی ہے۔

اسٹیٹ بینک نے بعض اقدامات کے ذریعے تعمیرات اور اس سے منسلک صنعتوں کو نمو میں بھی سہولت فراہم کی، جن میں خصوصاً کم آمدنی گروپ کے لیے مکانات کو ہدف بنایا گیا تھا۔[24] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں ان کوششوں سے تعمیراتی مالکاری کی مد میں 2.2 ارب روپے استعمال ہوئے۔ علاوہ ازیں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں مکانات کے لیے 13.8 ارب روپے کے صارفی قرضے دیے گئے، جبکہ گذشتہ برس 5.6 ارب روپے کے قرضوں کی خالص واپسی ہوئی تھی۔ اس تحریک کے اثرات کی پیمائش رہائشی املاک کی قیمتوں میں اضافے سے ہوتی ہے۔ ریئل اسٹیٹ کے شعبے میں قیمتوں کے رجحانات پر نظر رکھنے والی ویب سائٹ

[24] حکومت اور اسٹیٹ بینک کے اقدامات کی تفصیلات کے لیے دیکھیے اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

zameen.com کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران گزشتہ برس کے مقابلے میں قیمتیں بڑھی ہیں۔ یہ گزشتہ تین برسوں میں ہونے والی بلند ترین نمو بھی تھی (**شکل 2.9**)۔

شکل 2.9: جولائی تا مارچ میں املاک کے نرخوں میں نمو

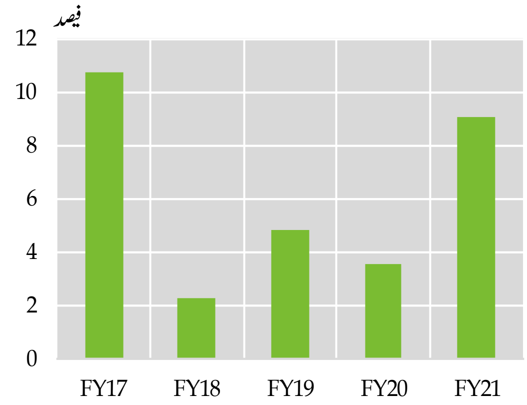

Source: Zameen.com

سیمنٹ

سیمنٹ کی ملکی طلب وزیر اعظم کے تعمیراتی پیکج، نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم اور بڑے انفراسٹرکچر منصوبوں کے سبب مضبوط رہی۔ سیمنٹ کی پیداوار میں نمو کو تقویت دینے والا ایک اور اہم عامل مالی سال 21ء میں سیمنٹ پر ایف ای ڈی میں کمی تھی۔ اس ڈیوٹی کو 2 روپے فی کلوگرام سے کم کرکے 1.5 روپے فی کلوگرام کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں سیمنٹ کی 50 کلوگرام کی بوری کی قیمت 25 روپے تک کم ہوگئی۔

سیمنٹ کے بڑے پیداکاروں نے مستقبل کی نمو کی توقعات کے پیش نظر اس کی پیداوار میں مزید اضافے کی نشاندہی کی ہے۔ توسیع کے آخری مرحلے میں ان کی پیداواری گنجائش تقریباً 45 ملین ٹن اضافے سے بڑھ کر 69 ملین ٹن سالانہ تک پہنچ گئی تھی۔[25] منقولی شواہد کے مطابق توقع ہے کہ مجوزہ نئی سرمایہ کاریوں سے پیداواری گنجائش مالی سال 23ء تک بڑھ کر تقریباً 100 ملین ٹن کے قریب پہنچ جائے گی۔[26]

گزشتہ تین سہ ماہیوں کے دوران ہر سہ ماہی میں سیمنٹ کی پیداوار میں نمو دوہندسی رہی ہے۔ سیمنٹ کی ترسیلات میں زیر جائزہ مدت میں بھی کچھ تبدیلیاں دیکھی گئیں۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کی نمو کا بنیادی سبب برآمدات تھیں لیکن تیسری سہ ماہی میں یہ رجحان بدل گیا اور ان کی نمو کا اہم محرک ملکی ترسیلات تھیں۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں مجموعی فروخت میں ملکی فروخت کا حصہ بڑھ کر 85.6 فیصد ہوگیا جو مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں 79.8 فیصد تھا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں سیمنٹ کی برآمدات میں 10.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں گزشتہ برس یہ 25.6 فیصد بڑھی تھیں۔ زیر جائزہ مدت میں چین کو کلنکر کی برآمدات، سیمنٹ کی مجموعی برآمدات میں اضافے کا سبب بنیں۔ تاہم، کووڈ کے باعث سرحد کی بندش بڑی حد تک افغانستان کو سیمنٹ کی برآمدات بڑھانے کا سبب بنی۔

فولاد

فولاد کے شعبے کو بھی تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے سے فائدہ پہنچا۔ فولاد کی پیداوار کی بحالی، خصوصاً تعمیراتی نوعیت کے لیے فولادی زمرے کی رفتار مزید بڑھ گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران فولادی چادروں کی پیداوار میں 37.0 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس 13.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مزید برآں، تعمیراتی صنعت کے لیے ترغیبات کی موجودگی میں لمبے فولاد کی طلب مضبوط رہی۔ تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں الیکٹرونکس اور ٹیلی کام شعبے کی فولاد کی طلب کمزور ہونے کی وجہ سے چپٹے فولادی جز میں 22.5 فیصد کمی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں بھی یہ 4.2 فیصد گری تھی۔

[25] ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن۔

[26] 9 مئی 2021ء کی ڈان اخبار کی رپورٹ بعنوان ’سیمنٹ ساز پیداواری گنجائش میں 40 فیصد توسیع کریں گے‘۔

حال ہی میں فولادی سلاخوں کی قیمتیں بڑھی ہیں، جنہیں بڑی حد تک ملکی طلب میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ درآمدی اسکریپ، فولاد کی مقامی پروسیسنگ صنعت کے اہم خام مال، کی اکائی قیمتوں میں کمی کے باوجود طلب سے پیدا ہونے والے قیمتوں کے دباؤ نے قیمتوں کو بلند سطح پر رکھا (**شکل 2.10**)۔ فولاد کی طلب میں اضافہ بھی درآمدی ڈیٹا میں نمایاں ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اسکریپ اور تیار فولادی مصنوعات دونوں کی مقدار میں گذشتہ برس کے مقابلے میں اضافہ ہوا۔

شکل 2.10: فولاد کی قیمتیں

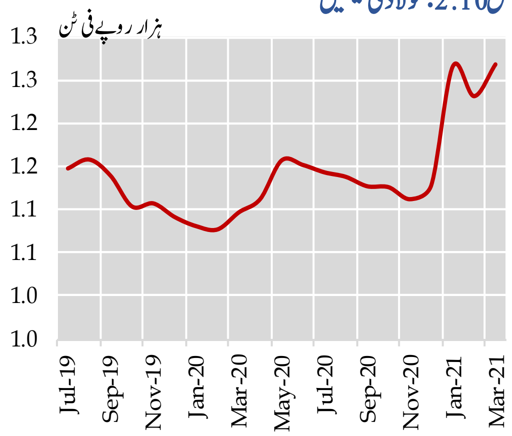

Source: Pakistan Bureau of Statistics

2.4 خدمات

عبوری تخمینوں کے مطابق مالی سال 21ء کے دوران خدمات کے شعبے میں بحالی ہوئی اور گذشتہ برس کے 0.6 فیصد سکڑاؤ کے مقابلے میں اس شعبے میں 4.4 فیصد نمو ہوئی۔ اس شعبے کی کارکردگی اجناس کے پیداواری شعبوں کی کارکردگی سے منسلک ہے؛ چونکہ مالی سال کے دوران مؤخر الذکر کی کارکردگی مثبت رہی، جس نے خدمات کے شعبے پر بھی اثرات مرتب ہوئے (**جدول 2.9**)۔ اہم تحریک تھوک و خردہ تجارت اور مالیات وبیمہ کے زمروں سے ملی۔

مالی سال 21ء کے دوران تھوک اور خردہ تجارت کے جز میں 8.4 فیصد کی متاثر کن نمو دیکھی گئی، جو مالی سال 06ء کے بعد سے بلند ترین نمو ہے۔ اساسی اثر کے علاوہ اس جز کو ان عوامل سے فائدہ پہنچا: (i) بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مضبوط کارکردگی (ii) درآمدی مقدار میں اضافہ اور (iii) بلند زرعی پیداوار۔ اس جز کی سرگرمی میں اضافے کی مزید عکاسی گوگل کے نقل و حرکت کے اعدادوشمار سے بھی ہوتی ہے۔ آخر مارچ 2021ء تک 'کریانے اور فارمیسی' اور 'خردہ اور تفریحی' زمروں پر جانے والوں کی تعداد ان کی بیس لائن سطح (کووڈ سے پہلے) کے مقابلے میں بالترتیب 41 فیصد اور 14 فیصد زیادہ تھی (**شکل 2.11**)۔

جدول 2.9: شعبہ خدمات کی کارکردگی

فیصد

	م س 21ء کے جی ڈی پی میں حصہ	نمو	
		م س 20ءن	م س 21ءع
تھوک اور خردہ تجارت	18.9	-3.9	8.4
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور تجارت	12.2	-3.8	-0.6
مالیات اور بیمہ	3.7	1.1	7.8
مکاناتی خدمات	7.0	4.0	4.0
عمومی سرکاری خدمات	8.2	1.0	2.2
دیگر نجی خدمات	11.8	4.6	4.6
خدمات	**61.6**	**-0.6**	**4.4**

ن: نظر ثانی، ع: عبوری

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالیات اور بیمہ کے ذیلی شعبے کی کارکردگی بھی قابل ذکر تھی کیونکہ مالی سال 21ء کے دوران اس میں 7.8 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ مالی سال 20ء میں یہ 1.1 فیصد تھی۔ اس کا اہم سبب بینکاری صنعت کے ڈپازٹس اور قرضوں میں اضافہ تھا۔ خصوصاً، آخر مارچ 2021ء تک ڈپازٹس اور خالص قرضوں میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بالترتیب 16.4 فیصد اور 2.2 فیصد نمو ہوئی۔ مزید برآں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کمرشل بینکوں کے بعد از ٹیکس منافع میں 31.3 فیصد اضافہ ہوا۔ بینکوں کی نفع یابی میں خاصے اضافے کو بلند خالص سودی آمدنی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، بینکاری صنعت کے اثاثوں اور منافع اور ایکویٹی پر منافع جیسے بینکاری صنعت کی نفع

یابی کے اظہاریوں میں بھی جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بہتری آئی۔[27]

اس کے مقابلے میں مالی سال 21ء کے دوران ٹرانسپورٹ کے شعبے کی کمزور کارکردگی کے نتیجے میں ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے ذیلی شعبوں کے سکڑنے کا رجحان جاری رہا۔ تاہم، سکڑاؤ کی شدت مالی سال 20ء کی نسبت کم تھی۔ کووڈ کی دوسری اور تیسری لہر اور نتیجتاً اندرون شہر اور شہروں کے درمیان محدود نقل و حرکت نے ٹرانسپورٹ کے شعبے پر منفی اثرات مرتب کیے[28]۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی پی آئی اے کے لیے بظاہر دشوار تھی کیونکہ قومی فضائی کمپنی کی جانب سے کووڈ کی پابندیوں کے سبب 3.6 ارب روپے کے خام نقصانات درج کیے گئے۔[29]

تاہم، مواصلات کے جز میں کووڈ کے سبب دوردراز مقام سے کام کرنے (**شکل 2.11**) اور آن لائن تعلیمی انتظامات کے سبب انٹرنیٹ خدمات کی طلب بڑھنے کی وجہ سے مواصلات کے جز میں اضافہ ہوگیا۔ اس طلب کے نتیجے میں موبائل فون کی ٹیلی گنجائیت مارچ 2021ء تک بڑھ کر 84.6 فیصد تک پہنچ گئی، جو

شکل 2.11: پاکستان میں گوگل کے مطابق نقل و حرکت میں تبدیلیاں (7 روزہ حرکت پذیر اوسط)

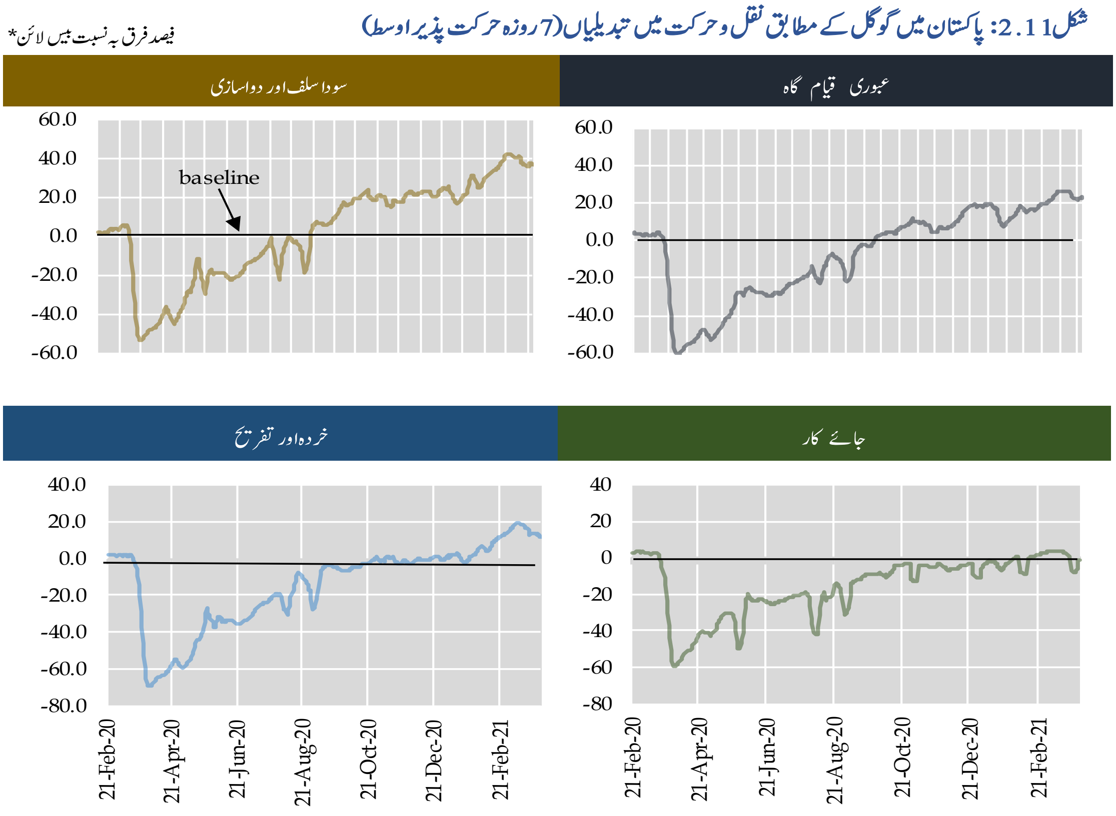

*The baseline (pre-Covid) is the median value for the 5- week period (Jan 3–Feb 6, 2020). the negative value represent acitvity is down while positive value represent activity is up from the baseline.
Source: Covid-19 Community Mobility Report

[27] آخر مارچ 2021ء تک بینکاری کی صنعت کے اثاثوں پر منافع اور ایکویٹی پر منافع بالترتیب 1.5 فیصد اور 21.0 فیصد تھا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 1.4 فیصد اور 18.9 فیصد تھا۔

[28] اندرون شہر ٹرانسپورٹ کو 50 فیصد پر آپریٹ کرنے کی اجازت دی گئی جبکہ پاکستان ریلوے کی سروس اس کی استعداد کا 70 فیصد رہی (ماخذ: این سی او سی، بتاریخ 22 مارچ 2021ء)۔

[29] وبا اور سرحد کی سخت بندش کے سبب پی آئی اے کے اہم روٹ (سعودی عرب، خلیج، ملائشیا اور برطانیہ) زیادہ متاثر ہوئے (ماخذ: پی آئی اے کی پہلی سہ ماہی رپورٹ 2021ء)۔

مارچ 2020ء میں 80 فیصد تھی؛ اسی طرح، ملک میں براڈبینڈ کے استعمال کنندگان کی تعداد مارچ 2020ء کے 82.7 ملین سے بڑھ کر اختتامِ مارچ 2021ء تک 98.0 ملین تک پہنچ گئی۔ تاہم، شمولیت پر مبنی انٹرنیٹ اور موبائل فون ربط سازی کے ماحول کے لحاظ سے پاکستان ابھی تک علاقائی معیشتوں سے بہت پیچھے ہے **(باکس 2.1)**۔

مالی سال 21ء کے دوران دیگر نجی خدمات کے ذیلی شعبے میں 4.6 فیصد نمو ہوئی۔ دیگر نجی خدمات میں معلومات اور مواصلاتی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) سے متعلق خدمات 43.6 فیصد نمو کے ساتھ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ملک کی آئی ٹی خدمات کی فرمیں وبا کے دنوں میں وسیع آئی ٹی خدمات کی طلب میں نمو سے استفادہ کرتے ہوئے مسلسل عالمی منڈی میں اپنی سرایت کو بڑھا رہی ہیں **(باب 5)**۔

باکس 2.1: پاکستان میں شمولیتی انٹرنیٹ کی صورتحال

کووڈ 19 کی شروعات اور اس کے نتیجے میں لاک ڈاؤن کے نفاذ کے بعد انٹرنیٹ کا استعمال پہلے سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ دیگر ممالک کی طرح پاکستان میں ورچوئل اجلاسوں، آن لائن شاپنگ اور تفریح، ڈجیٹل مالی خدمات اور تقریبات مرکزی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ انٹرنیٹ سے متعلق خدمات کی طلب بڑھنے کے نتیجے میں ملک میں تھری جی / فور جی اور براڈبینڈ سبسکرپشن میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے **(شکل 2.1.1)**۔ تاہم مختلف ممالک کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ شمولیتی انٹرنیٹ کے لحاظ سے پاکستان ابھی دیگر علاقائی معیشتوں سے پیچھے ہے **(شکل 2.1.2)**۔

شکل 2.1.1: پاکستان میں تھری جی اور فور جی صارفین

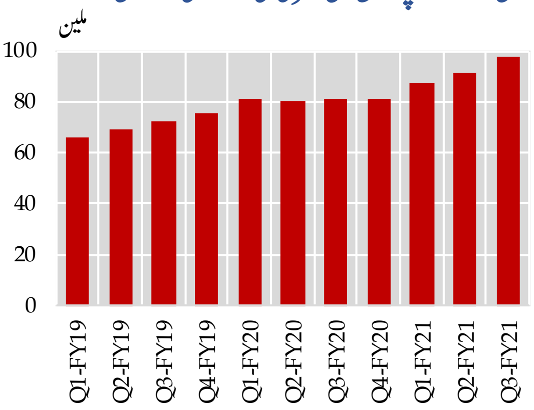

Source: PTA

شکل 2.1.2: شمولیتی انٹرنیٹ اشاریے کی درجہ بندی

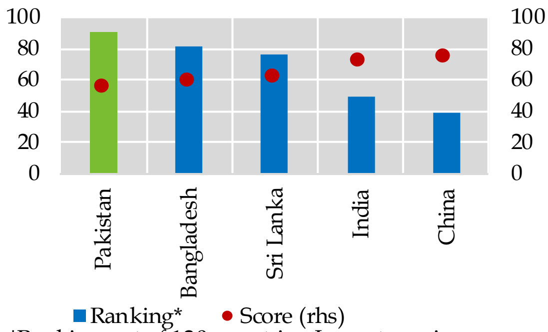

*Ranking out of 120 countries. Importance in descending order

Source: The Economist Intelligence Unit Report, 2021

دی اکانومسٹ انٹیلی جنس یونٹ کے شمولیتی انٹرنیٹ انڈیکس 2021ء کی رپورٹ میں سروے میں شامل 120 ممالک میں مجموعی لحاظ سے (اشاریے کے نچلے کوارٹائل میں) پاکستان کو 90 ویں نمبر پر رکھا گیا ہے **(شکل 2.1.3)**۔ اشاریے میں چار ستونوں میں ملکی کارکردگی کو جانچا گیا ہے: دستیابی، کم قیمت، افادیت اور تیاری۔

دستیابی کے لحاظ سے – جس کے تحت ممالک کا تقابل انٹرنیٹ کے استعمال، معیار اور انٹرنیٹ انفراسٹرکچر کے پیمانے اور انٹرنیٹ ربط سازی کو ضروری اعانت مہیا کرنے کے لیے بجلی کی سطح سے متعلق شمولیتی اظہاریوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے – مجموعی حیثیت میں پاکستان کی درجہ بندی 97 ویں نمبر پر کی گئی۔ اس کا اہم سبب انٹرنیٹ کے استعمال کی کمزور کارکردگی اور انٹرنیٹ کی رسائی میں صنفی فرق ہے۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی مالی سال 20ء کی سالانہ رپورٹ میں درج کیا گیا ہے کہ ملک میں اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ کے استعمال کی پست سطح کے پیچھے کارفرما اہم عوامل میں خواندگی کی نامناسب سطح اور ڈجیٹل مہارتیں شامل ہیں۔[30] مزید برآں، تقریباً ایک چوتھائی آبادی کو معلوم نہیں ہے کہ انٹرنیٹ کس طرح استعمال کرنا ہے، جبکہ تقریباً نصف اسے مفید یا دلچسپ

[30] خصوصی سیکشن: کورونا کی وبا اور پاکستان میں ڈجیٹل کنکٹی وٹی کے فروغ کی ضرورت، بینک دولت پاکستان، سالانہ رپورٹ برائے 20-2019ء

سرگرمی نہیں سمجھتے۔[31] مزید برآں، پاکستان میں انٹرنیٹ استعمال کرنے والے مردوں اور خواتین کی تعداد میں فرق موجود ہے۔ جی ایس ایم اے کے مطابق بظاہر ثقافتی رکاوٹیں صنفی مساوات میں زیادہ مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔[32]

کم قیمت کے لحاظ سے– جس میں فی کس آمدنی کے مقابلے میں انٹرنیٹ تک رسائی کی لاگت اور انٹرنیٹ مارکیٹ پلیس میں مسابقت کی سطح کا جائزہ لیا جاتا ہے– پاکستان کو 67ویں نمبر پر رکھا گیا۔ اس قدرے بہتر درجہ بندی کو وائرلیس انٹرنیٹ کے فراہم کنندگان کے درمیان مضبوط مسابقت سے منسوب کیا جاتا ہے۔ تاہم لاگت کے لحاظ سے اسمارٹ فونوں اور موبائل فون کے پری اور پوسٹ پیڈ ٹیرف کی بلند لاگت کے سبب ملک کا اسکور کم رہا۔

شکل 2.1.3: اشاریے کے اسکور کا موازنہ

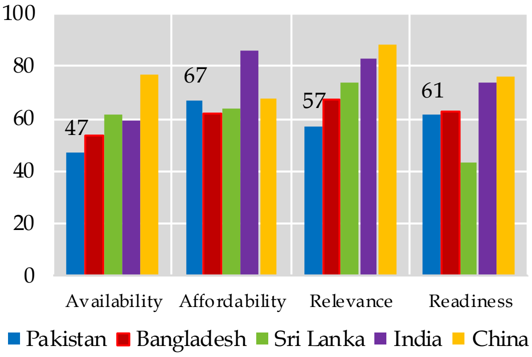

Source: The Economist Intelligence Unit Report, 2021

شکل 2.1.4: انٹرنیٹ کے اُن صارفین کا تناسب جنہوں نے ناخواندگی اور ڈیجیٹل لاعلمی کو رکاوٹ بتایا

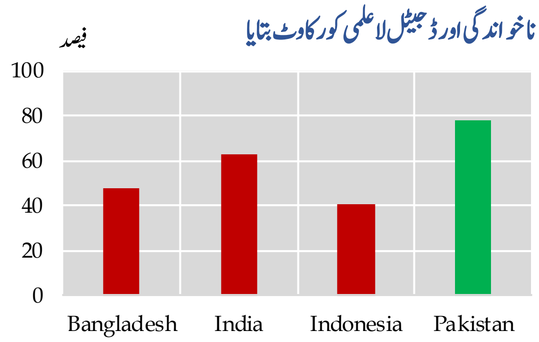

Source: GSMA Intelligence Consumerrs in Focus Survey 2019

تیاری کے لحاظ سے– جس میں مہارتوں، ثقافتی قبولیت اور اعانتی پالیسی سمیت انٹرنیٹ تک رسائی کی صلاحیت کا جائزہ لیا جاتا ہے– انٹرنیٹ تعلیم کی نچلی سطح ملک کے اپنے اہم منصبوں کے مقابلے میں پیچھے رہنے کا اہم سبب ہے۔ تعلیم کا فقدان اور ڈیجیٹل مہارتیں بظاہر موبائل انٹرنیٹ سے واقف موبائل استعمال کنندگان میں موبائل انٹرنیٹ کو اختیار کرنے میں ایک اہم رکاوٹ ہیں (**شکل** 2.1.4)۔

آخر میں افادیت کے پیرامیٹر سے عوام کو آن لائن دستیاب مقامی اور متعلقہ مواد کی وسعت کو جانچا جاتا ہے۔ اسے ملک میں انٹرنیٹ تک رسائی میں آسانی اور اس کی افادیت کا اظہار یہ سمجھا جاتا ہے۔ سرکاری شعبے کی اوپن ڈیٹا پالیسی اور مقامی زبان میں ای حکومتی خدمات کی عدم دستیابی کے باعث 120 ممالک میں پاکستان تنزلی کے بعد 91ویں نمبر پر آ گیا۔

اپنی ترقی کے اگلے مرحلے میں دستیابی اور تیاری کے اجزا میں پاکستان کی کارکردگی میں بہتری متوقع ہے۔ قومی مالی خواندگی پروگرام پر توجہ اور ڈیجیٹل پاکستان پالیسی 2018ء سے ان پیرامیٹرز پر پیش رفت میں سہولت ملے گی۔ اسی طرح، موبائل ڈیوائس مینوفیکچرنگ پالیسی 2020ء سے ملک میں مقامی پیداوار کی حوصلہ افزائی کے ذریعے اسمارٹ فونوں کی لاگت کم کرنے میں مدد ملے گی؛ توقع ہے کہ اس سے سستے اسمارٹ فونوں (جیسے 2 جی) سے زیادہ جدید آلات پر منتقلی کی رفتار تیز ہو گی۔ اگرچہ پالیسی پر توجہ دینا ایک خوش آئند پیش رفت ہے، تاہم ڈیجیٹل دنیا میں دیہی معاشرے کو مربوط کرنے کے لیے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہو گی۔ شمولیتی انٹرنیٹ کے لحاظ سے پاکستان کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے انفراسٹرکچر کی ترقی– خصوصاً ایسے شعبوں میں جہاں آپریٹروں کو سرمایہ کاری کی ترغیب کم ہے– اور زراعانت یافتہ رسائی (عوامی مقامات پر وائی فائی کی فراہمی) ضروری ہے۔

[31] پاکستان کی سماجی اور معیار زندگی کی پیمائش، گھرانوں کی مربوط اقتصادی سروے (ایچ آئی ای ایس) 19-2018ء رپورٹ۔

[32] جی ایس ایم اے کے مطابق پاکستان میں "موبائل صنفی فرق کی رپورٹ 2020ء" کے مطابق نمونے میں شامل آن لائن ہونے کے لیے موبائل انٹرنیٹ استعمال نہ کرنے والی 29 فیصد خواتین کو روکنے والا اہم عامل خاندان کی نامنظوری ہے، جبکہ مردوں میں یہ شرح صرف 2 فیصد ہے۔

2.5 افرادی قوت کی منڈی

جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں سندھ اور پنجاب کے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے میں روزگار میں نمو 1.1 فیصد رہی جبکہ جولائی تا فروری مالی سال 20ء میں یہ 0.6 فیصد تھی۔[33] وبا کے سبب مشکلات کے باوجود اسمارٹ لاک ڈاؤن اور گھر سے کام کرنے کے ساتھ بر ہدف مالیاتی اعانت اور معاون زری پالیسی سے روزگار کی نمو برقرار رکھنے میں مدد ملی۔ اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے میں روزگار کا حالیہ رجحان فروری 2021ء کی لہر میں بہتر ہو گیا جبکہ مستقبل میں روزگار کی توقعات میں معمولی کمی دیکھی گئی۔ مزید برآں، اسٹیٹ بینک کے اعتماد کاروبار سروے میں مستقبل کی بیروزگاری کے اشاریے میں بھی نومبر 2020ء اور جنوری 2021ء کے درمیان روزگار کے حوالے سے گھرانوں کے اعتماد میں بہتری دیکھی گئی۔

شکل 2.12: سندھ پنجاب مشترکہ صنعتی روزگار اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی

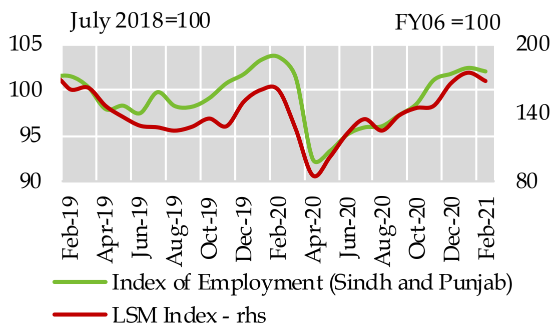

Source: Bureau of Statistics, Punjaband Bureau of Statistics, Sindh

تاہم، مارچ 2021ء کے اعتماد صارف سروے میں جنوری 2021ء کے مقابلے میں مستقبل کی بیروزگاری کی توقعات میں 3.6 فیصد اضافہ ہوا، جو ملک میں کووڈ کی تیسری لہر سے ہم آہنگ ہے۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں روزگار کی صورت حال میں بہتری آ گئی ہے۔ تاہم مستقبل کی روزگار کی توقعات کووڈ کی ممکنہ لہر کے سبب آئندہ مہینوں میں اس میں کمی کی عکاس ہیں۔

جہاں تک اجرتوں کا تعلق ہے تو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران تعمیرات کے شعبے میں 6.5 فیصد نمو ہوئی۔ اسی طرح، گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں حالیہ سہ ماہی میں گھریلو ملازمین اور مکینکوں کی آمدنی بڑھنے کی رفتار سست ہو گئی۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ڈاکٹروں کے کلینکوں کی فیس 16.0 فیصد پر منجمد رہی، جبکہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ ڈاکٹروں کی آمدنی میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

روزگار

جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں سندھ اور پنجاب کے بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں روزگار کے اشاریے میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا (**شکل 2.12**)۔ جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں نمو کا محرک چینی کی صنعت کے روزگار میں 9.8 اضافہ تھا۔ یہ اسی مدت میں چینی کی پیداوار میں اضافے سے ہم آہنگ ہے، جسے گنے کی بہتر فصل سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مزید برآں، جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں سوتی ٹیکسٹائل کے روزگار میں 0.9 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ مالی سال میں 4.2 فیصد کا سکڑاؤ دیکھا گیا تھا۔

صوبائی سطح پر ڈیٹا سے نشاندہی ہوتی ہے کہ جولائی تا فروری مالی سال 21ء کے دوران پنجاب کے بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے شعبے کے روزگار میں 1.3 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں منفی 2.6 فیصد تھی۔ جولائی تا فروری مالی سال 21ء کے دوران اس زمرے میں 9.6 فیصد نمو کا اہم محرک غذا، مشروبات اور تمباکو کے اجزا تھے، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ منفی 6.0 فیصد تھی۔ اس زمرے میں چینی اور گندم کی پسائی کے روزگار کی نمو ثابت قدم رہی۔ جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں گندم کی پسائی میں 17.8 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ مالی سال 20ء میں 2 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کا اہم سبب پنجاب دفتر شماریات ہے، جس نے جولائی 20ء میں گندم کی پسائی کرنے والے یونٹوں کی درج کردہ تعداد کو 692 سے بڑھا کر 738 کر دیا تھا۔

[33] نمو کو علاوہ فولاد کی صنعت اخذ کیا جاتا ہے، کیونکہ پاکستان اسٹیل مل کی نجکاری کرنے کے حکومتی فیصلے کی وجہ سے اس کے اعداد و شمار میں فرق پایا جاتا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ کا باب 2۔

شکل 2.13 الف: پنجاب میں روزگار کی سال بسال نمو

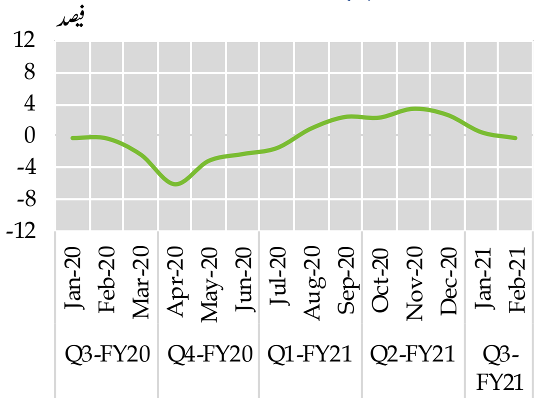

Source: Bureau of Statistics, Punjab

جدول 2.10: روزگار کی نمو بلحاظ شعبہ

	جولائی تا فروری		جنوری تا فروری	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
پنجاب				
نباتی گھی	19.0	2.2	23.4	-2.0
گندم کی پسائی	2.0	17.8	4.6	19.0
شکر	-13.6	16.1	0.1	-0.6
سگریٹ	18.6	4.1	16.7	0.5
سوتی ٹیکسٹائل	-3.9	1.9	-3.2	2.3
سیمنٹ	0.3	-3.8	-3.0	5.4
سندھ				
شکر	-3.1	-8.3	3.4	4.5
دواسازی	-35.4	6.3	-35.3	6.8
کھاد	-	1.6	-	0.6
سیمنٹ	-11.3	9.1	-14.3	9.4
فولاد کی مصنوعات	-9.6	-98.5	-9.7	-97.5
گاڑیاں	-	7.4	-	13.1

ماخذ: دفتر شماریات، پنجاب اور دفتر شماریات، سندھ

تاہم واضح رہے کہ صوبے کا سہ ماہی رجحان حالیہ سہ ماہی کے لیے روزگار کی نمو میں سست رفتاری کو ظاہر کرتا ہے۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے ابتدائی دو

شکل 2.13 ب: سندھ میں روزگار کی سال بسال نمو

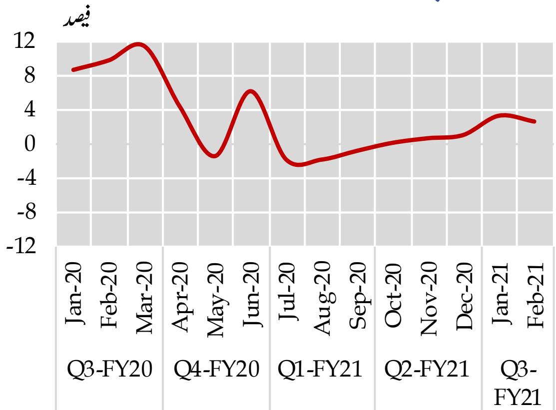

Source: Bureau of Statistics, Sindh

مہینوں میں 0.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں 2.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ مزید برآں، فروری 2021ء کا ڈیٹا 0.3 فیصد سکڑاؤ کو ظاہر کرتا ہے، جس سے روزگار کے مجموعی اشاریے میں کمی کی عکاسی ہوتی ہے، کیونکہ مجموعی روزگار کے اشاریے کے ڈیٹا میں پنجاب کا حصہ 70 فیصد تک ہے (**شکل 2.13 الف**)۔

مالی سال 21ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے درمیان پنجاب کی نمو میں سست رفتاری کی وضاحت گنے کی پِڑائی کے سیزن کے اوقات سے ہوتی ہے۔ مالی سال 21ء میں روزگار میں اضافے کا سبب نومبر 2020ء میں چینی کی صنعت میں پِڑائی کی سرگرمیوں کا شروع ہونا تھا؛ اس کے مقابلے میں مالی سال 20ء میں یہ دسمبر 2019ء سے بڑھنا شروع ہوا کیونکہ گذشتہ مالی سال میں پِڑائی میں تاخیر ہوگئی تھی؛ لہٰذا مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں سال بسال نمو بڑھ گئی جبکہ تیسری سہ ماہی میں نمو سست رہی۔

حالیہ سہ ماہی میں پنجاب میں روزگار کے شعبے میں سست نمو کا ایک اور اہم سبب سگریٹ سازی میں روزگار کی سست نمو ہے (**جدول 2.10**)۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے ابتدائی دو مہینوں میں سگریٹ سازی میں صرف 0.5 فیصد نمو ہوئی، تاہم مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں نمو 3.2 فیصد تھی۔

شکل 2.14 الف: صنعتی شعبے میں بی سی ایس کا اشاریہ روزگار

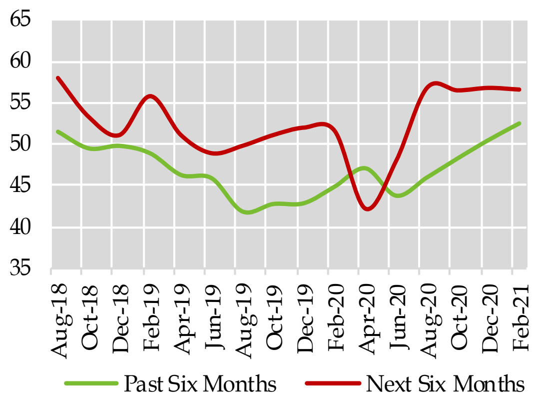

شکل 2.14 ب: خدمات کے شعبے میں بی سی ایس کا اشاریہ روزگار

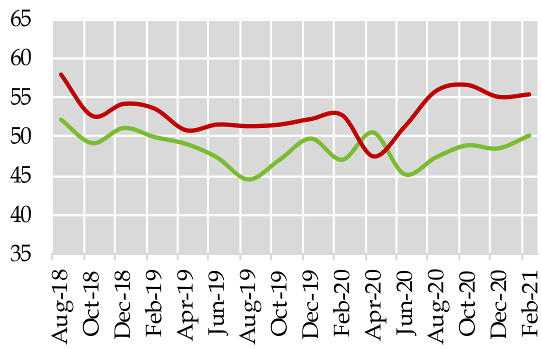

Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں سندھ میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 2.9 فیصد نمو درج کی گئی، جو مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں ہونے والی 0.5 فیصد نمو کے مقابلے میں زیادہ ہے (**شکل 2.13 ب**)۔[34] اس کا اہم محرک اسی مدت میں گاڑیوں کے شعبے کے روزگار میں 13.1 فیصد نمو ہے۔ مزید بر آں، اسی مدت میں صوبے میں پیداوار کے مطابق سیمنٹ میں 9.4 فیصد کی نمو درج کی گئی۔

اسٹیٹ بینک کے کاروباری اعتماد سروے میں دسمبر 2020ء اور فروری 2021ء کے درمیان صنعتی شعبے کے حالیہ روزگار کے اشاریے (گذشتہ چھ مہینوں میں) میں بہتری ظاہر ہوئی (**شکل 2.14 الف اور ب**)۔ اس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ دسمبر تا جنوری مالی سال 21ء میں روزگار کا اشاریہ بہتری ہوا جبکہ یہ بات سندھ اور پنجاب کے صوبوں کے صنعتی روزگار کے اشاریے سے بھی عیاں ہے۔ تاہم دسمبر 2020ء اور فروری 2021ء میں متوقع روزگار کے اشاریے (آئندہ چھ مہینوں کا) میں کچھ بگاڑ دیکھا گیا۔

مزید بر آں، کاروباری اعتماد سروے سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدمات کے شعبے کے کاروبار نے بھی فروری 2021ء کی لہر میں روزگار میں اضافہ درج کیا۔ یہ جنوری تا فروری کی مدت میں کووڈ کی دوسری لہر کے کمزور اثرات سے ہم آہنگ ہے۔ دسمبر 2020ء اور فروری 2021ء کی لہروں کے درمیان خدمات کے شعبے کا متوقع روزگار کا اشاریہ اسی سطح پر رہا۔

کاروباری اعتماد سروے کے رجحان کو اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔[35] اعتماد صارف سروے میں متوقع معاشی حالات کے اشاریے کے حصے میں شریک افراد سے آئندہ چھ مہینوں کے دوران ان کی روزگار کی توقعات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ نومبر 2020ء اور جنوری 2021ء کی لہر کے درمیان مستقبل کی بیروزگاری کا اشاریہ کم ہو گیا، جس سے روزگار کے متعلق گھرانوں کی توقعات میں بڑھتی ہوئی امیدوں کی نشاندہی ہوتی ہے (**شکل 2.15**)۔ تاہم مارچ 2021ء میں کووڈ کی تیسری لہر شروع ہونے کے ساتھ سروے میں شریک افراد کا مستقبل میں روزگار کے حوالے سے اعتماد کم ہو گیا۔[36]

[34] نمو علاوہ فولاد کی صنعت اخذ کی جاتی ہے۔

[35] یہ سروے بینک دولت پاکستان اور انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن، کراچی کی جانب سے منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ ٹیلی فون پر مبنی سروے ہے، جس میں تقریباً 1670 گھرانے شرکت کرتے ہیں۔

[36] اسٹیٹ بینک کے اعتماد صارف سروے کے نتائج کو ڈَن اینڈ بریڈ اسٹریٹ پاکستان اور گیلپ پاکستان کے شائع کردہ اعتماد صارف سروے سے تقویت ملتی ہے۔ گیلپ سروے کے نتائج مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی اور مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے درمیان بیروزگاری کے مستقبل کے خالص اظہاریے میں تقریباً 19 فیصد کمی ظاہر کرتا ہے۔ اس سے مستقبل میں روزگار کے مواقع کے حوالے سے (بقیہ اگلے صفحے پر)

شکل 2.15: مستقبل میں بیروزگاری کا اشاریہ (اگلے چھ ماہ) - ایس بی پی اعتمادِ صارف سروے

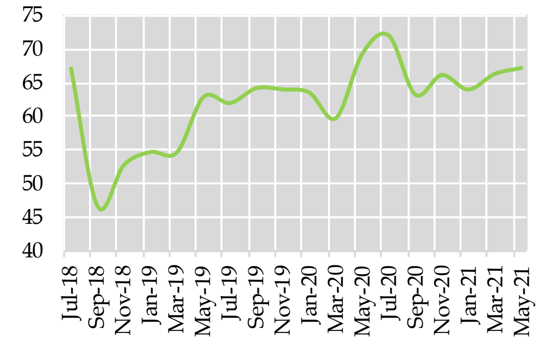

Source: State Bank of Pakistan

شکل 2.16: تعمیرات کے شعبے کی اجرتوں میں نمو

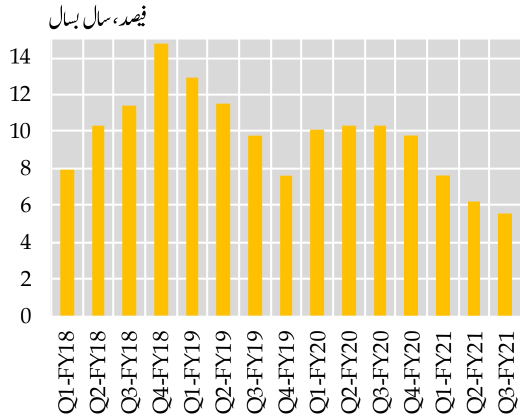

Source: Pakistan Bureau of Statistics

اجرتیں

تعمیرات کے شعبے کا اجرت کا اشاریہ جسے صارف اشاریہ قیمت ڈیٹا کے مجموعے سے لیا گیا ہے، وہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 6.5 فیصد نمو ظاہر کرتا ہے، جو کہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں دیکھے گئے 10.2 فیصد کے مقابلے میں کم ہے۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں نمو 5.5 فیصد تھی، جو گذشتہ سہ ماہی کے 6.2 فیصد کے مقابلے میں کم ہے (**شکل 2.16**)۔ مارچ 2020ء میں کووڈ 19 میں اضافے کے بعد سے تعمیرات کے شعبے میں اجرت کی شرح مسلسل سست رہی ہے، جس کا مطلب ہے کہ اجرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن اضافے کی شرح سست رفتار ہے۔ تعمیرات کے شعبے سے قریبی ربط رکھنے والے پیشوں، غیر ہنر مند افرادی قوت اور مستریوں، کی اجرتوں کے جائزے میں بھی یہی رجحان دیکھا گیا (**شکل 2.17**)۔ ابتدائی طور پر لاک ڈاؤن اور اس کے نتیجے میں تعمیراتی سرگرمی کی سست رفتاری اجرتوں میں سست نمو کا سبب تھی۔ تاہم جیسا کہ تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی نمو سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں تعمیراتی شعبے کی رفتار بڑھ رہی ہے۔ مارچ 2021ء میں مستریوں اور غیر ہنر مند افرادی قوت کی یومیہ اجرتوں میں نمو سے اضافے کا پتہ چلتا ہے اور اگر ملک کے تعمیراتی شعبے کی سرگرمیوں میں اضافے کا سلسلہ جاری رہا تو تعمیرات کے شعبے کی اجرتوں کا رجحان مالی سال 21ء کی چوتھی سہ ماہی میں بدل سکتا ہے۔

شکل 2.17: یومیہ اجرتوں میں نمو

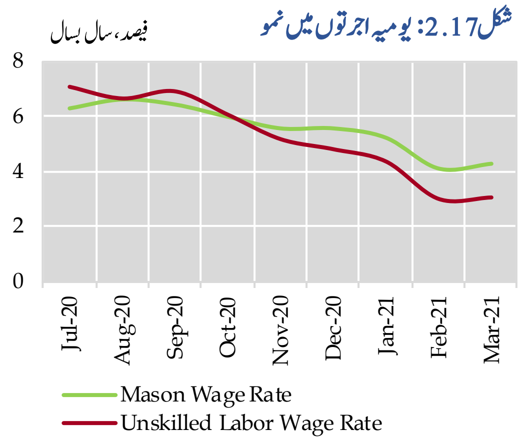

Source: Pakistan Bureau of Statistics

تعمیرات کے شعبے کی اجرتوں کے علاوہ صارف اشاریہ قیمت میں خدمات کے شعبے میں بعض پیشوں کے اشاریوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گھریلو ملازمین اور مکینکوں کی آمدنی میں نمو سست رہی

گھرانوں کی مایوسی میں اضافے کا پتہ چلتا ہے۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے گیلپ سروے کے 1600 شرکا میں تقریباً 53 فیصد سے زیادہ کی رائے تھی کہ آئندہ مہینوں میں بیروزگاری بڑھے گی۔ اعتماد میں بگاڑ کا سبب کووڈ کی تیسری لہر اور اس پر قابو پانے کے لیے لگنے والی پابندیاں ہیں۔

(**شکل 2.18**)۔ مالی سال 20ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں گھریلو ملازمین کی تنخواہوں میں نمایاں کمی دیکھی گئی۔ یہ وہ وقت تھا جب ملک میں کووڈ کی وجہ سے بے یقینی بڑھ گئی تھی۔ دوسری جانب درج شدہ شعبوں میں ڈاکٹروں کی آمدنی (صارف اشاریہ قیمت میں درج ڈاکٹر کی کلینک فیس کی بنیاد پر) میں سب سے زیادہ اور مسلسل نمو دیکھی گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران ڈاکٹروں کی فیس میں 15.9 فیصد نمو ہوئی جس کے بعد جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں یہ 15.3 فیصد تک بڑھ گئی۔ اس کا سبب وبا کے پھیلاؤ کی وجہ سے طبی خدمات کی بلند طلب تھی۔

شکل 2.18: شعبہ خدمات کے مختلف پیشوں کی آمدنی میں نمو

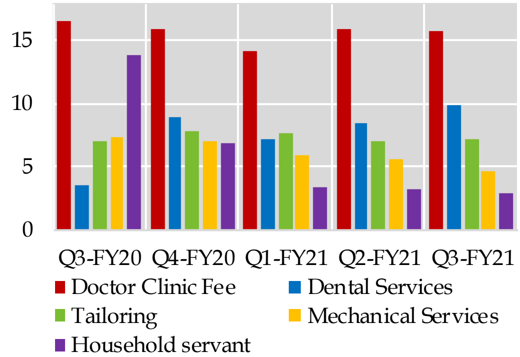

Source: Pakistan Bureau of Statistics

3 زری پالیسی اور مہنگائی

اسٹیٹ بینک کی زری پالیسی کمیٹی نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ 7 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس پالیسی فیصلے تک پہنچنے میں بنیادی طور پر جن چیزوں نے مدد دی ان میں ملکی معیشت کی بحالی کی طرف مزید پیش رفت، کووڈ کی تیسری لہر سے ابھرنے والی بے یقینی، اور مہنگائی کی مستحکم توقعات شامل ہیں۔ طلب کے بلند تعدد (high frequency) والے ڈیٹا سمیت اقتصادی سرگرمی کے اظہاریوں نے مالی سال 21ء میں بحالی کا رجحان برقرار رکھا۔ کمرشل بینکوں سے نسبتاً زائد سرکاری قرض گیری کے حالات میں ثانوی بازار کی یافت بڑھی۔ نجی شعبے کو قرضے کے معاملے میں نجی کاروبار کے اہم اداروں نے اپنے قلیل مدتی قرضے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ادا کر دیے جس نے سہ ماہی کے دوران بحیثیتِ مجموعی نجی شعبے کے قرضے کو معتدل کر دیا۔ تاہم اسٹیٹ بینک کی رعایتی نومالکاری اسکیموں، خاص طور پر ٹی ای آر ایف نے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا استعمال بڑھا دیا۔ جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے تو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سال بسال بنیاد پر تغیر پذیری رہی کیونکہ سہ ماہی کے دوران پست اور بلند دونوں طرح کے اعدادوشمار درج کیے گئے جس کا جزوی سبب اساسی اثر ہے۔ تاہم، مہنگائی بحیثیتِ مجموعی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سال بسال بنیاد پر اور گذشتہ سہ ماہی کے اعتبار سے بھی کمزور پڑی۔ اگرچہ قوزی مہنگائی بڑی حد تک مستحکم رہی ہے اور توانائی کی مہنگائی بلند تر، تاہم بنیادی طور پر غذائی مہنگائی میں کمی عمومی مہنگائی پر اثرانداز ہوئی۔

3.1 پالیسی جائزہ

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی معیشت کی بحالی کی طرف مزید پیش رفت جاری رہی۔ کووڈ کی وبا پھوٹنے کے بعد حکومت اور اسٹیٹ بینک نے جو معاون پالیسی اقدامات کیے انہوں نے اِس رجحان میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ بحیثیتِ مجموعی اقتصادی سرگرمی کے ڈیٹا اور صارفین اور کاروباری احساسات کے بارے میں اسٹیٹ بینک کے سرویز میں مجموعی طور پر بہتری دیکھی گئی۔[1] بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 9.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 5.1 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ نیز، طلب کے بلند تعدد والے مختلف اظہاریوں میں بحالی کا رجحان پایا گیا، مثال کے طور پر سیمنٹ، پیٹرولیم مصنوعات، اور گاڑیوں کی فروخت۔[2]

مجموعی مالی حالات قرض گاری کی شرحوں میں معمولی سے اضافے کے باوجود سازگار رہے۔ مجموعی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ برآمدات میں مسلسل اضافے کے باعث نجی شعبے کا قرضہ بھی جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران پچھلے سال کے مقابلے میں بڑھا۔ معینہ سرمایہ کاری قرضوں اور صارفی مالکاری میں معقول اضافہ دیکھا گیا جس کی بنیادی وجہ پست شرحِ سود کا ماحول اور اسٹیٹ بینک کی رعایتی نومالکاری اسکیمیں تھیں خصوصاً ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف۔ تاہم نجی کاروباری اداروں کو مجموعی قرضے گذشتہ سال کی قابلِ موازنہ مدت کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں اعتدال پر آ گئے کیونکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 75.4 ارب روپے کے قرضے لیے گئے تھے جو رواں مالی سال کی تیسری سہ ماہی کے دوران 60.5 ارب روپے رہ گئے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اشیاسازی کے بعض ادارے جنہوں نے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے

[1] اعتمادِ صارف سروے نے جنوری 2021ء کے مرحلے تک بہتری ظاہر کی جبکہ مارچ 2021ء میں یہ کم ہو گیا۔ اس کے برعکس، اعتمادِ کاروبار اشاریے میں مسلسل بہتری دیکھی گئی۔

[2] سیمنٹ کی فروخت (dispatches) کا موازنہ گذشتہ سال سے کیا جائے تو اس نے سال بسال 4.4 فیصد نمو کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں 23.0 فیصد نمو حاصل کی۔ اسی طرح کار اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں بھی مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے بالترتیب 53.4 فیصد اور 21.9 فیصد کمی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بالترتیب 72.4 فیصد اور 22.9 فیصد اضافہ درج ہوا۔

دوران بھاری قرض گیری کی تھی، خاصی مقدار میں جاری سرمائے کے قرضے واپس کر دیے۔[3] دوسری جانب، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ درج کیا گیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران انہوں نے خالص واپسی کی تھی، کیونکہ ٹیکسٹائل شعبے کو سہ ماہی کے دوران بنیادی طور پر ٹیکسٹائل مشینری درآمد کرنے کے لیے ٹی ای آر ایف سے فائدہ ہوا۔

مہنگائی کے معاملے میں سال بسال مہنگائی سہ ماہی کے دوران متغیر تھی۔ جب زری پالیسی کمیٹی کا جنوری 2021ء میں اجلاس ہوا، تب مہنگائی کے اعدادوشمار حوصلہ افزا تھے۔ مہنگائی کا دباؤ جنوری 2021ء میں کم ہو گیا جس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ رسدی پہلو کا دباؤ غذائی گروپ سے کم ہو گیا، اساسی اثرات پڑے[4] اور معیشت میں اضافی گنجائش کی موجودگی میں قوزی مہنگائی مستحکم رہی۔ مہنگائی جنوری 2021ء میں کم ہو کر سال بسال بنیاد پر 5.7 فیصد رہ گئی (جنوری 2019ء سے اب تک کی پست ترین شرح) جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 14.6 فیصد اور دسمبر 2020ء میں 8.0 فیصد تھی۔ اضافی استعداد اور مہنگائی کی مستحکم توقعات کی موجودگی میں یوٹیلٹی کی قیمتوں میں متوقع اضافے کے دورِ ثانی کے اثرات اور رسدی پہلو سے کسی دھچکے کے اثرات کا مہنگائی پر طویل مدتی اثر کا امکان نہیں تھا۔ چنانچہ توقع تھی کہ مالی سال 21ء میں اوسط مہنگائی پہلے سے اعلان کردہ حد یعنی 7 سے 9 فیصد کے اندر رہے گی۔ رسدی پہلو سے عارضی دھچکوں کے خدشے کے سوا اب جبکہ مہنگائی کا منظر نامہ نسبتاً سہل تھا، زری پالیسی کمیٹی نے محسوس کیا کہ زری پالیسی کا موجودہ نرم موقف واجبی بحالی کو سہارا دینے کے لیے موزوں رہا ہے جبکہ اس نے مہنگائی کی توقعات کو خاصا مستحکم رکھنے کے علاوہ مالی استحکام بھی برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ کمیٹی نے پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

نمو اور مہنگائی میں سازگار پیش رفت کو دیکھتے ہوئے زری پالیسی کمیٹی نے زور دے کر کہا کہ اس منظر نامے میں خاصی بے یقینی برقرار ہے۔ خاص طور پر کووڈ کی وبا کے بارے میں کوئی پیش گوئی مشکل ہے کیونکہ دنیا بھر میں کووڈ کے واقعات اب بھی بلند سطح پر ہیں، اس وبا کے نئے روپ بھی سامنے آرہے ہیں، اور دنیا بھر کو ویکسین کی فراہمی کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کا سامنا ہے۔ ان تمام وجوہات سے بحالی کا عمل سست پڑ سکتا ہے۔ کووڈ سے متعلق اس غیر یقینی کیفیت کے پیشِ نظر زری پالیسی کمیٹی نے محسوس کیا کہ یہ مناسب موقع ہے کہ زری پالیسی پر کچھ پیشگی رہنمائی اولین بار فراہم کی جائے تاکہ معاشی عاملین کی جانب سے پالیسی پیش گوئی اور فیصلہ سازی میں سہولت ملے۔ کمیٹی نے نوٹ کیا کہ غیر متوقع تبدیلیوں کی غیر موجودگی میں اسے توقع ہے کہ زری پالیسی کی متعینات (settings) مستقبل قریب میں جوں کی توں رہیں گی۔ نیز، چونکہ بحالی زیادہ پائیدار ہو گئی ہے اور معیشت پوری استعداد تک پلٹ چکی ہے، اس لیے کمیٹی نے توقع ظاہر کی کہ معمولی سی مثبت حقیقی شرحِ سود حاصل کرنے کے لیے پالیسی ریٹ میں کوئی بھی ردوبدل ناپ تول کر کیا جائے گا اور وہ بتدریج ہو گا۔

شکل 3.1: فین چارٹ- ص ا ق (12 ماہی حرکت پذیر اوسط)

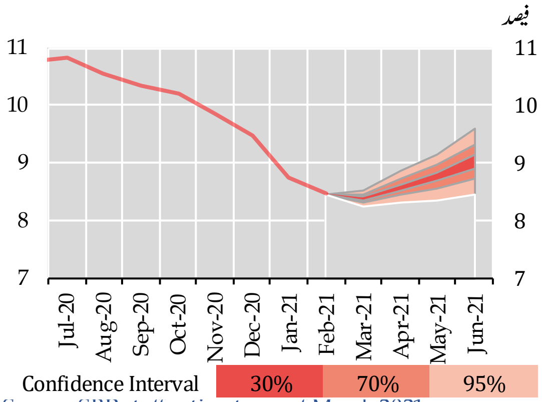

Source: SBP staff estimates as of March 2021

جب زری پالیسی کمیٹی کا مارچ 2021ء میں اگلا اجلاس ہوا تب نمو کی پیش گوئی بہتر ہوگئی تھی جبکہ مہنگائی کے اعدادوشمار بڑھ چکے تھے۔ سال بسال بنیاد پر، عمومی مہنگائی جنوری 2021ء کی 5.7 فیصد سے بڑھ کر فروری 2021ء میں 8.7 فیصد اور مارچ 2021ء میں 9.1 فیصد ہوگئی۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر بجلی، شکر اور گندم کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے منسلک تھا، جبکہ تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتیں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران اعتدال پر رہیں۔ معیشت میں پیداواری فرق منفی رہنے کے

[3] چاول، کھاد اور صاف شدہ پیٹرولیم کے شعبے، جنہوں نے مالی سال 20ء کی پہلی ششماہی میں خاصے بھاری قرضے لیے تھے، زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران بھاری رقوم واپس کیں۔

[4] ماہ بہ ماہ بنیاد پر جنوری 2021ء میں مہنگائی صرف 0.2 فیصد کم ہوئی۔

ساتھ ساتھ قوزی مہنگائی بدستور نسبتاً مستحکم رہی۔[5] بجلی کے نرخوں میں اضافے کے پیشِ نظر، جو اگلے مہینوں میں عمومی مہنگائی کے اعداد و شمار میں بدستور جھلکتا رہے گا، توقع تھی کہ مالی سال 21ء میں مہنگائی اعلان شدہ 7 سے 9 فیصد رینج میں بالائی حد کے قریب رہے گی۔ تاہم اس تخمینے پر غیر یقینی کیفیت برقرار رہی کیونکہ اضافے کے خطرات منڈلا رہے تھے جن میں اجرتوں میں اضافے کے مذاکرات، اگلے سال کے بجٹ میں نئے ٹیکس اقدامات، اور اجناس کے بین الاقوامی بلند نرخ شامل ہیں جو عالمی بحالی سے منسلک ہیں (**شکل 3.1**)۔

مزید برآں، بیرونی شعبے کی پوزیشن بھی مستحکم ہوگئی کیونکہ ریکارڈ مقدار میں ترسیلات کی آمد اور برآمدات میں بحالی کی بنا پر مالی سال 21ء کے ابتدائی سات ماہ کے دوران جاری کھاتے میں بحیثیتِ مجموعی فاضل رقم آئی۔ ان تمام عوامل کو زیرِ غور رکھتے ہوئے زری پالیسی کے موجودہ موقف کو مناسب سمجھا گیا اور زری پالیسی کمیٹی نے مارچ 2021ء کے اپنے اجلاس میں متفقہ فیصلہ کیا کہ پالیسی ریٹ 7 فیصد پر برقرار رکھا جائے (**شکل 3.2**)۔ نیز، پیشگی رہنمائی کے تناظر میں کمیٹی نے یہ رائے ظاہر کی کہ غیر متوقع تبدیلیوں کی غیر موجودگی میں مستقبل قریب میں زری موقف بڑی حد تک برقرار رہے گا، اور مستقبل کے اقدامات کو ناپ تول کر اور بتدریج کرنے سے متعلق جنوری 2021ء کے اجلاس کی بات دہرائی۔

3.2 زری مجموعے

مالی سال 21ء کے جولائی تا مارچ عرصے کے دوران رسدِ زر میں نمو 7.8 فیصد کی بلند سطح پر رہی۔[6] یہاں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے دوران رسدِ زر میں کئی سال کی بلند شرح یعنی 8.5 فیصد کا اضافہ ہوا کیونکہ کووڈ وبا کے نتیجے میں بینکوں سے اعانتِ میزانیہ میں اضافہ ہو گیا تھا۔ خالص ملکی اثاثوں اور خالص بیرونی اثاثوں، دونوں نے زرِ وسیع میں اضافے میں اپنا کردار ادا کیا۔ جہاں

جدول 3.1: زری مجموعے ع

ارب روپے

	سہ 3		جولائی تا مارچ	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
ایم ٹو (الف+ب)	602.7	459.4	1,520.0	1,622.2
الف۔ خالص بیرونی اثاثے	-80.9	104.6	797.1	683.3
ب۔ خالص ملکی اثاثے	683.6	354.9	722.9	938.8
میزانی قرض گیری*	779.8	304.8	966.5	742.1
اسٹیٹ بینک	260.1	-664.8	-480.4	-1,250.7
جدولی بینک	519.7	969.7	1,446.9	1,992.8
اجناسی کارروائیاں	-108.6	-33.3	-137.2	-112.5
نجی شعبے کو قرضے	107.6	156.0	323.2	499.6
سرکاری کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کو قرضے	5.8	6.6	3.5	-22.8
دیگر اجزا (خالص)	-106.3	-87.1	-440.3	-180.0
زرِ محفوظ	259.1	244.6	424.4	256.3
زیرِ گردش کرنسی	392.6	334.6	722.6	399.1
امانتیں	209.9	125.9	797.3	1,207.7

ع: عبوری

* یہ اعداد و شمار مجموعی بنیاد پر دیے گئے ہیں۔ یہ **جدول 4.1** میں پیش کیے گئے بینک کے نقد قرضے کی رقم کے مماثل نہیں۔

[5] مثال کے طور پر گاڑیوں کے شعبے میں استعداد کا استعمال کچھ یوں رہا: کاروں میں 59.1 فیصد، ہلکی کمرشل گاڑیوں میں 43.5 فیصد، بسوں میں 11.9 فیصد، ٹرکوں میں 11.7 فیصد اور دو/ تین پہیوں والی گاڑیوں میں 76.8 فیصد۔ یہ اعداد و شمار پی اے ایم اے اور پاکستان اقتصادی سروے مالی سال 20ء کے ہیں۔ سیمنٹ کے شعبے میں استعداد کا استعمال تقریباً 77.6 فیصد، جبکہ پیٹرولیم کی صنعت میں 52.6 فیصد رہا۔

[6] مالی سال 15ء تا مالی سال 19ء جولائی تا مارچ عرصے کے دوران زرِ وسیع کی اوسط نمو 5.5 فیصد رہی تھی۔

تک خالص ملکی اثاثوں کا تعلق ہے تو ان میں ہونے والے اضافے کی اہم وجوہات جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران جدولی بینکوں سے بدستور سرکاری قرض گیری اور نجی شعبے کی طرف سے قرضے کا بلند حصول ہے جو گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت زائد ہے۔[7] دریں اثنا خالص بیرونی اثاثوں میں بہتری بیرونی شعبے میں تین سازگار عوامل کارکنوں کی ترسیلات اور برآمدات میں نمو، اور سرکاری رقوم کے حصول کی بنا پر جاری رہی۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خالص بیرونی اثاثے 104.6 ارب روپے بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 80.9 ارب روپے سکڑ گئے تھے (**جدول 3.1**)۔

جہاں تک واجبات کا سوال ہے تو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران امانتیں جمع ہونے کی رفتار کم ہو کر 125.9 ارب روپے تک آ گئی جس میں مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 209.9 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ نفع بخش (remunerative) امانتوں میں بحیثیتِ مجموعی کمی نے غیر نفع بخش امانتوں میں نمو کو زائل کر دیا۔[8] نفع بخش امانتوں میں سکڑاؤ سے شرح سود میں گذشتہ سال کی نسبت تیزی سے کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔ اسی طرح مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زیرِ گردش کرنسی میں اضافہ بھی گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں معمولی سا کم رہا۔ تاہم زیرِ گردش کرنسی میں نمو کی نسبت امانتوں میں اضافہ پست رہا چنانچہ اس کے پیشِ نظر کرنسی اور امانتوں کا تناسب مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مزید بڑھ کر 42.4 فیصد کی اوسط سطح پر آ گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 42.0 فیصد تھا۔ اس سے یہ بات اجاگر ہوتی ہے کہ عوام نقدلین دین کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

جہاں تک زری بنیاد (monetary base) کا تعلق ہے تو زرِ محفوظ کی نمو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران سست ہو کر 3.3 فیصد رہ گئی جو گذشتہ برس اسی مدت میں 6.5 فیصد رہی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں خاصے اضافے

شکل 3.2: اہم شرح ہائے سود کے رجحانات

فیصد

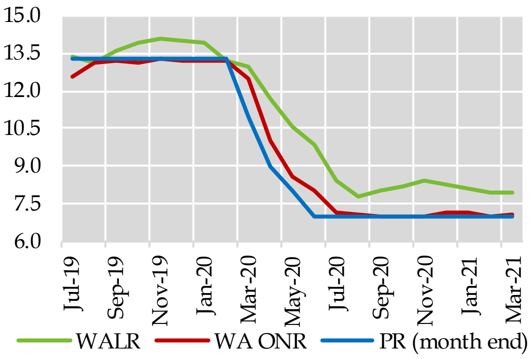

Source: State Bank of Pakistan

کے باوجود ایسا ہوا، اس کا سبب کووڈ وبا کے پس منظر میں اسٹیٹ بینک کی ری فنانس اسکیموں کے ذریعے دیا گیا اضافی زری محرّک تھا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اسٹیٹ بینک کی ری فنانس اسکیموں کے زیرِ بنیاد پر توسیعی اثرات 328.1 ارب روپے تک پہنچ گئے جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 133.7 ارب روپے رہے تھے۔ اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں بڑی رکاوٹ اس بنا پر آئی کہ مرکزی بینک میں سرکاری امانتوں میں اضافہ ہوا اور اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کی خالص ادائیگیاں ہوئیں۔[9] چنانچہ اس نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی قرضہ اسکیموں اور بازارِ زر کے سودوں کے مشترکہ اثرات کو بخوبی زائل کر دیا۔

میزانی قرض گیری:

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے بینکاری نظام سے 304.8 ارب روپے کا قرضہ لیا جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 779.8 ارب روپے قرض لیا تھا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گذشتہ سال بینکوں سے میزانی قرض گیری تیسری سہ ماہی کے دوران بڑھی تھی جو درا صل سرمائے کے اخراج اور کووڈ وبا کے نتیجے میں سرکاری محاصل کی وصولی میں سست روی کا ردِ عمل تھا۔

[7] نیز، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران جدولی بینکوں سے سرکاری قرض گیری اور نجی شعبے کے قرضے دونوں میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت زائد اضافہ ہوا۔ تاہم نجی شعبے کے قرضے کے اجزا کے طور پر کاروباری اداروں کا قرضہ اعتدال پر آیا جبکہ صارفی مالکاری میں رواں مالی سال کی تیسری سہ ماہی میں گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت تیزی سے اضافہ ہوا۔

[8] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نفع بخش امانتوں میں 75.9 ارب روپے کی ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 290.2 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ اس کے برعکس، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران غیر نفع بخش امانتیں 165.7 ارب روپے بڑھ گئیں جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 80.2 ارب روپے کی آئی تھی۔

[9] زرِ بنیاد پر اعانتِ میزانیہ کے اثرات جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران منفی 1250.7 ارب روپے اور گذشتہ سال کی اسی مدت میں منفی 480.4 ارب روپے تھے۔

حکومت نے جدولی بینکوں سے قرض گیری جاری رکھی کیونکہ اسے اسٹیٹ بینک سے قرض نہ لینے کے اپنے وعدے (صفر قرض گیری) کی پابندی کرنی تھی۔ دریں اثنا، حکومت نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک میں اپنے ذخائر بھی بڑھائے۔[10]

نیلامیاں

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے قبل از نیلامی مجموعی ہدف 4910.0 ارب روپے کا اعلان کیا جو سہ ماہی کے دوران پوری ہونے والی عرصیتوں کے مقابلے میں تقریباً ایک ٹریلین روپے زائد تھا (**جدول 3.2**)۔ واجب الادا قرضے کا خاکہ ٔعرصیت بڑھانے کے ہدف کے پیشِ نظر، عرصیت نکالنے کے بعد کی بنیاد پر اہداف کی اکثریت کو وسط تا طویل مدت کے آلات کے لیے مختص کر دیا گیا۔ تاہم یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال 21ء کی دو سابقہ سہ ماہیوں کے مقابلے میں رواں شرح کے پی آئی بیز (پی ایف ایل) کا ہدف پست سطح پر رہا اور فروری 2021ء سے 5 سالہ، 10 سالہ سہ ماہی کوپن پی ایف ایل اور 3 سالہ، 10 سالہ ششماہی کوپن پی ایف ایل کو صفر اہداف مختص کیے گئے تھے۔ پی ایف ایل نے حکومت کے خاکہ ٔعرصیت کو بڑھانے میں اگرچہ بنیادی کردار ادا کیا ہے خاص طور پر پست شرحِ سود کے ماحول میں، تاہم کم سیال floaters کے لیے صفر اہداف

جدول 3.2: سہ 3م س 21ء میں نیلامی کا خلاصہ بلحاظ وثیقہ جات

ارب روپے

	ہدف	عرصیت	پیش کردہ*	قبول کردہ (تمام)
ٹی بلز	4,025.0	3,908.6	6,783.3	4,825.6
3 ماہی	1,275.0	2,375.8	4,083.8	3,118.8
6 ماہی	1,375.0	669.3	2,374.4	1,693.5
12 ماہی	1,375.0	863.4	325.2	13.3
پی آئی بی (معینہ)	325.0	-	436.8	182.4
3 سالہ	110.0	-	74.7	48.9
5 سالہ	95.0	-	222.7	78.5
10 سالہ	50.0	-	133.9	53.4
15 سالہ	35.0	-	2.0	-
20 سالہ	20.0	-	3.5	1.5
30 سالہ	15.0	-	-	-
پی آئی بی (رواں شرح)	510.0	-	206.8	112.2
2 سالہ—سہ ماہی	90.0	-	78.7	79.1
3 سالہ—سہ ماہی	150.0	-	65.1	33.1
5 سالہ—سہ ماہی	30.0	-	-	-
10 سالہ—سہ ماہی	30.0	-	21.0	-
3 سالہ—ششماہی	30.0	-	-	-
5 سالہ—ششماہی	150.0	-	42.0	-
10 سالہ—ششماہی	30.0	-	-	-
سرکاری اجارہ صکوک–متغیر رینٹل ریٹ	35.0	-	89.5	66.6
سرکاری اجارہ صکوک–متغیر رینٹل ریٹ	15.0	-	8.8	8.3
مجموعہ	4,910.0	3,908.6	7,525.2	5,195.0

*صرف مسابقتی بولیاں

بینک دولت پاکستان

[10] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے پاس سرکاری امانتیں 624.2 ارب روپے بڑھ گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 82.9 ارب روپے بڑھی تھیں۔

شکل 3.3: 3ماہ اور 6 ماہ کی یافت

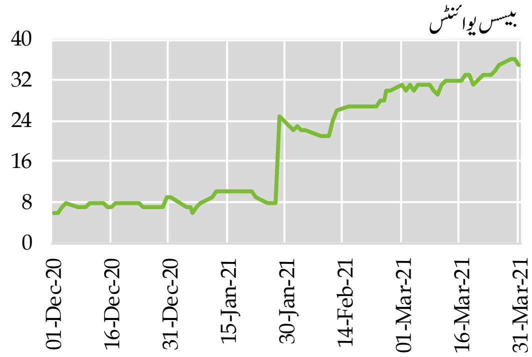

Source: Financial Markets Association of Pakistan

مختص کیے گئے۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مارکیٹ میں چند لیکن بیشتر سیال اجرا جاری رکھ کر پی ایف ایل کا ثانوی بازار تشکیل دیا جائے۔

طویل مدتی تمسکات میں شرکت بہتر ہوئی

مارکیٹ قلیل مدتی وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کرنے پر مائل رہی، تاہم میعادی پریمیم میں کچھ مطابقت کے ساتھ 6 ماہی وثیقہ جات میں مارکیٹ کی دلچسپی خاصی بحال ہوگئی (**شکل 3.3**)۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مارکیٹ نے 6 ماہی وثیقہ جات کے لیے 2374.4 ارب روپے کی مسابقتی بولیاں دیں جبکہ دوسری سہ ماہی میں یہی بولیاں صرف 324.3 ارب روپے رہی تھیں۔ بلند پیش کشوں سے قطع نظر، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 3 ماہی، 6 ماہی اور 12 ماہی ٹی بلوں کے لیے قطع شرحِ سود مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں بالترتیب اوسطاً 16 بی پی ایس، 36 بی پی ایس اور 52 بی پی ایس زائد رہی۔ اس کی بنیادی وجہ چھ سے بارہ مہینوں کے عرصے میں شرحِ سود بڑھنے کی نسبتاً طاقتور توقعات تھیں۔

اسی طرح معینہ شرح کے پی آئی بیز کے لیے پیش کشیں بھی گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے میں دگنی سے زائد ہوگئیں۔ اگرچہ شرکت نسبتاً زائد تھی تاہم مارکیٹ میں بتدریج بلند ہوتی ہوئی یافت کی طلب تھی۔ نتیجتاً وسط سے طویل مدت کی یافت میں اضافہ ہوا جو خطِ یافت میں بالائی حرکت پر منتج ہوا (**شکل 3.4**)۔ حکومت نے 182.4 ارب روپے مالیت کے معینہ کوپن والے پی آئی بیز جاری کیے جبکہ ہدف

شکل 3.4: ثانوی بازار کی بڑھتی ہوئی یافت

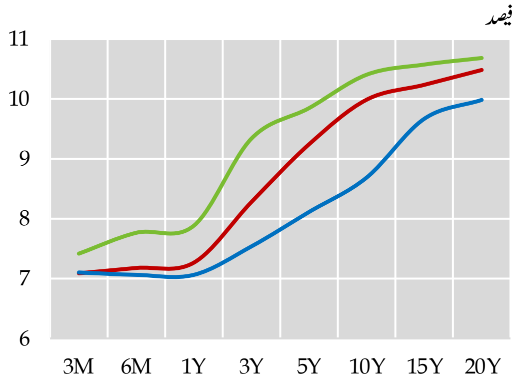

Source: Financial Markets Association of Pakistan

350.0 ارب روپے تھا۔ اس کے برعکس، مارکیٹ رواں شرح والے پی آئی بیز میں سرمایہ لگانے میں متذبذب رہی جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ مالی سال 21ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی کے دوران بالترتیب 1970.4 ارب روپے اور 622.7 ارب روپے کی پیش کشوں کے مقابلے میں تیسری سہ ماہی میں صرف 112.2 ارب روپے کی پیش کش آئی۔

جہاں تک شریعت سے ہم آہنگ وثیقہ جات کے اجرا کا سوال ہے تو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ان کی صرف ایک نیلامی ہوئی۔ متغیرہ شرحِ اجارہ (rental rate) والے صکوک کا ہدف 35.0 ارب روپے تھا جبکہ حکومت نے 66.6 ارب روپے کے جاری کیے۔ دوسری طرف معینہ شرحِ اجارہ والے صکوک کا ہدف 15.0 ارب روپے تھا جبکہ حکومت نے 8.3 ارب روپے کے یہ صکوک جاری کیے۔ اہم بات یہ ہے کہ حکومت اپریل 2020ء سے باقاعدگی سے صکوک کی نیلامی کر رہی تھی۔ اس سے حکومت کو نہ صرف اپنا واجب الادا قرضہ متنوع بنانے میں مدد ملی بلکہ روایتی وثیقہ جات کے مقابلے میں پست شرحوں پر قرضے اکٹھا کرنے کا ایک راستہ بھی اسے ملا۔

بین البینک سیالیت:

بین البینک سیالیت کی صورتِ حال سخت ہوگئی کیونکہ جدولی بینکوں سے سرکاری قرض گیری میں اضافہ جاری رہا۔ دریں اثنا، کمرشل بینکوں میں امانتیں جمع ہونے کی رفتار سست تھی چنانچہ وہ سیالیت کی بلند اضافی ضروریات کو صرف جزوی طور پر پورا

کرنے کے قابل ہو سکے۔ چنانچہ زری پالیسی کی ہموار طریقے سے ترسیل کو یقینی بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بازارِ زر کے سودوں کا اپنا ادخال (injection) بڑھا کر اوسط سطح 1158.0 ارب روپے تک کر دیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 896.6 ارب روپے اور گذشتہ سہ ماہی میں 822.8 ارب روپے تھا (**شکل 3.5**)۔ اس کے علاوہ پالیسی نرخ سے شبینہ نرخوں کا مطلق انحراف اوسطاً 23 بی پی ایس رہا جبکہ گذشتہ سال یہ 14 بی پی ایس رہا تھا جس سے قرض گاری کے شبینہ نرخوں میں زیادہ تغیر پذیری کی عکاسی ہوتی ہے۔

شکل 3.5: بین البینک سیالیت کے کلیدی اظہاریے

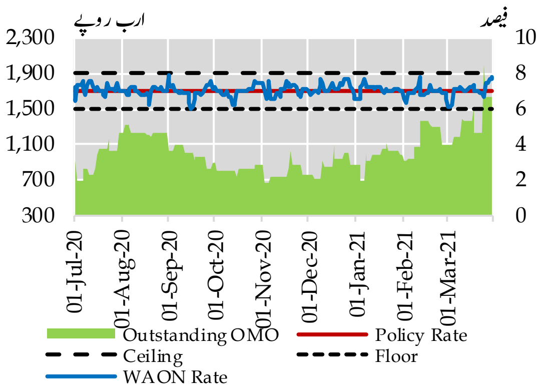

Source: State Bank of Pakistan

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

نجی شعبے کے قرضے کی ابتدائی نوماہ کی صورتِ حال حوصلہ افزا ہے۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران قرضے کا حصول بڑھ کر 280.0 ارب روپے ہو گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 187.3 ارب روپے تھا۔ تاہم اگر صرف تیسری سہ ماہی پر نظر ڈالی جائے تو نجی شعبے کا قرضہ اوسط پر آگیا، کیونکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 75.4 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا تھا جو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں کم ہو کر صرف 60.5 ارب روپے رہ گیا (**شکل 3.6**)۔

شکل 3.6: قرضے کا بہاؤ بلحاظ سہ ماہی

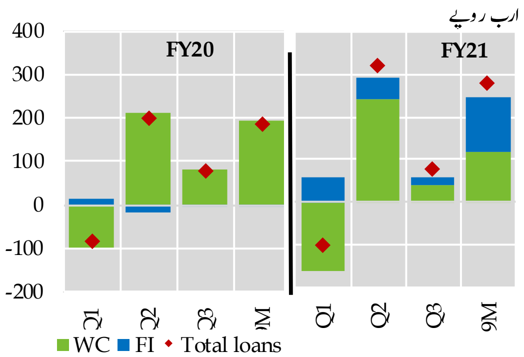

Source: State Bank of Pakistan

بعض اہم شعبوں مثلاً چاول، کھاد اور صاف شدہ پیٹرولیم نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بھاری رقوم واپس کیں جبکہ ان شعبوں نے گذشتہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں بھاری قرضے لیے تھے (**جدول 3.3**)۔ اگرچہ چاول کی پراسیسنگ فرموں کی طرف سے موسمی ادائیگی بھی کی گئی تاہم قرضوں کی بیشتر واپسی کی وجہ بنیادی طور پر اشیا سازی کے کاروباری اداروں میں سیالیت کی بہتر صورتِ حال تھی۔ یہ امر ٹیکسٹائل میں بلند برآمدی آمدنی سے (خصوصاً بلند قدرِ اضافی کی ٹیکسٹائل برآمدات) اور کھاد اور صاف شدہ پیٹرولیم کے شعبوں میں بہتر نفع یابی سے ہم آہنگ ہے۔[11] و[12] اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے سیلز ٹیکس کی رقوم کی بھاری واپسی نے ان کاروباری اداروں کو مزید سیالیت مہیا کی چنانچہ انہوں نے اپنے قلیل مدتی قرضے واپس کر دیے۔[13]

ملکی طلب میں مسلسل بہتری کے نتیجے میں مجموعی کاروباری اعتماد بھی سہ ماہی کے دوران بہتر ہوا۔ اس کے علاوہ ٹی ای آر ایف نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی

---

[11] صاف شدہ پیٹرولیم کے شعبے میں قلیل مدتی قرضے کی واپسی میں سے تقریباً نصف حصہ صفِ اول کی دو آئل مارکیٹنگ کمپنیوں کا تھا جنہوں نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران خالص منافع کمایا، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں انہیں خالص خسارہ ہوا تھا۔

[12] پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا کے مطابق مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران روپے کے لحاظ سے بُنے ہوئے کپڑوں کی برآمدات میں 33 فیصد، بستر کی چادروں میں 19 فیصد اور تولیے میں 18 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔

[13] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سیلز ٹیکس کے 57.0 ارب روپے واپس کیے گئے جو گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 32.9 ارب روپے تھے۔

جدول 3.3: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضے (سہ 3)

ارب روپے

	مجموعی قرضے*		جاری سرمایہ**		معینہ سرمایہ کاری	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
نجی کاروباری ادارے	**75.4**	**60.5**	**79.8**	**42.2**	**-4.4**	**16.2**
اشیاسازی	115.0	80.1	111.1	55.4	3.9	23.0
چینی	95.0	119.0	94.3	117.1	0.6	1.6
نباتی و حیوانی تیل و چربی	-5.2	22.0	-6.0	22.1	0.8	-0.1
لوہا اور فولاد	-9.9	12.2	-5.7	9.8	-4.1	2.3
بنیادی دوائی مصنوعات	-5.2	1.2	-5.0	2.5	-0.3	-1.2
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	-4.2	-1.3	-3.2	-1.1	-1.1	-0.2
موٹر گاڑیاں	-19.2	-0.8	-19.2	-4.2	0.1	3.4
سیمنٹ، چونا اور پلاسٹر	10.4	-10.9	13.7	-11.0	-3.4	0.1
ٹیکسٹائل	79.1	2.5	69.2	-16.3	9.9	17.5
صاف شدہ پیٹرولیم	3.6	-16.7	5.1	-16.5	-1.5	-0.2
کھاد	-18.2	-23.1	-12.7	-17.2	-5.5	-5.9
چاول کی پراسیسنگ	-7.5	-20.5	-7.2	-20.4	-0.3	-0.1
بجلی کی پیداوار، ترسیل و تقسیم	26.4	16.0	19.8	19.3	6.5	-3.0
کان کنی و کوہ کنی	6.8	5.0	5.5	3.7	1.3	1.3
تعمیرات	-3.2	-6.8	-0.6	1.0	-2.7	-3.2
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری	-5.0	-0.4	-2.8	0.8	-2.2	-1.1
رئیل اسٹیٹ سرگرمیاں	-2.5	2.0	-1.7	0.6	-0.9	0.4
زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	-20.0	-9.9	-12.7	-7.2	-7.3	-2.7
ٹیلی مواصلات	-4.9	-5.4	-3.3	-7.6	-1.6	2.2
تھوک اور خوردہ تجارت	-6.6	-16.3	-8.9	-17.5	2.3	1.3

* سہ 3 م س 21ء میں مجموعی قرضوں میں 2.2 ارب روپے کے تعمیراتی قرضے شامل ہیں، کیونکہ نجی کاروباری اداروں میں بین الشعبہ جاتی ردوبدل کی بنا پر جون 2020ء سے قرضوں کے ڈیٹا پر نظر ثانی کی گئی ہے (دیکھیے آئی ایچ اینڈ ایس ایم ای ایف ڈی سرکلر لیٹر نمبر 28 برائے 2020ء)، ** جاری سرمائے کے قرضے میں تجارتی مالکاری شامل ہے۔

بینک دولت پاکستان

کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا استعمال بڑھا کر 16.2 ارب روپے تک پہنچا دیا جبکہ گذشتہ سال 4.4 ارب روپے کے قرضوں کی خالص واپسی کی گئی تھی۔

چاول اور کھاد کے قرضوں کی خالص واپسی سے جاری سرمائے کے قرضے جامد ہوگئے

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران چاول کی پراسیسنگ کے شعبے نے قرضے کی موسمی ادائیگی انجام دی جس کی مالیت 20.4 ارب روپے تھی۔ ان میں اکثر قرضے گذشتہ سہ ماہی میں کٹائی کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر لیے گئے

تھے[14]۔ یہ شعبہ اپنی بلند بر آمدی آمدنی کی بنا پر اپنے قلیل مدتی قرضے واپس کرنے کے قابل ہوا۔[15]

جہاں تک کھاد کا تعلق ہے تو وہاں اس سال سیالیت کی صورتِ حال نسبتاً بہتر رہی کیونکہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس شعبے کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں بحال ہوئی۔ اس سلسلے میں سہ ماہی کے دوران یوریا کے مستحکم استعمال نے کھاد کی فروخت بڑھانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس اطمینان کے ساتھ اس شعبے نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں 17.2 ارب روپے واپس کیے جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 12.7 ارب روپے واپس کیے تھے۔

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران صاف شدہ پیٹرولیم کے شعبے نے 16.5 ارب روپے کے قلیل مدتی قرضے واپس کیے جبکہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 5.1 ارب روپے لیے گئے تھے، جب کووڈ سے منسلک لاک ڈاؤن کی بنا پر ملکی طلب میں کمی آنے سے تیل کی بڑی مارکیٹنگ کمپنیوں کی سیالیت کی صورتِ حال متاثر تھی۔ تاہم اِس بار پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی طلب بحال ہونے سے یہ کمپنیاں اپنے جاری سرمائے کے قرضے واپس کرنے کے قابل تھیں۔ یہ امر اس لیے بھی حقیقت سے ہم آہنگ ہے کہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ان بڑی کمپنیوں کی نفع یابی بڑھی جبکہ وہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں خسارے میں تھیں۔

ٹیکسٹائل فرموں نے جاری سرمائے کے اپنے قرضے سیالیت کی بہتر صورتِ حال کی بنا پر مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران لوٹا دیے کیونکہ سہ ماہی کے دوران اس شعبے کی بلند قدرِ اضافی والی بر آمدات میں مقدار اور روپے دونوں لحاظ سے سال بسال اضافہ دیکھا گیا(**باب 5**)۔ قرضوں کی یہ واپسی خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت کے باوجود عمل میں آئی، کیونکہ (ٹیکسٹائل کے اہم خام مال) کپاس کی قیمتیں زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران 25.1 فیصد بڑھ گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں وہ 3.9 فیصد بڑھی تھیں۔ مزید بر آں، سیلز ٹیکس کی زائد واپسی نے بھی اس شعبے کی سیالیت کی صورتِ حال میں مدد دی۔

اس کے برعکس مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شکر کے شعبے نے 117.1 ارب روپے کے جاری سرمائے کے قرضے لیے جو گذشتہ سال 94.3 ارب روپے رہے تھے۔ اس شعبے کو قرض لینے کی ضرورت یوں پڑی کہ ایک تو گنّے کے نرخ نسبتاً بلند تھے، دوسرے زیرِ جائزہ عرصے میں گنّے کی پیداوار زیادہ ہوئی تھی۔ اسی طرح، نباتی اور حیوانی تیل اور چربی کے شعبے نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 22.1 ارب روپے کے قلیل مدتی قرضے لیے جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں انہوں نے 6.0 ارب روپے کے قرضوں کی خالص ادائیگی کی تھی۔ اِس سال قرضہ بڑھنے کی بنیادی وجہ عالمی منڈی میں پام آئل کی بلند قیمتیں ہیں، جسے بنیادی طور پر خوردنی تیل کے کاروباری اداروں کی طرف سے درآمد کیا جاتا ہے (**سیکشن 3.4-مہنگائی**)۔

معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں ٹیکسٹائل شعبہ حاوی رہا

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے تحت 16.2 ارب روپے کے قرضے لیے گئے جبکہ گذشتہ سال 4.4 ارب روپے کی خالص ادائیگی کی گئی تھی۔ ان کاروباری اداروں نے اسٹیٹ بینک کی رعایتی نوماکاری اسکیموں خصوصاً ٹی ای آر ایف کا فائدہ اٹھایا۔ کاروباری اداروں نے اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ لیا جو اس امر سے ظاہر ہے کہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 43.3 ارب روپے کے قرضے لیے گئے جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں 24.0 ارب روپے کے لیے گئے تھے (**شکل 3.7**)۔

معینہ سرمایہ کاری قرضوں کے معاملے میں اشیاساز اور غیر اشیاساز دونوں زمروں میں مجموعی طور پر ٹیکسٹائل کا شعبہ حاوی رہا۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل نے 17.5 ارب روپے قرضہ لیا جو گذشتہ سال اسی عرصے میں 9.9 ارب روپے رہا تھا۔ اسٹیٹ بینک کی نوماکاری رعایتی اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اس شعبے نے طویل مدتی قرضے بھی لیے جس کا بنیادی مقصد

---

[14] عام طور پر تیسری سہ ماہی چاول کی پراسیسنگ کے شعبے کے لیے قرضے کی موسمی واپسی کا عرصہ ہوتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس شعبے کی طرف سے خالص واپسی گذشتہ سال کے 7.2 ارب روپے کے علاوہ مالی سال 19ء اور مالی سال 18ء کی بھی اسی مدت کے بالترتیب 1.6 ارب روپے اور 7.7 ارب روپے کے مقابلے میں زائد ہے۔

[15] روپوں میں دیکھا جائے تو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران چاول کی بر آمدات 8.1 فیصد بڑھیں جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 6.0 فیصد کم ہوئی تھیں۔

جدول 3.4: صارفی مالکاری

بہاؤ؛ ارب روپے میں

	سہ 3		جولائی تا مارچ	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
مجموعہ	**1.5**	**47.1**	**15.5**	**131.8**
کار	3.3	28.3	3.2	73.6
ذاتی قرضے	2.5	10.9	14.4	37.2
مکان کی تعمیر	-2.3	7.4	-5.6	13.8
کریڈٹ کارڈ	-2.5	1.5	2.4	10.0
پائیدار صارفی مصنوعات	0.5	-0.9	1.1	-2.7

بینک دولت پاکستان

ٹیکسٹائل مشینری درآمد کرنا تھا۔ یہ بات زیرِ جائزہ عرصے میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد میں سال بسال نمو سے واضح ہوتی ہے۔[16]

ٹیکسٹائل کے علاوہ گاڑیوں کے شعبے نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 3.4 ارب روپے کے معینہ سرمایہ کاری قرضے لیے جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں محض 0.1 ارب روپے لیے تھے۔ اس شعبے نے بنیادی طور پر توازن کاری، جدت طرازی اور مرمت (بی ایم آر) کے لیے ٹی ای آر ایف سے استفادہ کیا۔

صارفی مالکاری کی رفتار بڑھ گئی

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران صارفی مالکاری میں 47.1 ارب روپے اضافہ ہوا جو گذشتہ سال صرف 1.5 ارب روپے ہوا تھا (**جدول 3.4**)۔ اگرچہ بحیثیت مجموعی قرضے رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی سے اضافے کی طرف مائل ہیں، تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران گاڑیوں کے شعبے میں زبردست اضافہ بینکوں کے صارفی جزدان میں حاوی رہا ہے (**شکل 3.8**)۔

شکل 3.7: ایل ٹی ایف ایف اور ٹی ای آر ایف کے تحت مجموعی تقسیم

ارب روپے

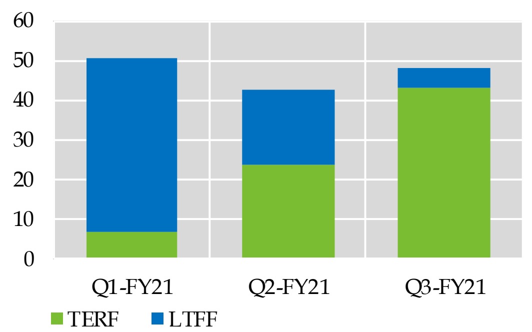

Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کے قرضوں میں نمو کے بنیادی اسباب یہ ہیں: (i) پست شرحِ سود، (ii) کاروں کے بڑھتے ہوئے نرخ جن سے صارفین کی نقد خریداری کی استعداد متاثر ہوئی ہے، اور (iii) گاڑیوں کی مارکیٹ میں نئے پیداکاروں (entrants) کی آمد، جس سے صارفین کے لیے نئے آپشن کھلے ہیں۔ یہ بات زیرِ جائزہ عرصے کے دوران گاڑیوں کے اسمبلرز کی فروخت بڑھنے سے بھی واضح ہوتی ہے۔ خاص طور پر ایک ہزار سی سی سے کم گاڑیوں اور جیپوں کے زمرے میں بلند طلب پائی جاتی ہے۔[17]

شکل 3.8: صارفی مالکاری (سہ ماہی بہاؤ)

بہاؤ؛ ارب روپے میں

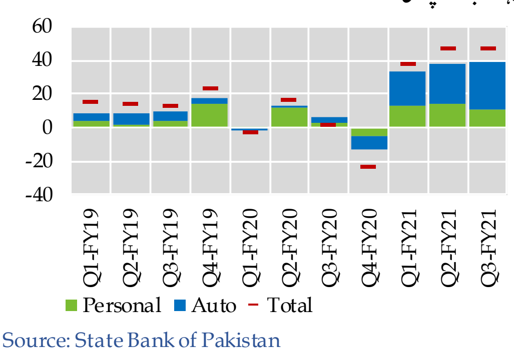

Source: State Bank of Pakistan

[16] پاکستان دفترِ شماریات کے مطابق مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد 26.1 فیصد بڑھی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 4.9 فیصد بڑھی تھی۔

[17] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایک ہزار سی سی سے کم والی کاروں کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت دگنی سے زائد، اور جیپوں کی فروخت تقریباً تین گنا بڑھ گئی (ماخذ: پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن)۔

اسی طرح مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ذاتی قرضوں کی رفتار میں بھی اضافہ ہوا۔ اس اضافے کی وجہ پست شرحِ سود کے حالات کے ساتھ ساتھ کووڈ کی وبا، اور معیشت میں مہنگائی کے دباؤ کا اثر بھی ہو سکتا ہے، جس نے صارفین، خصوصاً پست آمدن طبقے کی حقیقی آمدنی کو متاثر کیا۔[18]

زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران کاروں کے لیے اور ذاتی قرضوں کے علاوہ مکاناتی مالکاری کے تحت قرضوں کی رفتار بھی بڑھی۔ اس سلسلے میں بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کے اُن اقدامات نے مہمیز کا کام کیا جو ملک میں مکانات اور تعمیرات کے فروغ کے لیے کیے گئے۔ خاص بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک نے بینکوں کو لازمی اہداف مختص کیے ہیں تاکہ ان کے نجی شعبے کے قرضوں میں مکاناتی و تعمیراتی مالکاری جزدان کو آخر دسمبر 2021ء تک بڑھا کر کم از کم 5 فیصد تک لایا جائے۔ اب تک (آخر مارچ 2021ء تک) مجموعی اہداف پورے کیے گئے ہیں، جیسا کہ بینکوں کے مکاناتی مالکاری جزدان میں متواتر اضافے سے ظاہر ہوتا ہے۔[19]

3.4 مہنگائی

مہنگائی کا دباؤ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بدستور کم ہوتا رہا۔ ملکی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 7.8 فیصد پر رہی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 12.4 فیصد، اور گذشتہ سہ ماہی میں 8.4 فیصد تھی۔ مجموعی کمی سے قطع نظر، ملکی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت سہ ماہی کے دوران متغیر رہی کیونکہ پست اور بلند دونوں طرح کی مہنگائی کے اعداد و شمار درج کیے گئے (**شکل 3.9**)۔ درحقیقت، فروری تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اوسط مہنگائی 8.9 فیصد تھی جو گذشتہ سہ ماہی سے زائد ہے۔

ملکی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت جنوری 2021ء میں گر کر 5.7 فیصد ہو گئی جو جنوری 2019ء سے اب تک ایک ماہ میں پست ترین سطح ہے۔ اس سطح سے غذائی گروپ میں تیزی سے کمی (**شکل 3.10**) اور اساسی اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔ خاص طور پر تلف پذیر غذائی گروپ میں مہنگائی ٹماٹر، آلو اور پیاز جیسی ضروری

شکل 3.9: ملکی صارف اشاریہ قیمت

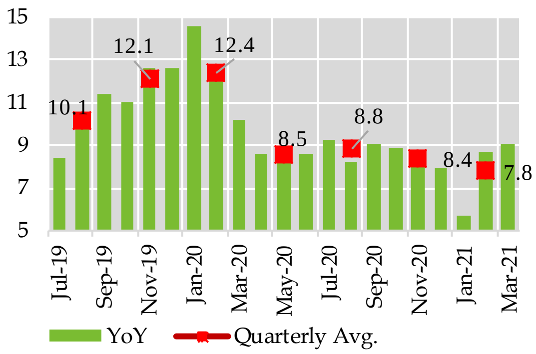

Source: Pakistan Bureau of Statistics

سبزیوں کی بہتر دستیابی کی بنا پر کم ہوئی جس سے طلب و رسد کا فرق دور کرنے میں مدد ملی اور اس کے نتیجے میں قیمتیں کم ہوئیں۔ اس کے علاوہ پولٹری گروپ میں بھی

شکل 3.10: ص اق سال بسال مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

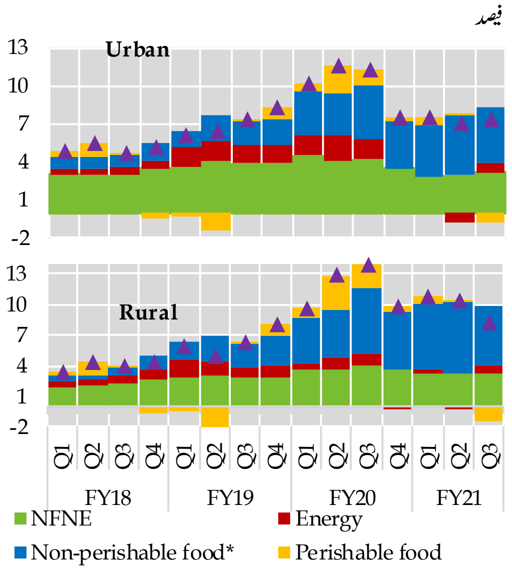

*Inclusive of alcohol beverages and readymade food

[18] شہروں میں پست معاوضوں کا جو اوسط اشاریہ مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 9.5 تھا وہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں گر کر 5.9 ہو گیا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

[19] مکاناتی و تعمیراتی شعبے کو قرضوں کا واجب الادا حجم مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 149 ارب روپے تھا جو مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں بڑھ کر 202 ارب روپے ہو گیا (ماخذ: اسٹیٹ بینک پریس ریلیز، بتاریخ 27 اپریل 2021ء ERD/M&PRD/PR/01/2021-43)۔

شکل 3.11: مہنگائی کی توقعات کا سروے

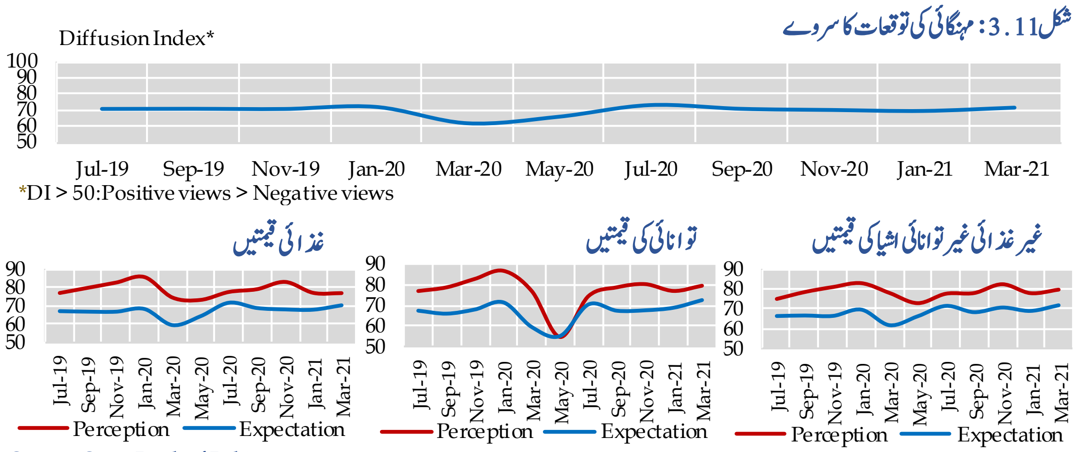

Source: State Bank of Pakistan

رسد درست ہونے کی بنا پر مہنگائی کم ہوئی جبکہ گزشتہ مہینوں کے دوران طلب و رسد میں فرق اور فیڈ کے نرخ بڑھنے کی بنا پر قیمتوں میں خاصا اضافہ ہوا تھا۔

تاہم اگلے مہینوں میں مہنگائی بڑھ گئی۔ خصوصاً مارچ 2021ء میں مہنگائی ان اسباب سے بڑھی: (i) بنیادی نرخ، سہ ماہی ایڈ جسٹمنٹ اور ایندھن کے نرخوں کی ایڈ جسٹمنٹ کی بنا پر بجلی کے نرخوں میں اضافہ، (ii) شکر اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافہ، (iii) سوتی کپڑے اور تیار ملبوسات کے گروپ میں بلند مہنگائی، جس کا سبب خام مال کی قیمتوں میں اضافہ تھا اور اس اضافے کی وجہ یہ تھی کہ مالی سال 21ء کے شروع ہی سے کپاس کی ملکی اور عالمی قیمتیں مسلسل روبہ عروج رہیں، (iv) مقامی تیار کنندگان کی جانب سے جوتوں کی قیمتوں میں اضافہ، کیونکہ بعض اقسام کے نرخ گزشتہ سال سے جوں کے توں تھے، اور (v) کووڈ کی تیسری لہر کے دوران ریستورانوں اور شادی ہالوں کی سرگرمیاں غیر یقینی ہونے کی بنا پر رسد متاثر ہونے سے اور خام مال کی قیمتیں بڑھنے کے سبب پولٹری کی مہنگائی میں مزید اضافہ۔ نیز، تھوک اشاریہ قیمت میں مارچ 2021ء کے دوران 13 ماہ کی بلند ترین مہنگائی درج کی گئی جس سے لاگت بڑھنے سے مہنگائی کے دباؤ کی عکاسی ہوتی ہے۔

آخراً، مہنگائی کا ملفوف دباؤ، جسے غیر غذائی غیر توانائی اشاریے سے ناپا جاتا ہے، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کی طرح اس سہ ماہی کے دوران بھی بڑی حد تک مستحکم رہا۔ تاہم بعض اشیا کی قیمتوں میں (فروری اور مارچ 2021ء کے دوران اضافے کے باعث مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں شہری غیر غذائی غیر توانائی اشاریے میں معمولی اضافہ ہوا۔

سروے مہنگائی کی خاصی مستحکم توقعات دکھاتے ہیں

آئی بی اے-ایس بی پی اعتمادِ صارف سروے سے مہنگائی کی توقعات کے جو اشاریے ناپے جاتے ہیں ان سے سہ ماہی کے دوران ملی جلی تصویر سامنے آئی (**شکل 3.11**)۔ بحیثیتِ مجموعی اگلے چھ ماہ کے لیے مہنگائی کی توقعات نومبر 2020ء کی لہر کے مقابلے میں جنوری 2021ء کے سروے میں کم ہو گئیں جس کا سبب غذائی گروپ اور غیر غذائی غیر توانائی گروپ تھا۔ تاہم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں تقریباً استحکام دیکھنے کے بعد مارچ 2021ء میں تینوں زمرے (غذائی، توانائی، غیر غذائی غیر توانائی) اشاریے میں اضافے کا سبب بنے جن کا بنیادی سبب بجلی کے نرخوں میں اضافہ تھا۔

غذائی گروپ پر مہنگائی کا دباؤ کم ہوگیا

غذائی مہنگائی گزشتہ مسلسل چھ سہ ماہیوں میں دوہندسی مہنگائی درج کرنے کے بعد نمایاں طور پر کم ہوگئی۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ کم ہو کر شہری اور دیہی علاقوں کے لیے بالترتیب 9.7 فیصد اور 9.1 فیصد رہ گئی، جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ 15.8 فیصد اور 19.6 فیصد رہا تھا۔ غیر تلف پذیر اشیا اور تلف پذیر اشیا دونوں زمروں میں مہنگائی کم ہوئی تاہم تلف پذیر اشیا کی قیمت کی تقلیل نے بحیثیتِ مجموعی غذائی گروپ میں مہنگائی کے دباؤ کو کم کیا (**شکل 3.12**)۔

شکل 3.12: مہنگائی کا نقشہ حرارت–شہری (سال بسال)*

	مارچ20ء	اپریل20ء	مئی20ء	جون20ء	جولائی20ء	اگست20ء	ستمبر20ء	اکتوبر20ء	نومبر20ء	دسمبر20ء	جنوری20ء	فروری20ء	مارچ20ء
غذا اور مشروبات	13.7	10.7	10.9	13.8	16.9	11.9	13.3	14.9	13.7	13.1	6.7	10.5	11.9
گندم	19.3	16.8	11.7	22.1	28.5	44.3	42.1	52.2	36.6	24.2	19.2	23.8	35.2
گندم کا آٹا	13.5	14.8	13.0	24.5	18.5	23.4	20.2	24.7	13.3	13.4	7.2	13.5	18.9
چکن	4.2	-28.8	4.9	18.5	36.7	-38.3	-23.6	18.2	46.8	67.4	1.8	36.3	40.7
خوردنی تیل	26.7	22.2	20.7	20.2	17.3	11.4	11.1	11.4	10.1	10.6	13.7	15.4	15.2
آلو	107.5	92.3	96.9	72.0	63.0	62.4	67.2	53.1	56.1	38.3	-4.6	-4.6	-5.8
پیاز	92.2	40.7	-21.2	-35.6	-19.6	-33.0	-30.8	-8.3	-6.6	-24.4	-30.4	-29.7	-49.2
ٹماٹر	-71.1	-55.4	-39.5	-22.9	100.2	-0.7	51.9	66.9	-22.6	-11.2	-32.2	-29.5	-3.8
شکر	30.9	27.8	20.1	14.7	17.0	28.0	25.4	33.0	35.8	15.3	25.9	17.2	23.5
لباس اور جوتے	9.9	9.5	9.5	10.1	9.4	8.0	8.0	8.0	9.1	8.8	8.5	12.3	11.5
سوتی کپڑے	11.8	10.3	9.7	11.6	10.9	9.9	8.9	8.8	12.5	12.5	12.6	14.7	15.8
جوتے	11.5	11.5	11.4	11.4	11.4	6.3	6.3	6.4	6.1	6.2	7.3	23.0	16.2
مکان، پانی، بجلی	5.1	5.1	6.5	5.6	3.6	5.4	5.5	2.3	2.2	2.8	2.9	10.0	8.2
برقی اخراجات	-13.9	-5.9	1.4	-3.5	-0.2	11.4	11.8	-7.8	-9.9	-6.0	-4.4	43.1	31.5
ٹرانسپورٹ	12.2	4.1	-6.5	-9.5	-4.8	-3.7	-1.6	-1.7	-4.5	-3.6	-2.8	-0.8	3.2
موٹر ایندھن	16.3	0.4	-19.5	-28.0	-9.8	-10.3	-7.1	-7.1	-9.5	-8.8	-6.6	-5.3	1.0
تیار شدہ غذا	8.2	7.7	7.4	8.0	7.0	8.8	8.7	9.4	9.7	10.6	10.8	9.5	10.1
دیہی مہنگائی–سال بسال													
غذا اور مشروبات	15.8	12.8	13.7	15.5	18.7	14.0	16.4	18.4	16.7	13.5	6.6	8.9	11.2
گندم	24.3	21.9	13.9	20.7	30.4	41.1	45.1	51.1	37.9	28.1	24.4	23.1	32.5
گندم کا آٹا	18.0	18.1	14.9	23.2	21.6	26.2	26.7	29.4	19.6	15.8	13.7	16.6	20.8
چکن	-2.4	-28.5	4.9	13.7	35.7	-27.0	-19.4	15.6	41.0	63.2	2.3	27.3	50.1
خوردنی تیل	29.6	26.8	24.6	23.5	17.6	14.0	13.5	14.1	15.2	15.8	15.5	18.9	20.5
آلو	120.7	103.5	126.6	100.6	88.1	65.1	71.3	61.0	78.5	47.0	-7.9	-10.1	-6.3
پیاز	100.9	38.9	-13.7	-36.3	-20.9	-38.7	-36.2	-2.6	-8.8	-27.6	-32.6	-30.2	-50.5
ٹماٹر	-72.9	-56.3	-45.5	-27.1	129.3	11.9	57.1	104.0	-23.0	-12.9	-36.2	-34.3	-3.0
شکر	31.4	24.5	19.3	14.0	16.6	25.5	25.3	33.4	42.5	12.8	23.5	15.1	22.7
لباس اور جوتے	12.3	11.0	11.4	12.2	11.5	10.6	10.5	10.1	9.9	10.6	10.7	10.1	9.7
سوتی کپڑے	16.5	14.8	15.1	18.1	17.3	15.3	14.8	13.6	11.7	11.3	12.5	11.7	11.8
جوتے	10.8	9.8	10.9	10.6	9.4	8.8	8.8	9.4	9.1	11.6	9.5	8.6	6.0
مکان، پانی، بجلی	4.6	5.2	6.0	4.9	5.5	7.2	7.4	3.7	3.6	4.9	4.5	12.2	10.1
برقی اخراجات	-13.9	-5.9	1.4	-3.5	-0.2	11.4	11.8	-7.8	-9.9	-6.0	-4.4	43.1	31.5
ٹرانسپورٹ	10.2	2.3	-9.0	-11.5	-3.8	-3.0	-1.4	-1.1	-3.5	-3.3	-2.2	-1.2	2.4
موٹر ایندھن	15.7	-0.9	-21.5	-30.1	-10.0	-10.5	-7.2	-7.2	-9.9	-9.2	-6.8	-5.4	1.4
تیار شدہ غذا	11.5	11.0	12.1	12.4	12.0	11.6	13.1	14.0	14.1	14.6	14.4	12.5	11.9

* ہلکے شیڈ سال بسال بنیاد پر پست (اور منفی) مہنگائی کو ظاہر کرتے ہیں اور گہرے شیڈ بلند مہنگائی کو۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل 3.13: گندم کی قیمتیں

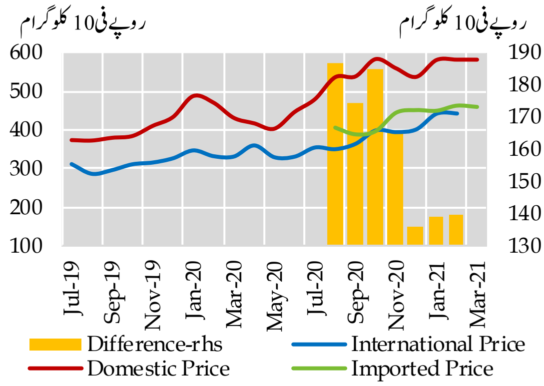

Source: World Bank, PBS

غیر تلف پذیر اشیا میں مہنگائی کم ہوگئی

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں گندم کی قیمت میں سال بسال بنیاد پر دوہندسی اضافے کا سلسلہ سترہویں مہینے بھی جاری رہا جو 11.7 فیصد سے 52.2 فیصد کی حد میں تھا، اگرچہ کہ یہ اضافہ نسبتاً معمولی سی سست رفتار سے ہوا۔[20] مہنگائی کی رفتار میں کمی اس لیے آئی کہ طلب ورسد کا فرق کم ہوا کیونکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران تقریباً 3.6 ملین میٹرک ٹن گندم درآمد کی گئی۔ تاہم مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں درآمدات کی رفتار اس لیے کم ہوئی کہ گندم کی بین الاقوامی قیمتیں بڑھنے لگی تھیں، خاص طور پر جنوری 2021ء میں، دوسرے یہ کہ گندم کی خاصی مقدار ملک میں دستیاب تھی (**شکل 3.13**)۔ اسی طرح، شکر مجموعی غذائی مہنگائی بڑھانے میں اہم حصہ دار رہی تاہم اس کی مہنگائی سال بسال اور سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیاد پر کم ہوئی کیونکہ جولائی 2020ء سے شکر کی درآمد شروع ہوئی جو تقریباً 279000 میٹرک ٹن تک پہنچ گئی چنانچہ نومبر 2020ء سے شکر کے نرخ کم ہونے لگے۔

دالوں کی مہنگائی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نمایاں طور پر کم ہوئی حالانکہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران دالوں کی درآمدی مقدار کم رہی تھی اور درآمدی اکائی قیمت میں سال بسال 15.6 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ دالوں کی ملکی پیداوار (ماش اور مونگ) بہتر ہوئی جس نے اس گروپ میں مہنگائی کا دباؤ کم کرنے میں مدد دی۔[21]

شکل 3.14: خوردنی تیل

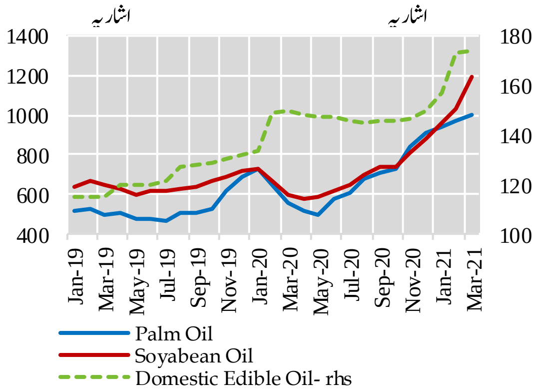

Source: IMF, PBS

دوسری طرف، بعض غذائی اشیا کی مہنگائی میں زیر جائزہ عرصے کے دوران اضافہ دیکھا گیا۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں غذائی مہنگائی بڑھانے میں جن اشیا نے سب سے زیادہ حصہ ڈالا ان میں مثال کے طور پر مسالہ جات بھی شامل ہیں۔ تفصیلی اعداد وشمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پسی سرخ مرچ کے نرخوں نے مجموعی اشاریے پر اثر ڈالا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران طلب ورسد کا فرق دور کرنے کے لیے 162.5 ہزار کلو گرام پسی مرچ درآمد کی گئی جبکہ گذشتہ سال یہ مقدار صرف 0.4 ہزار کلو گرام رہی تھی۔ وزارت ملکی غذائی تحفظ اور تحقیق (ایم این ایف ایس آر) کے حالیہ تخمینوں کے مطابق گذشتہ سال کی نسبت مالی سال 21ء میں مرچ کی فصل کے زیر کاشت رقبے اور پیداوار دونوں میں خاصی کمی واقع ہوئی۔[22]

---

[20] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران گندم کی قیمت شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں سال بسال تقریباً 26 فیصد بڑھی جو اہم غذائی اشیا میں چھ ماہ کے دوران اضافے میں سرفہرست ہے۔

[21] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران دالوں کی درآمد گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 1.9 فیصد کم ہوئی جس کی بنیادی وجہ زیر جائزہ سہ ماہی میں دالوں کی درآمد میں 22.9 فیصد کمی تھی کیونکہ ملکی پیداوار بہتر ہوئی تھی۔ تاہم مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں دالوں کی درآمد گذشتہ سال کی نسبت 13.0 فیصد بڑھی۔

[22] مرچوں کا زیرِ کاشت رقبہ 24.8 فیصد کم ہوا جبکہ مجموعی پیداوار 26.7 فیصد کم ہوئی۔

شکل 3.15: تلف پذیر اشیا کی درآمد

ہزار کلو گرام

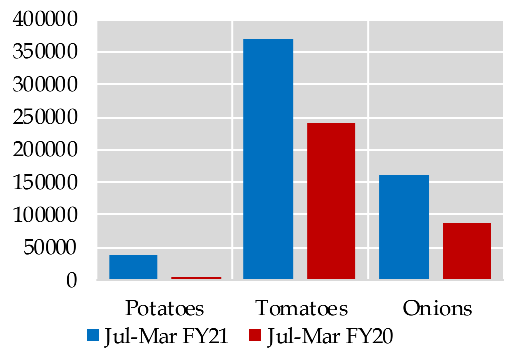

Source: Pakistan Bureau of Statistics

خوردنی تیل کی قیمت میں جو مسلسل اضافہ مالی سال 21ء کے آغاز سے دیکھا جا رہا تھا وہ پام اور سویابین تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کی بنا پر مزید مستحکم ہوا۔ خوردنی تیل کی مہنگائی دراصل پام آئل اور سویابین کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کا نتیجہ تھی کیونکہ اس بنا پر ان اشیا کی درآمدی لاگت خاصی بڑھ گئی۔ پام آئل کی بین الاقوامی قیمتیں جون 2020ء ہی سے مائل بہ عروج ہیں جس کی وجہ بڑے برآمدی ملکوں میں ذخائر کی سطح کا کم ہونا ہے (**شکل 3.14**)۔ بڑھتی ہوئی لاگت کے تناظر میں اقتصادی رابطہ کمیٹی نے آخر فروری 2021ء تک یوٹیلٹی اسٹورز کارپوریشن پر ستے گھی کی قیمت میں 25 روپے فی کلو گرام اضافے کی منظوری دی۔

غذائی گروپ میں مہنگائی میں بحیثیتِ مجموعی سست روی کے برعکس تیار شدہ غذائی اشیا کی مہنگائی میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں دوہندسی اضافہ ہوا۔ خوردنی تیل، گندم اور پولٹری کے نرخوں میں اضافے کا اثر تیار شدہ غذائی اشیا کی قیمتوں پر پڑا جس نے دورِ ثانی کے اثرات بڑھا دیے۔

تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتیں کم ہوئیں

تلف پذیر غذائی اشاریے میں 16.8 فیصد کی آئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 32.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مثال کے طور پر ٹماٹر کی رسد بہتر رہنے سے اس کی

شکل 3.16: غیر غذائی غیر توانائی نمو

فیصد، سال بسال

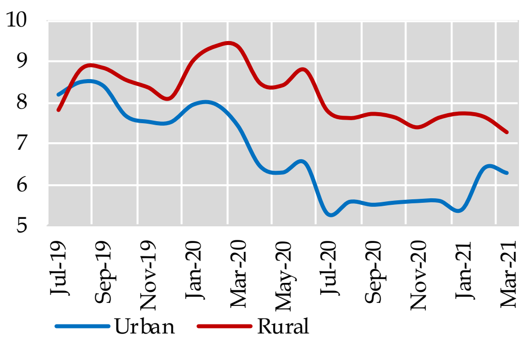

Source: Pakistan Bureau of Statistics

قیمتیں زیر جائزہ عرصے کے دوران مستحکم رہیں۔ ٹماٹر کی ملکی پیداوار ہموار رہی[23] جبکہ کافی مقدار میں برآمد بھی ہوا چنانچہ قیمتیں مستحکم رہیں جبکہ گذشتہ سال فصل دیر سے کاٹے جانے، درآمدات میں رکاوٹیں حائل رہنے اور قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے مجموعی طریقہ کار میں نقائص کی بنا پر قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔[24]

اسی طرح، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران پیاز اور آلو کے نرخ مستحکم رہے۔ ایک تو ملکی پیداوار کافی ہوئی، دوسرے درآمد بھی کی گئی چنانچہ زیر جائزہ عرصے کے دوران مارکیٹ میں ان سبزیوں کی افراط رہی اور سال بسال بنیاد پر ان کی قیمتیں کم ہوئیں (**شکل 3.15**)۔[25]

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بڑی حد تک مستحکم رہی

شہری علاقوں کی قوزی مہنگائی سال بسال جولائی 2020ء سے جنوری 2021ء تک مسلسل 5.3 فیصد سے 5.6 فیصد تک کی حد میں رہنے کے بعد فروری 2021ء میں اچانک 100 بیسس پوائنٹس بڑھ کر 6.4 فیصد ہوگئی جبکہ جنوری 2021ء میں یہ 5.4 فیصد تھی (**شکل 3.16**)۔ دوسری طرف، دیہی علاقوں میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی مسلسل جولائی 2020ء سے فروری 2021ء تک سال بسال 7.4 فیصد سے 7.8 فیصد تک کی حد میں رہنے کے بعد مارچ 2021ء میں کم ہو کر 7.3 فیصد پر

[23] مالی سال 21ء کے دوران ٹماٹر کی ملکی پیداوار میں 12.8 فیصد نمو ہوئی۔

[24] گذشتہ سال کی پیش رفت کی تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ مالی سال 20ء

[25] مالی سال 21ء کے دوران آلو کی ملکی پیداوار میں 2.8 فیصد نمو ہوئی۔

چلی گئی۔[26] وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو قوزی مہنگائی مستحکم رہی ہے بلکہ درحقیقت مارچ 2021ء میں یہ دیہی علاقوں میں کم ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں (شہری اور دیہی دونوں زمروں میں) استحکام کے ممکنہ اسباب یہ ہیں: (i) معیشت میں فاضل گنجائش کی موجودگی، (ii) شرحِ مبادلہ کا مستحکم ماحول، اور (iii) ایندھن کی سال بسال بنیاد پر پست قیمتیں۔ تاہم چند اشیا شہری باسکٹ میں غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی بڑھانے کا سبب بنیں۔

شہری غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں خدمات کے اشاریے میں مسلسل کمی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بھی جاری رہی تاہم اشیا کے اشاریے میں مہنگائی بڑھی کیونکہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران کپڑوں اور جوتوں کے گروپ میں اضافہ دیکھا گیا۔ ٹیکسٹائلز میں اہم صنعتی خام مال کپاس کی قیمتیں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران مسلسل بڑھتی رہیں کیونکہ اس کی پست ملکی پیداوار کی بنا پر طلب اور رسد کا فرق مسلسل بڑھتا رہا۔ سوتی دھاگے کی قیمتوں میں اضافے کی بنا پر سوتی

شکل 3.17: غیر غذائی غیر توانائی کے غیر تبدیل شدہ اجزا

مہینوں کی تعداد

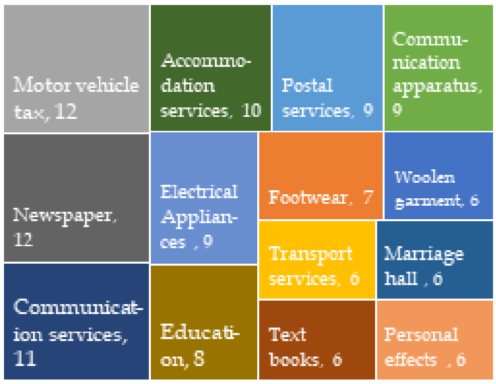

Source: Pakistan Bureau of Statistics

کپڑے، تیار ملبوسات اور ہوزری مصنوعات میں مہنگائی کا طاقتور دباؤ دیکھا گیا۔ نیز، جوتوں کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا کیونکہ ان مصنوعات کے دو بڑے اداروں نے مردوں، عورتوں اور بچوں تینوں زمروں کے جوتوں اور چپلوں کی قیمتیں گذشتہ کئی سال سے برقرار رکھنے کے بعد حال میں بڑھادیں۔

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران دیہی غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کے معاملے میں خدمات اور اشیا دونوں اشاریوں میں کمی آئی تاہم موخر الذکر کے اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ چند اجزا کی قیمتیں جو وبا کی ابتدا میں حکومتی ریلیف اور کمزور طلب کی بنا پر تیزی سے گری تھیں انہوں نے مہنگائی کو بدستور پست سطح پر رکھا ہوا ہے۔ ان کی مثالیں تعلیمی فیس، فرنیچر کے نرخ، اور ہوٹل میں قیام کے اخراجات کے علاوہ ٹرانسپورٹ کے اخراجات ہیں۔ اس کے علاوہ تعمیراتی خام مال (سیمنٹ، اینٹوں، بجری اور ریت) کے گروپ کی قیمتوں میں کمی ہوئی جس کی اہم وجہ اینٹوں کی قیمتوں میں کمی ہے۔ ذاتی استعمال کی اشیا میں قیمتوں میں کمی کا تعلق سونے کی قیمتوں میں کمی کے ساتھ ہے جو عالمی رجحانات سے منسلک ہیں کیونکہ سونے کی طلب کمزور اور اس کی درآمدی لاگت پست ہے۔

مستحکم مہنگائی کے تناظر میں، لاک ڈاؤن کے بعد کے حالات کا تجزیہ کیا جائے تو مارچ 2020ء کے بعد گذشتہ 12 ماہ میں سے کم از کم 6 ماہ کے دوران غیر غذائی غیر توانائی اشیا میں سے تقریباً 30 فیصد کی قیمتیں تقریباً جوں کی توں ہیں (صفر سے 0.05 فرق) (**شکل 3.17**)۔[27] برقرار اشاریے ان اشیا کی کمزور طلب کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ عالمی منڈی میں دھاتوں اور ایندھن کی گرتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ ساتھ اس ٹیکس ریلیف کو بھی ظاہر کرتے ہیں جو حکومت نے مالی سال 20ء کے بجٹ میں دیا، مثلاً موٹر وہیکل ٹیکس وغیرہ۔

[26] جب سے جدا جدا اشاریوں کی طباعت ہو رہی ہے دیہی غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی اپنے شہری مقابل کو پیچھے چھوڑ چکی ہے۔ تاہم جنوری 2020ء کے بعد یہ فرق نمایاں طور پر بڑھ گیا۔ اس عرصے کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہی علاقوں میں مکان کا کرایہ، تعمیراتی خام مال اور اجرتوں کی شرح، پانی کی فراہمی، گھریلو فرنیچر اور متفرق اشیا اور خدمات کی مہنگائی شہری علاقوں کی نسبت نمایاں طور پر بلند رہی۔ شہری اور دیہی علاقوں کی قوزی مہنگائی میں فرق کی ایک اہم وجہ صَرف کی مختلف باسکٹ ہیں (دیہی غیر غذائی غیر توانائی باسکٹ میں تقریباً 137 اشیا ہیں جبکہ شہری غیر غذائی غیر توانائی باسکٹ 236 اشیا پر مشتمل ہے۔ دونوں زمروں میں مشترک اشیا کی تعداد صرف 124 ہے۔ اس دیہی باسکٹ کی تقریباً 13 اشیا وہ ہیں جو شہری باسکٹ میں شامل نہیں)، جبکہ وزن میں بھی فرق ہے۔

[27] دورانِ سال بعض اشیا کے اشاریے میں عموماً کم تبدیلی آتی ہے جیسے موٹر وہیکل ٹیکس، ڈاک خدمات اور اخبارات وغیرہ۔ تاہم دیگر اشیا جیسے ذاتی اثرات، برقی آلات اور ٹرانسپورٹ خدمات دورانِ سال بار بار تبدیل ہوتی ہیں۔

توانائی کی مہنگائی دوبارہ پلٹ آئی

مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں توانائی کی مہنگائی شہری اور دیہی دونوں زمروں میں پست سطح پر رہی۔ تاہم مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران یہ رجحان بدل گیا اور مہنگائی گذشتہ دو مسلسل سہ ماہیوں میں تقلیل کے اندراج کے بعد پلٹ آئی۔ تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ توانائی کے اشاریے میں بڑے اضافے کا تعلق بجلی کے نرخ بڑھائے جانے سے ہے۔ جبکہ موٹر ایندھن اور مائع ہائڈروکاربنز کے اشاریوں نے بدستور قیمتوں میں کمی ظاہر کی ہے اور گیس کا اشاریہ جوں کا توں رہا ہے۔

بجلی کے معاملے میں نمایاں سال بسال اضافہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران دیکھنے میں آیا جب حکام نے توانائی کے شعبے میں گردشی قرضے اکٹھا ہونے کو محدود رکھنے کے لیے بعض اہم پالیسی اقدامات نافذ کرنے کی کوششیں بڑھا دیں۔ وہ اقدامات یہ تھے: (i) نیپرا کی طرف سے تمام صارفین (بشمول 50 یونٹ ماہانہ تک استعمال کرنے والے سب سے چھوٹے صارفین[28]) کے لیے تقسیمی کمپنیوں (ڈسکوز) کے بنیادی نرخ میں اضافہ (ii) مالی سال 20ء کی دوسری سہ ماہی اور تیسری سہ ماہی کا دسمبر 2020ء کا اعلامیہ اور چوتھی سہ ماہی کا فروری 2021ء کا اعلامیہ جن میں نرخوں میں سہ ماہی ردوبدل (کیو ٹی اے) کیا گیا۔ نیز، ایندھن کے اخراجات میں ماہانہ ردوبدل نے بھی مہنگائی بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا (**شکل 3.18**)۔

شکل 3.18: ایندھن کے چارجز میں ردوبدل

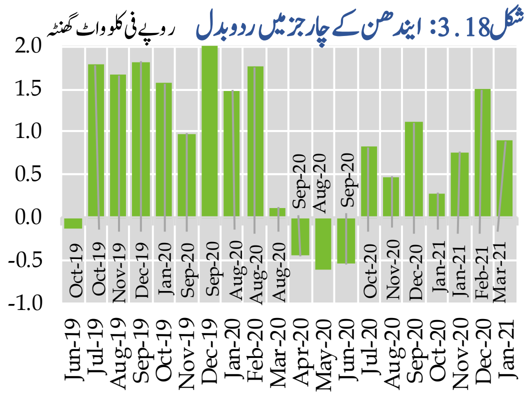

Note: x-axis indicate months for which fuel charge adjustment was charged

Source: NEPRA

ادھر، ایندھن کی ملکی قیمتیں عالمی قیمتوں میں اضافے کی پیروی میں زیر جائزہ سہ ماہی کے دوران بڑھ گئیں۔[29] تاہم کووڈ کی وبا سے منسلک عالمی طلب کی سست روی کی بنا پر ایندھن کی قیمتوں میں جو کمی آئی تھی وہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی سال بسال بنیاد پر مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر اپنا اثر ڈالتی رہی۔ چنانچہ شعبہ توانائی کے مسائل کے حل کے لیے بجلی کے نظر ثانی شدہ نرخوں نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں توانائی کی مجموعی مہنگائی بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

[28] بنیادی نرخ میں 1.95 روپے فی کلوواٹ گھنٹہ اضافہ کیا گیا۔

[29] تیل کی عالمی قیمتوں میں حالیہ اضافے سے (ویکسین کی آمد کے ساتھ) عالمی نمو کے بہتر امکانات کی عکاسی ہوتی ہے جس سے تیل میں مرتکز سرگرمیوں کی طلب بڑھ سکتی ہے۔ تیل کی قیمتوں میں اضافے کا سبب عالمی سرگرمیوں کی بحالی کے علاوہ یہ بھی ہے کہ اوپیک کے بعض ممالک نے تیل کی پیداوار کم کردی ہے۔

4 مالیاتی شعبہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران مالیاتی اظہاریوں میں بہتری آئی ۔ اس عرصے میں بنیادی زرِ فاضل م س 21ء کے دوران مطلق زمروں میں مجموعی ہدف سے بلند رہا، جو جی ڈی پی کے لحاظ سے 17 سال کی بلند ترین سطح ہے، جبکہ مالیاتی خسارہ گذشتہ برس کی نسبت پست رہا ۔ یہ بہتری غیر سودی مصارف میں کمی اور اس کے ساتھ ساتھ ٹیکس وصولی میں نمایاں اضافہ دونوں کے سبب آئی، غیر ترجیحی مصارف میں کمی سے بھی سماجی تحفظ کے اقدامات کی گنجائش بڑھ گئی ۔ تاہم سودی ادائیگیوں کے مسلسل دباؤ نے دیگر اخراجات بشمول ترقیاتی اخراجات کی گنجائش محدود کردی ۔ خسارے کی مالکاری میں کمی سرکاری قرضوں کے مجتمع ہونے کی رفتار دھیمی کرنے پر منتج ہوئی ۔ اس کے ساتھ ساتھ روپے کی قدر میں اضافے نے بھی روپوں میں بیرونی قرضے کم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ۔ قرضے کے ذخیرے میں مجموعی اضافہ ملکی ذرائع سے ہوا، جس میں بڑا حصہ طویل مدتی تمسکات کا ہے ۔

4.1 مالیاتی رجحانات اور پالیسی جائزہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران مالیاتی خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کا 3.5 فیصد رہ گیا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 4.1 فیصد تھا (**شکل 4.1**)۔ حکومت نے ٹیکس کی انتظامی کوششوں میں مضبوطی اور غیر ترجیحی اخراجات میں کمی لا کر دانشمندانہ پالیسی موقف اختیار کیا۔ صوبے بھی مالیاتی یکجائی کے عزم پر کاربند رہے اور جولائی تا مارچ م س 21ء میں جی ڈی پی کا 0.9 فیصد صوبائی زرِ فاضل 0.5 فیصد کے سالانہ ہدف سے تجاوز کر گیا۔[1]

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 1.1 فیصد رہا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.7 فیصد تھا۔ ایف بی آر ٹیکسوں میں 24.6 فیصد کا اضافہ اس بہتری میں معاون ثابت ہوا، جس نے اس سہ ماہی میں اخراجات کی 0.3 فیصد نمو کو زائل کر دیا۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں ایف بی آر ٹیکسوں میں وسیع البنیاد اضافہ معاشی سرگرمیوں میں مسلسل توسیع، ٹیکس انتظامیہ کو بہتر بنانے کے لیے ایف بی آر کی کوششوں اور چند زمروں کی قیمتوں میں اضافے کے اثر کے ساتھ ساتھ گذشتہ برس کورونا وائرس کی عالمی وبا کے آغاز سے منسوب پست اساس کی مرہونِ منت رہا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں غیر سودی اخراجاتِ جاریہ دھیمے ہونے، بشمول سول حکومت اور دفاعی معاملات کے لیے، سے حکومت کو سماجی تحفظ کے اقدامات کے لیے مسلسل اخراجات کا موقع ملا۔ ضمنی گرانٹس اور کفایت شعاری کے ذریعے غیر ترجیحی اخراجات محدود کرنے سے سول حکومت کے اخراجات میں کمی آئی۔

شکل 4.1: جولائی تا مارچ کے دوران مالیاتی اظہاریے

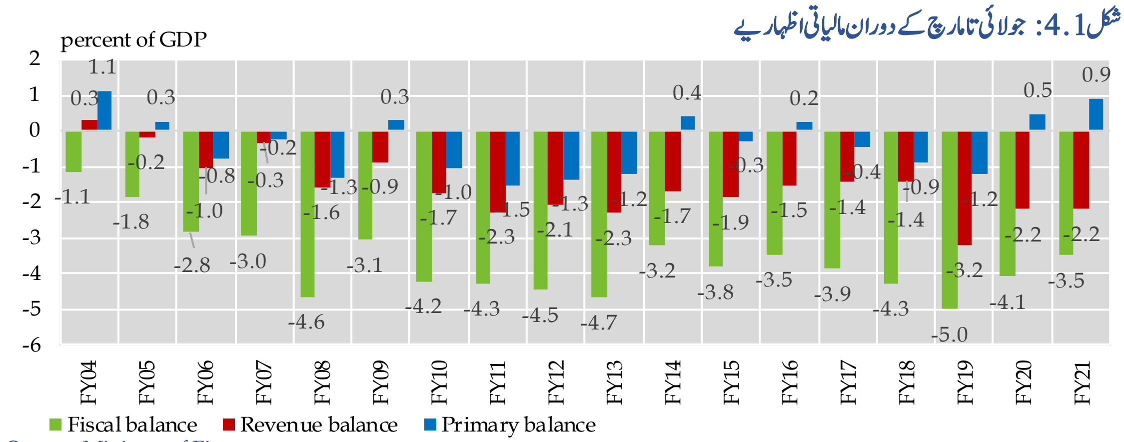

Source: Ministry of Finance

[1] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں صوبائی زرِ فاضل لگ بھگ گذشتہ برس کی سطح (جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں جی ڈی پی کا 0.9 فیصد) پر رہے۔

جدول 4.1 : یکجا مالیاتی اظہاریے

ارب روپے، نمو فیصد میں

			سال بسال نمو		سہ 3	
	جولائی تا مارچ 20ء	جولائی تا مارچ 21ء	جولائی تا مارچ 20ء	جولائی تا مارچ 21ء	م س 20ء	م س 21ء
1۔ مجموعی محصولات (الف+ب)	**4,689.9**	**4,992.6**	**30.9**	**6.5**	**1457.9**	**1641.4**
(الف) ٹیکس محصولات	3,365.5	3,765.0	12.5	11.9	1057.7	1309.1
وفاقی	3,044.3	3,394.9	12.6	11.5	950.9	1184.8
صوبائی	321.2	370.1	11.6	15.2	106.8	124.3
(ب) غیر ٹیکس	1,324.4	1,227.6	123.9	-7.3	400.3	332.3
وفاقی	1,244.8	1,145.4	136.6	-8.0	380.6	297.4
صوبائی	79.6	82.2	21.9	3.2	19.7	34.9
2۔ کل اخراجات (الف+ب+ج)	**6,376.1**	**6,644.6**	**15.8**	**4.2**	**2149.4**	**2155.5**
(الف) موجودہ اخراجات	5,611.6	6,085.4	16.9	8.4	1890.2	2056.1
جس میں: مارک اپ ادائیگیاں	1,879.7	2,103.9	28.8	11.9	598.5	628.7
دفاع	802.4	784.0	3.6	-2.3	272.9	297.4
نان مارک اپ اخراجات	4,496.4	4,540.7	11.1	1.0	1550.9	1526.8
(ب) ترقیاتی اخراجات اور خالص قرض گاری	781.4	722.9	14.2	-7.5	308.1	265.1
(ج) شماریاتی فرق	-16.9	-163.8	--	--	-48.9	-165.7
3۔ مجموعی بجٹ توازن	-1,686.2	-1,652.0	-12.3	-2.0	-691.5	-514.1
جی ڈی پی کا فیصد	*-4.1*	*-3.5*			-1.7	-1.1
4۔ بنیادی توازن	193.5	451.8	-141.8	133.5	-93.0	114.6
جی ڈی پی کا فیصد	*0.5*	*0.9*			-0.2	0.3
5۔ محصول میں توازن	-921.7	-1092.9	-24.1	18.6	-432.2	-414.7
جی ڈی پی کا فیصد	-2.2	-2.4			*-1.0*	-0.9
6۔ مالکاری (الف+ب)	1,686.2	1,652.0	-12.3	-2.0	691.5	514.1
(الف) بیرونی (خالص)	682.4	562.2	30.1	-17.6	168.8	107.7
(ب) ملکی (خالص)	1,003.8	1,089.9	-28.2	8.6	522.7	406.4
نان بینک	402.0	292.1	-34.1	-27.3	-37.4	159.9
بینک	601.8	797.8	-23.6	32.6	560.1	246.5

ماخذ: وزارت خزانہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بنیادی توازن (محاصل اور غیر سودی اخراجات کے درمیان فرق) 452 ارب روپے فاضل درج کیا گیا، جو جی ڈی پی کا 0.9 فیصد ہے، جو 0.5- فیصد کے سالانہ ہدف سے متجاوز ہے بلکہ مالی سال 04ء کے بعد یہ شرح بلند ترین بھی ہے (**جدول 4.1**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجموعی محاصل غیر سودی اخراجات کو برداشت کرنے کے لیے کافی تھے، جس میں جزواً قرضوں پر سودی ادائیگیاں بھی شامل ہیں۔[2]

[2] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں بنیادی توازن بدستور فاضل اور جی ڈی پی کا 0.2 فیصد (مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی میں 0.2 فیصد کے خسارے کی نسبت) رہا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں مالیاتی اور بنیادی توازن میں بہتری کے علاوہ محاصل کا توازن، جو مجموعی محاصل اور اخراجات جاریہ کے درمیان فرق ظاہر کرتا ہے، گذشتہ برس سطح پر ہی رہا، جو ترقیاتی اخراجات کے لیے مالیاتی گنجائش پر دباؤ کا عکاس ہے (**شکل 4.1**)۔[3] اگرچہ غیر سودی اخراجات جاریہ قابو میں رہے، تاہم اس تناسب کو ابتر کرنے میں بنیادی کردار سودی ادائیگیوں میں بڑے اضافے کا ہے۔ علی الخصوص، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں سودی ادائیگیوں میں 11.9 فیصد اضافہ درج کیا گیا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 28.8 فیصد تھا۔ اس کمی کے باوجود ایف بی آر کے ٹیکسوں میں سے قرضوں کی ادائیگی کی شرح گذشتہ برس کے 61.4 فیصد کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 62.0 فیصد تک جا پہنچی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ترقیاتی اخراجات میں 11.1 فیصد کمی آئی، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 14.6 فیصد بڑھے تھے۔ بجٹ کی رکاوٹوں کے ساتھ ساتھ کووڈ کی وجہ سے سرکاری مالی انتظام (پی ایف ایم) کے قواعد 2019ء پر عملدرآمد تعطل شکار ہوا، جس میں ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرنے کا زیادہ بار متعلقہ وزارتوں پر ڈالا گیا ہے، اس وجہ سے بھی ترقیاتی اخراجات میں جزواً کمی آئی۔ سرکاری مالی انتظام کی اصلاحات کے مطلوبہ نتائج ملنے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے، کیونکہ متعلقہ محکمے نئے قواعدِ کار رفتہ رفتہ اپنا رہے ہیں۔ یہ عمل خصوصی مہارتوں کے حامل نئے افراد کی بھرتیوں پر بھی منتج ہو سکتا ہے، تاکہ مختلف ترقیاتی اخراجات کیے جا سکیں۔

شکل 4.2: سرکاری قرضے (جولائی تا مارچ)

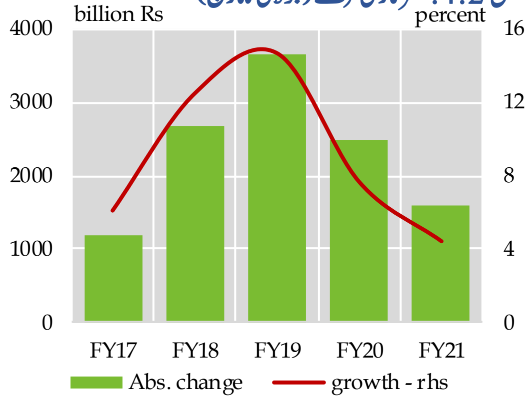

Source: State Bank of Pakistan

مالیاتی خسارے کی مالکاری کا زیادہ جھکاؤ ملکی کمرشل بینکوں کی جانب رہا، جبکہ اس عرصے میں نان بینک اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد سست روی کا شکار ہوئی

جدول 4.2: ایف بی آر کی ٹیکس وصولیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	جولائی تا مارچ		سہ 3		نمو: جولائی تا مارچ		نمو: سہ 3	نمو کا تسلسل: جولائی تا مارچ	نمو کا تسلسل: سہ 3
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء	م س21ء	م س21ء	م س21ء
بلاواسطہ ٹیکس	**1,142**	**1,246**	**362**	**415**	**14.5**	**9.1**	**14.8**	**3.4**	**5.2**
بالواسطہ	**1,917**	**2,149**	**589**	**770**	**12.3**	**12.1**	**30.7**	**7.6**	**19.9**
کسٹم ڈیوٹی	481	541	146	203	-5.2	12.5	39.2	2.0	6.7
سیلز ٹیکس	1,250	1,416	384	498	19.3	13.3	29.8	5.4	12.5
درآمدات	675	791	229	301	15.3	17.1	31.6	3.8	8.0
ملکی	575	625	155	197	24.4	8.7	27.1	1.6	4.5
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	186	192	60	69	22.7	3.2	15.6	0.2	0.9
مجموعی ٹیکس	**3,060**	**3,395**	**951**	**1,185**	**13.2**	**10.9**	**24.6**	**10.9**	**24.6**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

[3] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں محاصل کا توازن تھوڑا سا بہتر ہو کر -0.9 فیصد رہ گیا، جو گذشتہ برس -1.0 فیصد تھا۔

(**جدول 4.1**)۔ مالیاتی اور اخراجاتِ جاریہ کے خسارے پر قابو پانے اور اس کے ساتھ ساتھ روپے کی قدر میں اضافے سے ہونے والے باز قدر پیمائی کے فوائد کی وجہ سے جولائی تا مارچ م س 21ء میں سرکاری قرضوں کے مجتمع ہونے کی رفتار میں کمی آئی (**شکل 4.2**)۔ سرکاری قرضوں میں تمام تر اضافہ ملکی قرضوں کی وجہ سے ہوا، جبکہ بیرونی قرضے میں تھوڑی سی کمی آئی (روپے میں)۔ وسط مدتی قرض حکمت عملی کے تحت انتظامِ قرض کی اصلاحات پر مستقل توجہ دینے کے سبب جولائی تا مارچ م س 21ء میں ملکی قرضوں میں 81.6 فیصد اضافہ طویل مدتی آلات کے باعث ہوا۔

قرضوں کی ادائیگی سے مالیاتی وسائل پر جو دباؤ پڑا، اس کی وجہ سے سرکاری سرمایہ کاری کی سکت کم ہوگئی جو ملک کی معاشی ترقی کے امکانات کے لیے موزوں نہیں ہے۔ اس ضمن میں، ٹیکسوں کی اساس میں توسیع، اخراجات کے محتاط انتظام، سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) میں ساختی اصلاحات، توانائی کے شعبے میں اصلاحات اور زرِ اعانت کے اہداف میں بہتری جیسی جاری اصلاحات کے تسلسل سے وسط مدت میں مالیاتی اکاؤنٹ میں پائیدار بہتری آنے کی توقع ہے۔

اضافے سے اس نمو کی مکمل وضاحت ہوتی ہے، جبکہ اس عرصے میں نان ٹیکس محاصل میں 7.3 فیصد کمی آئی (**شکل 4.3**)۔

شکل 4.3: جولائی تا مارچ کے دوران مجموعی محاصل کی نمو

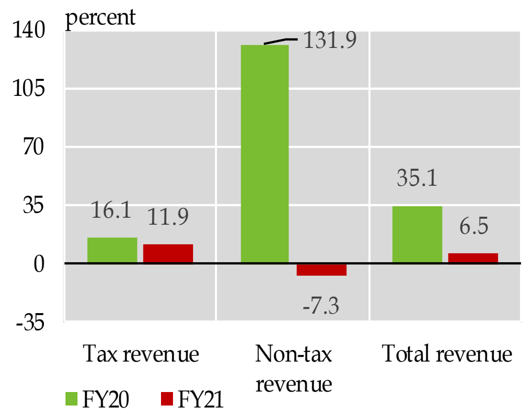

Source: Ministry of Finance

شکل 4.4: ایف بی آر کی ماہانہ ٹیکس وصولی

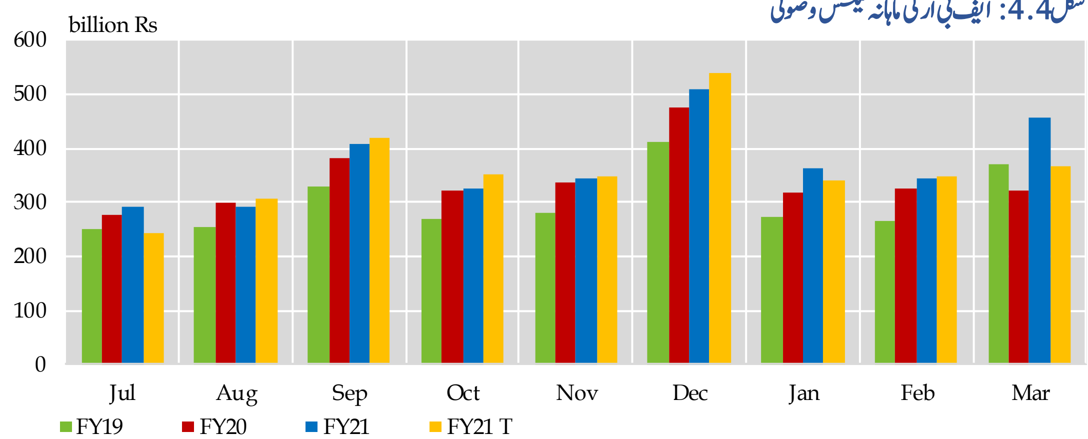

Source: Federal Board of Revenue

4.2 محاصل

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں مجموعی محاصل میں 6.5 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 35.1 فیصد بڑھی تھی۔ ٹیکس محاصل میں 11.9 فیصد

ایف بی آر کی وصولیاں

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں معاشی سرگرمیوں میں بہتری، بلند درآمدات، ایف بی آر ٹیکس کی انتظامی کوششیں، گذشتہ برس کی پست اساس اور چند زمروں میں مہنگائی کے دباؤ کے باعث ٹیکس وصولیوں میں 10.9 فیصد کا معقول اضافہ ہوا، جو

گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 13.1 فیصد تھا(**جدول 4.2**)۔[4,5] یہ امر اہمیت کا حامل ہے کہ ٹیکس وصولیوں میں یہ اضافہ ٹیکس ریفنڈز کی بلند ادائیگیوں اور اس عرصے میں ٹیکس کی شرحوں میں کوئی بڑا اضافہ نہ ہونے کے باوجود ہوا۔[6,7]

شکل 4.5: جولائی تا مارچ م س 21ء میں درآمدی مالیت کی نمو (بلحاظِ شعبہ)

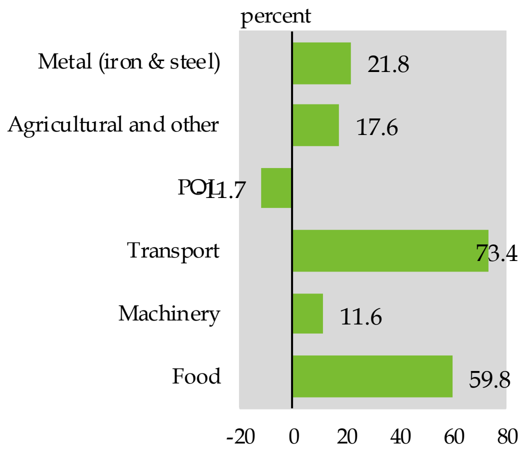

Source: State Bank of Pakistan

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں 26.4 فیصد کا بڑا سال بسال اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس 6.5 فیصد تھا۔ یہ اضافہ مارچ 2020ء کے دوران مارچ کے مہینے میں کورونا وائرس کی وجہ سے لاک ڈاؤن نفاذ کے باعث گذشتہ برس کی پست اساس کے اثرات کا عکاس ہے۔ بالخصوص جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولیوں میں 5.1 فیصد کا اضافہ ہوا۔ تاہم، مارچ 21ء میں 41.9 فیصد سال بسال اضافے سے جولائی تا مارچ م س 21ء کے دوران مجموعی وصولیاں 10.9 فیصد اضافے تک جا پہنچی۔

کورونا وائرس کی تیسری لہر کے پیشِ نظر مارچ 21ء میں ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کا سالانہ ہدف 4.9 ٹریلین روپے سے کم کرکے 4.7 ٹریلین روپے کردیا تھا۔[8] تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں ایف بی آر ٹیکس وصولی نظرثانی شدہ ہدف سے 100 ارب روپے متجاوز ہوگئی (**شکل 4.4**)۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بالواسطہ ٹیکسوں میں وسیع البنیاد اضافہ درج کیا گیا

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ٹیکس وصولیوں میں اضافے کا نصف حصہ درآمدات سے متعلق ٹیکسوں یعنی درآمدات پر جی ایس ٹی اور کسٹم ڈیوٹی پر مشتمل تھا۔ ٹیرف میں کمی کے اقدامات اور تیل کی عالمی قیمت گھٹنے کے باوجود یہ اضافہ ہوا، جو معاشی سرگرمیوں کی بحالی کا عکاس ہے، یہ امر مختلف سرمایہ جاتی اور صارفی اشیا اور خام مال کی بلند درآمدات پر منتج ہوا (**شکل 4.5**)۔ بالخصوص، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء لوہے اور فولاد، گاڑیوں، غذائی اشیا اور مشینری کی وصولیوں میں سال بسال بڑا اضافہ دیکھا گیا، جبکہ درآمدی قیمتیں کم ہونے کی وجہ سے پیٹرولیم مصنوعات کی وصولیاں گھٹ گئی تھیں (**جدول 4.3**)۔[9]

ملک میں فروخت پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی وصولیوں میں بھی مناسب اضافہ ہوا۔ اس میں سب سے نمایاں بجلی سے ہونے والی وصولیاں ہیں، جس سے بجلی کے نرخوں اور فروخت دونوں میں اضافہ ہوا (**جدول 4.4**)۔[10] اسی طرح چینی کی

[4] گذشتہ برس کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں چینی کی قیمتوں میں 23.9 فیصد سال بسال اضافہ ہوا، جبکہ اس عرصے میں بجلی کی قیمتوں میں 7.7 فیصد اضافہ ہوا۔

[5] یہ اعداد و شمار شکل 4.3 میں فراہم کردہ ہندسے سے میل نہیں کھاتا، کیونکہ شکل 4.3 وزارت خزانہ کے فراہم کردہ ٹیکس محاصل کے اعداد و شمار کی عکاس ہے۔

[6] ماسوائے مشروبات کے جن کے لیے م س 21ء میں فیڈریل ایکسائز ڈیوٹی کی شرحیں بڑھادی گئیں۔

[7] جولائی سے مارچ مالی سال 21ء میں ایف بی آر نے 235.5 ارب روپے کے بڑے ریفنڈز جاری کیے، جو گذشتہ برس 130.9 ارب روپے تھے۔ یہ امر کُلی خودکار سیلز ٹیکس ای ریفنڈ (فاسٹر) نامی آئی ٹی ماڈیول، جسے م س 20ء میں متعارف کرایا گیا، متعارف کرائے جانے کے باعث وقوع پذیر ہوا۔ م س 21ء کے شروع میں تکنیکی مسائل حل کرنے کے بعد اس نظام کو مزید بہتر بنایا گیا۔

[8] آئی ایم ایف ملکی رپورٹ (2021ء) ''توسیعی فنڈ سہولت کے تحت توسیع شدہ بندوبست اور رسائی کی تشکیلِ نو کی درخواست کے مطابق دوم، سوم، چہارم، اور پنجم جائزہ رپورٹیں—پریس ریلیز؛ اسٹاف رپورٹ؛ اسٹاف ضمیمہ، اور پاکستان کے لیے متعین ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا بیان''۔

[9] گذشتہ برس کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں خام تیل کی فی بیرل قیمت میں 17.6 فیصد کمی آئی۔

[10] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بجلی کی پیداوار میں 4.8 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.0 فیصد بڑھی تھی۔

جدول 4.3: جولائی تا مارچ درآمدات سے متعلق ٹیکس

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س 20ء	م س 21ء	نمو	نمو کا تسلسل
سیلز ٹیکس	**675.4**	**791.2**	**17.1**	
پیٹرولیم مصنوعات	192.2	175.3	-8.8	-2.5
لوہا اور فولاد	63.4	85.6	35	3.3
گاڑیاں	33.1	53.3	61.2	3
خوردنی تیل	39.2	52.3	33.6	1.9
پلاسٹک	42.8	51.4	20.1	1.3
مشینری	47.2	54.4	15.3	1.1
سیمی کنڈکٹر آلات	39.4	40.6	3.1	0.2
کسٹم ڈیوٹی	**481.5**	**541**	**12.4**	
گاڑیاں	43.6	70.7	62.1	5.6
پیٹرولیم مصنوعات	68.1	63.1	-7.4	-1
لوہا اور فولاد	35.1	42.4	20.7	1.8
مشینری	24.7	30.1	22.1	1.1
خوردنی تیل	23.3	25	7.4	0.4
سیمی کنڈکٹر ڈیوائسز	44.7	46.2	3.4	0.3

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

ملکی قیمتیں بڑھنے سے چینی سے ہونے والی وصولیاں بھی بڑھیں، جبکہ جولائی تا مارچ م س 21ء میں گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں بحالی نے بھی مجموعی وصولیوں میں مثبت کردار ادا کیا۔ مزید برآں، غیر قانونی طور پر درآمد شدہ سگریٹ کے خلاف شدید کریک ڈاؤن کے باعث مقامی مارکیٹوں میں ان برانڈز کی سگریٹ اور مہنگی ہوگئی۔ نتیجتاً، ان مصنوعات کے مقامی متبادل کی صَرف میں اضافہ ہوا، جس سے ملکی سطح پر سگریٹ کی فروخت سے ہونے والی وصولیاں بلند ہوگئیں۔[11]

زیرِ جائزہ مدت کے دوران فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تھوڑا سا اضافہ ہوا، جس میں بڑا حصہ سگریٹ اور مشروبات کا تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، ایف بی آر کی انسدادِ اسمگلنگ مہم کے باعث طلب مقامی برانڈز کی جانب منتقل ہونے سے سگریٹ سے ہونے والی وصولیاں بڑھی تھیں۔

جدول 4.4: مارچ تا جولائی کے دوران سیلز ٹیکس (ملکی)

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س 20ء	م س 21ء	نمو	نمو کا تسلسل
برقی توانائی	78.6	105.7	34.5	4.3
پیٹرولیم مصنوعات	211.8	228.2	7.8	2.6
چینی	26.8	43.8	63.2	2.7
سیمنٹ	16.0	26.5	65.7	1.7
سوتی دھاگہ	24.5	34.1	39.1	1.5
کاریں	3.0	12.1	305.2	1.4
مشروبات	14.3	23.1	61.9	1.4
سگریٹ	13.9	18.2	30.8	0.7
لوہا اور فولاد	6.2	7.8	26.0	0.3
ٹیکسٹائل	9.0	9.8	9.5	0.1
دوسرے	230.8	271.5	17.6	6.4
مجموعی	**634.8**	**780.8**	**23.0**	-
خالص	**578.8**	**624.6**	**7.9**	-

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

ودہولڈنگ ٹیکس اور عندالطلب وصولیوں سے بلاواسطہ ٹیکس بڑھانے میں مدد ملی

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 9.1 فیصد اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 15.0 فیصد تھا۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران اس اضافے میں اس زمرے کی تینوں ذیلی مدات یعنی ودہولڈنگ ٹیکس، رضاکارانہ ادائیگیاں اور عندالطلب وصولیوں سب سے اپنا حصہ ڈالا (**جدول 4.5**)۔

ودہولڈنگ ٹیکس میں بنیادی اضافہ ٹھیکوں کی ذیلی مدات، بینکوں کے سود و تمسکات اور ٹیلی کام خدمات کے باعث ہوا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے، بچت ڈپازٹس بڑھنے،[12] ٹیلی کام خدمات (کووڈ

[11] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اسے سگریٹ کی پیداوار میں 17.8 فیصد اضافے سے دیکھا جاسکتا ہے، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 31.5 فیصد کم ہوئی تھی۔

[12] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بچتوں کے ڈپازٹس میں لگ بھگ 14 فیصد اضافہ ہوا۔

19 کے باعث ورچوئل اجلاسوں اور آن لائن تعلیمی سرگرمیوں وغیرہ) میں اضافہ ہونے سے ودہولڈنگ ٹیکس کی نمو میں مدد ملی۔

جدول 4.5: جولائی تا مارچ کے دوران بلاواسطہ ٹیکس

ارب روپے، نمو فیصد میں

	م س 20ء	م س 21ء	نمو	نمو کا تسلسل
عندالطلب	**41.5**	**64.9**	**56.6**	**2.1**
رضاکارانہ ادائیگیاں	**324.7**	**356.3**	**9.7**	**2.8**
ودہولڈنگ ٹیکس	**827.2**	**876.5**	**6.0**	**4.3**
درآمدات	155.0	157.3	1.5	0.2
تنخواہیں	89.7	105.1	17.2	1.4
منافع منقسمہ	38.5	41.0	6.5	0.2
بینکوں کا سود اور تمسکات	100.8	105.7	4.9	0.4
ٹھیکے	173.9	180.3	3.7	0.6
برآمدات	29.7	30.3	2.1	0.1
نقد رقوم نکلوانا	12.6	11.5	-8.6	-0.1
بجلی کے بل	35.8	36.4	1.8	0.1
ٹیلی فون	41.3	46.9	13.6	0.5
دیگر ودہولڈنگ ٹیکس	150.0	161.9	7.9	1.0
خالص بلاواسطہ ٹیکس	**1,142.3**	**1,246.4**	**9.1**	**9.1**

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

دریں اثنا، گذشتہ برس کی نسبت اس عرصے میں عندالطلب وصولیوں میں خاصا اضافہ ہوا (شکل **4.6**)۔ اس بہتری کو ایف بی آر کی انتظامی کوششوں سے منسوب کیا جاسکتا ہے جن میں: بھاری آمدنی والے کارپوریٹ اور کثیر ملکی اداروں کا ہدفی آڈٹ، اور ممکنہ ٹیکس گذاروں کو بلند طلبی کے نوٹس کا اجرا شامل ہیں۔[13] ایف بی آر نے ٹیکس نظام میں سہولت کے لیے ملتان اور اسلام آباد میں بھی دو دفاتر بڑے ٹیکس گذاروں کی معاونت کے لیے وقف کردیے ہیں۔ مزید برآں، ایف بی آر نے 'معلومات ٹیکس رے' کا آغاز بھی کردیا، جس میں یہ انفرادی شخصیات کے اثاثوں اور تھرڈ پارٹی ذرائع (جیسے بینک) سے ودہولڈنگ کی کٹوتیوں کی معلومات اکٹھا کرتا ہے اور اسے افراد کو فراہم کرتا ہے۔ تھرڈ پارٹی ڈیٹا ذرائع سے ایف بی آر کو بڑی آمدنی والے افراد (اور ڈیمانڈ نوٹس کے اجرا میں) کے واجب الادا ٹیکسوں کو جانچنے میں مدد ملتی ہے۔[14]

شکل 4.6: جولائی تا مارچ پچھلے پانچ برسوں میں عندالطلب وصولیاں

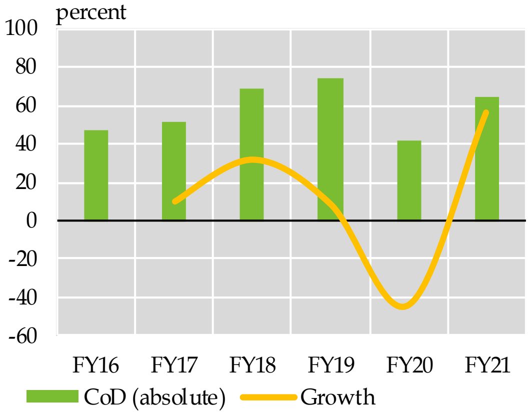

Source: Federal Board of Revenue

اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے کی پست نفع آوری کے باعث وفاقی نان ٹیکس محاصل میں کمی آئی

اسٹیٹ بینک اور پی ٹی اے کی پست نفع آوری کے باعث وفاقی نان ٹیکس محاصل میں گذشتہ برس کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کمی آئی (**جدول 4.6**)۔ درحقیقت زیر جائزہ مدت میں صرف ان دو مدات میں کمی سے مجموعی نان ٹیکس محاصل میں 231.2 ارب روپے کی کمی آئی۔ تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی (پی ڈی ایل) کی وصولیوں میں 170.9 ارب روپے کے اضافے سے اس کے اثرات جزواً زائل ہوگئے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اسٹیٹ بینک کی منافع کی حکومت کو منتقلی میں 21.7 فیصد سال بسال کمی آئی۔ یہ امر بنیادی طور پر پست شرح سود کے اثرات اور

13 ماخذ: Monthly Economic Update & Outlook April 2021
اس لنک پر دستیاب ہے: www.finance.gov.pk/economic/economic_update_april_2021.pdf

14 https://fbr.gov.pk/pr/pakistan-banks-association-and-fbr-agrees-to/152491 (dated: September 24, 2020)

جدول4.6:مارچ تاجولائی کے دوران وفاقی نان ٹیکس ریونیو

ارب روپے، فیصد

			نمو	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
مارک اپ	70.0	53.2	387.3	-24.0
منافع منقسمہ	26.6	19.6	-17.4	-26.3
پی ٹی اے کا نفع	113.2	20.0	599.4	-82.3
اسٹیٹ بینک کا نفع	635.5	497.5	359.8	-21.7
پاسپورٹ فیس	16.3	10.2	0.0	-37.2
تیل اور گیس پر رائلٹیز	65.6	53.3	6.2	-18.7
پیٹرولیم لیوی	198.3	369.2	40.3	86.2
جی آئی ڈی سی	6.2	15.4	-64.7	147.4
این جی ڈی ایس	7.9	17.2	64.7	117.8
دیگر	60.2	55.6	27.5	-7.7
مجموعہ	1,262.7	1,165.6	134.4	-7.7

ماخذ: وزارت خزانہ

اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرضوں میں کمی کا عکاس ہے۔[15] پی ٹی اے کے منافع میں کمی کی وجہ گذشتہ برس جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدید کی یکبارگی ادائیگیوں کے اثرات ہیں۔ یاد رہے کہ گذشتہ برس ٹیلی کام کمپنیوں نے لائسنس کی نصف تجدیدی فیس ادا کی تھی، جبکہ بقیہ رقم قسطوں میں آئندہ پانچ برسوں میں ادا کرنا تھی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اس مد میں پی ٹی اے نے حکومت کو گذشتہ برس کے 113 ارب روپے کی نسبت 20 ارب روپے منتقل کیے۔

گذشتہ برس کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔ گذشتہ برس کی نسبت حکومت نے جولائی تا فروری مالی سال 21ء میں پیٹرول اور ڈیزل پر پی ڈی ایل کی شرح بڑھادی تھی، جو جولائی اور نومبر 2020ء میں 30 روپے فی لیٹر کی تاریخی بلند سطح تک جا پہنچی تھی (**شکل 4.7**)۔ دوسری جانب زیرِ جائزہ مدت کے دوران معاشی بحالی کے باعث پیٹرولیم مصنوعات کے صَرف میں 14.3 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔[16] گذشتہ برس کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بلند شرحوں اور صَرف کے سبب پی ڈی ایل کی وصولیوں میں 86.2 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔ تاہم، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومت نے تیل کی عالمی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے پی ڈی ایل کی شرحیں کم کر دیں، جس کی وجہ سے پی ڈی ایل کی وصولیوں میں سال کی گذشتہ سہ ماہیوں کی نسبت سست روی آگئی۔

شکل4.7: جولائی تا مارچ میں پیٹرول پر پیٹرولیم ڈویلپمنٹ لیوی کی شرحیں

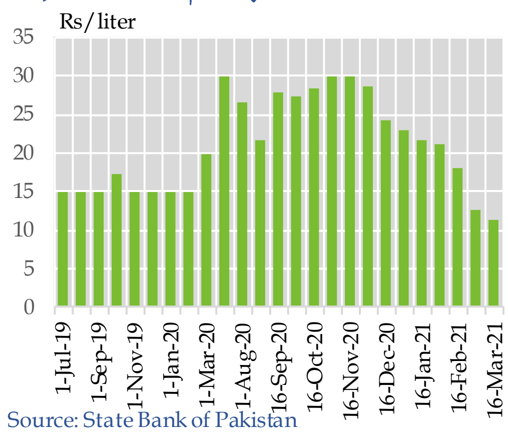

Source: State Bank of Pakistan

4.3 وفاقی اخراجات[17]

جولائی تا مارچ مالی سال 21ءمیں وفاقی مصارف میں 4.9 فیصد نمو ہوئی جو جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 21.0 فیصد تھی۔ اس میں بڑا حصہ ملکی مارک اپ ادائیگیوں اور گرانٹس اور زراعانت کی نمو کا ہے، جس کے توسط سے کووڈ سے متعلق اخراجات اور سماجی مصارف کو احساس پروگرام کے ذریعے پورا کیا گیا۔ تاہم، غیر سودی اخراجات (بشمول کارِ سرکار، پنشن، دفاع اور وفاقی ترقیاتی اخراجات) میں 0.4 فیصد کمی آئی جو گذشتہ برس کے اس عرصے میں 15.8 فیصد بڑھے تھے۔ بالخصوص، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑھنے کے بعد کارِ سرکار کے اخراجات میں گذشتہ دو سہ ماہیوں کے دوران مسلسل سال بسال کمی آئی۔

[15] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کو 0.3 ٹریلین روپے واپس کیے۔

[16] Source: OCAC

[17] اس سیکشن میں ہونے والی بحث کی بنیاد وفاقی اخراجات ہیں، جن میں شماریاتی عدم مطابقت شامل نہیں۔

شکل 4.8: سودی ادائیگیاں بلحاظ تمسک

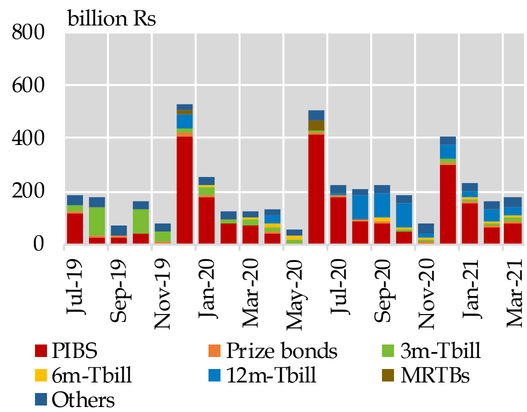

Source: State Bank of Pakistan

شکل 4.9: جولائی تا مارچ میں وفاقی اخراجات جاریہ کے اجزائے ترکیبی

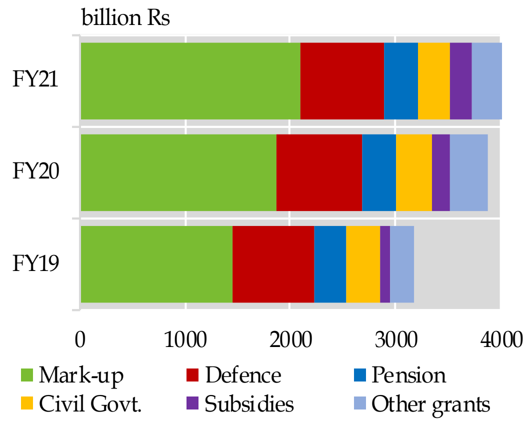

Source: Ministry of Finance

وفاقی اخراجات جاریہ

اخراجات جاریہ میں بڑا اضافہ مارک اپ ادائیگیوں کی وجہ سے ہوا، جو گذشتہ برس کی 28.8 فیصد نمو کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 11.9 فیصد بڑھ گئے۔ یہ کمی اس مدت کے دوران بیرونی مارک اپ ادائیگیوں کے سبب ہوئی۔

ملکی اور بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگیاں

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں ملکی قرضے پر سودی ادائیگیوں میں 17.5 فیصد اضافہ ہوا۔ تفصیلات کے مطابق سودی ادائیگیوں میں سال بسال نمو گذشتہ دو سہ ماہیوں میں کم ہو کر 8.4 فیصد رہ گئی، جو مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں 29.8 فیصد بڑھ گئی تھی۔ م س 21ء کی پہلی سہ ماہی کے اضافے کا بنیادی عامل پی آئی بیز پر کوپن ادائیگیاں تھیں، جس سے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران مجموعی سودی ادائیگیاں بڑھ گئیں (**شکل 4.8**)۔

دوسری جانب سودی ادائیگیاں گذشتہ برس کے اسی عرصے کی نسبت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگیاں 27.4 فیصد کم ہو گئیں۔ اس تنزلی کی بنیادی وجہ ڈی ایس ایس آئی کے تحت قرضے پر ریلیف کی فراہمی ہے۔ اس عرصے میں ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 10.0 فیصد اضافہ اور بیرونی سودی شرحوں (لائبور) میں کمی ہوئی، جس سے رواں قرضوں کے معاہدوں کی موافق نو قیمت بندی ہوئی اور اسے کم کرنے میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔[18]

شکل 4.10: مالیاتی ریلیف پیکیج (مارچ 2021ء تک) کے تحت کووڈ 19 سے متعلقہ اخراجات

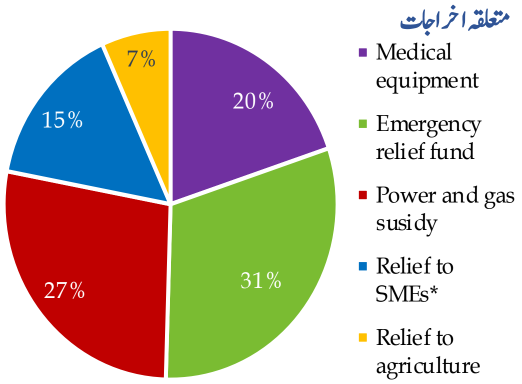

Source: Ministry of Finance

غیرسودی اخراجات جاریہ میں کمی

سول حکومت کے اخراجات، دفاع اور پنشن اخراجات میں کمی نے غیر سودی اخراجات جاریہ کم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا (**شکل 4.9**)۔ غیر ترجیحی

[18] تفصیلات کے لیے باب 5 دیکھیے۔

اخراجات کی تحدید، ضمنی گرانٹس کو محدود کرنے اور کفایت شعاری کے اقدامات کے نفاذ کے ذریعے کارِ سرکار کے اخراجات پر قابو پایا گیا۔[19] اس میں پروٹوکول (سفر سے متعلق، وديگر) میں کمی، پی ایف ایم ایکٹ (2019ء) کے تحت بہتر حسابی روایات پر عملدرآمد، گاڑیوں کی خریداری (جیسے کاریں اور ویگنز وغیرہ) پر پابندی، نئی اسامیوں کی معطلی، اور دیگر آپریشنل اخراجات میں کمی۔[20]

شکل 4.11: وفاقی ترقیاتی منصوبوں (پی ایس ڈی پی) میں سال بسال نمو

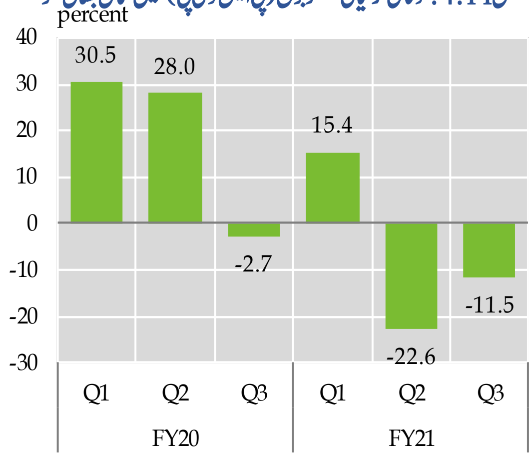

Source: Ministry of Finance

معاشی ریلیف کے پیکیج کا تسلسل

م س 20ء میں حکومت نے عوام کی دادرسی اور کووڈ 19 کے اثرات کم کرنے کی غرض سے 1.2 ٹریلین روپے کی مالیت کے معاشی ریلیف پیکیج کا اعلان کیا۔ اس میں سے 56.5 فیصد رقم گذشتہ سال خرچ کی گئی اور مزید 12.0 فیصد رقم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بروئے کار لائی گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں تقسیم کردہ رقم کے نصف حصے کو کووڈ 19 سے نمٹنے کے ضروریات یعنی طبّی آلات اور وائرس کے ارتکاز کے مقامات (hotspots) پر لاک ڈاؤن کے انتظام اور ہنگامی ریلیف (جیسے ویکسین کی خریداری، اسپتال کی خدمات، آگاہی مہمات وغیرہ) پر صرف کیا گیا۔ بقیہ رقم معیشت کے مختلف شعبوں میں نمو کی بحالی کی خاطر مراعات دینے پر خرچ کی گئی (**شکل 4.10**)۔

سماجی تحفظ کے پروگرام پختہ رہے

حکومت نے کووڈ کی وجہ سے معاشی ابتری کے اثرات کی زد سے غریب خاندانوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اپریل 2020ء میں احساس ایمرجنسی کیش پروگرام شروع کیا۔ اس کے تحت اُن اہل خاندانوں کو فی گھرانہ 12 ہزار روپے کی یکبارگی مالی معاونت فراہم کی گئی، جن کی نشاندہی صوبوں اور ابلاغی مہمات کی مدد سے ہوئی تھی۔ آخر جون 2020ء تک معاشی ریلیف پیکیج کے تحت حکام نے 12.5 ملین گھرانوں میں 133 ارب روپے تقسیم کردیے تھے۔ یہ معاونت آخر ستمبر 2020ء تک جاری رہی جس میں مزید 2.3 ملین اضافی خاندانوں کو شامل کیا گیا۔ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں اس معاونت کو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) کے استفادہ کنندگان تک واپس منتقل کردیا گیا۔[21] تفصیلات کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بی آئی ایس پی کے تحت تقسیم کردہ رقم میں 8.6 ارب روپے کا سال بسال اضافہ ہوا۔ تاہم تمام تر اضافہ (38.3 ارب روپے) مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی میں ہوا، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں تقسیم شدہ رقوم کا حجم 4.5 ارب روپے رہا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 34.2 ارب روپے تھا۔

مزید برآں، حکومت سماجی بہبود میں توسیع کے لیے کوششیں کررہی ہے۔ اس ضمن میں چند اہم کوششیں یہ ہیں: (i) جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں تعلیم اطفال کی غرض سے اعلان کردہ مختلف پروگراموں کے دائرۂ نفوذ اور وظیفے میں اضافہ؛[22] اور

[19] وزارتِ خزانہ (2021ء)۔ ششماہی بجٹ جائزہ رپورٹ، 2021ء۔ اسلام آباد: بجٹ ونگ، وزارتِ خزانہ۔

[20] سرکلر نمبر 7(1) ایکسپ۔ IV/2016-430، بتاریخ 6 اگست، 2020ء، ایکسپنڈیچر ونگ، فنانس ڈویژن۔

[21] آئی ایم ایف ملکی رپورٹ (2021ء) ''توسیعی فنڈ سہولت کے تحت توسیع شدہ بندوبست اور رسائی کی تشکیلِ نو کی درخواست کے مطابق دوم، سوم، چہارم، اور پنجم جائزہ رپورٹیں—پریس ریلیز؛ اسٹاف رپورٹ؛ اسٹاف ضمیمہ، اور پاکستان کے لیے متعین ایگزیکٹو ڈائریکٹر کا بیان''۔

[22] مشروط نقد منتقلی (سی سی ٹی) پروگرام کے تحت اگست 2020ء سے لڑکوں اور لڑکیوں کے وظیفوں کی رقوم دگنی کرکے بالترتیب 1500 روپے اور 2000 روپے کردی گئیں، اور اس کے دائرۂ نفوذ کو ملک کے تمام 154 اضلاع تک توسیع دیدی گئی۔ مزید برآں، احساس قائمہ کمیٹی نے ثانوی تعلیمی وظیفے کے لیے وسیلۂ تعلیم ڈیجیٹل میں توسیع کی منظوری دیدی۔

جدول 4.7: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے، نمو فیصد میں

	جولائی تا مارچ				نمو			
	م س20ء	م س21ء	سہ 3م س20ء	سہ 3م س21ء	جولائی تا مارچ م س20ء	جولائی تا مارچ م س21ء	سہ 3م س20ء	سہ 3م س21ء
الف۔ مجموعی محاصل	2,467.36	2,584.29	783.95	925.99	12.2	4.7	7.92	18.12
الف۔ وفاقی محاصل میں صوبوں کا حصہ	1,931.61	1,985.76	605.79	705.70	8.57	2.80	4.47	16.49
ب۔ وفاقی قرضے اور منتقلیاں	134.91	146.26	51.66	61.09	دستیاب نہیں	8.41	386.02	18.25
ج۔ صوبوں کے اپنے محاصل	400.84	452.27	126.50	159.20	13.55	12.83	-6.97	25.85
ٹیکس	321.22	370.12	106.81	124.27	11.65	15.22	6.88	16.34
نان ٹیکس	79.62	82.15	19.69	34.93	21.92	3.18	-45.38	77.43
ب۔ کل اخراجات (الف+ب+ج)	2,073.25	2,171.58	738.28	768.41	8.74	4.74	4.26	4.08
اخراجات (الف+ب)	2,123.82	2,338.35	764.08	829.70	11.43	10.10	12.08	8.59
الف۔ جاریہ	1,741.80	1,948.39	601.42	667.39	6.86	11.86	4.88	10.97
ب۔ ترقیاتی	382.02	389.96	162.66	162.31	38.41	2.08	50.21	-0.21
ج۔ شماریاتی فرق	-50.57	-166.77	-25.81	-61.29	دستیاب نہیں	229.81	-197.83	137.50
مجموعی توازن (الف-ب)	394.11	412.71	45.67	157.59	35.15	4.72	148.67	245.02
مالکاری	-394.11	-412.71	-45.67	-157.59	35.15	4.72	148.67	245.03

*مالکاری میں منفی علامت کا مطلب زر فاضل ہے۔

ماخذ: وزارت خزانہ

(ii) م س21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملک کے مختلف حصوں میں پناہ گاہوں کا قیام۔[23]

وفاقی ترقیاتی اخراجات

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں وفاقی حکومت کے ترقیاتی اخراجات میں 17.7 فیصد کمی آئی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 9.3 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ درحقیقت، مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں ترقیاتی اخراجات بڑھنے کے بعد گذشتہ دو سہ ماہیوں میں گھٹ گئے (**شکل 4.11**)۔

2019ء کے پی ایف ایم رہنما خطوط کے مطابق سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں (پی ایس ڈی پی) کے اخراجات میں رکاوٹیں ختم کرنے کے لیے رقوم کے اختصاص کی ایک حکمت عملی تشکیل دی گئی تھی۔ جس کے مطابق بجٹ میں مختص پی ایس ڈی پی کی 80.0 فیصد ہدفی رقم ہر سال مارچ تک خرچ ہو جانی چاہیے۔[24] تاہم، مارچ 2021ء تک اس مد میں صرف 54.3 فیصد رقم خرچ کی گئی ہے۔

حکومت کی جانب سے مالیاتی خسارے پر قابو پانے کی کوششیں اس سُست روی کا جزوی سبب ہیں۔ یہ امر م س21ء کے میزانی اختصاص میں وفاقی پی ایس ڈی پی کو 700 ارب روپے سے کم کرکے 650 ارب روپے کر دیے جانے سے بھی عیاں

[23] اکنامک اپ ڈیٹس برائے اپریل 2021ء۔ فنانس ڈویژن۔ حکومتِ پاکستان۔

[24] پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ایس ڈی پی) 20-2019ء کے مختص شدہ فنڈز کے لیے نظر ثانی شدہ حکمتِ عملی، بجٹ ونگ، فنانس ڈویژن۔

شکل 4.12: جولائی تا مارچ م س 21ء میں ٹیکس وصولی اور اخراجات کی نمو میں صوبوں کا حصہ

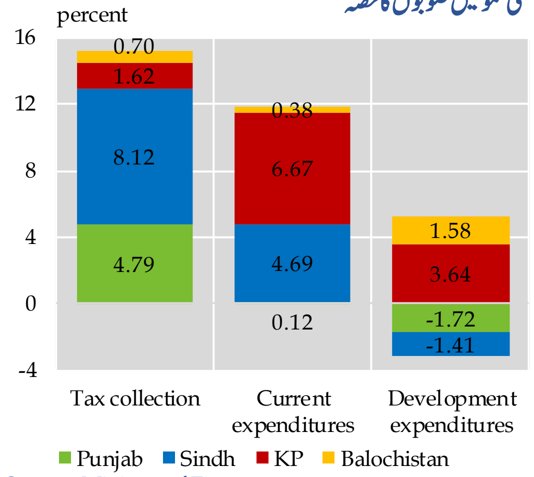

Source: Ministry of Finance

ہے۔ تاہم باضابطہ ذرائع کے مطابق متعدد دیگر عوامل سے بھی اس کی کمی کی وضاحت ہوتی ہے۔

(i) پی ایف ایم قواعد 2019ء کے مطابق نشان زد منصوبوں کی تکمیل کے لیے متعلقہ وزارتوں کی شمولیت لازمی ہے۔ تاہم متعلقہ سرکاری محکمے ان تبدیلیوں کے مطابق خود کو ڈھالنے کے لیے کچھ وقت لے سکتے ہیں کیونکہ مختلف النوع ترقیاتی اخراجات کے لیے مخصوص مہارتوں کے حامل افراد پر مشتمل نئے عملے کی تقرری کی ضرورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اس حوالے سے پاکستان کا تجربہ دیگر ترقی پذیر ممالک سے مختلف نہیں ہے، جنہیں پی ایف ایم قواعد کے اطلاق میں تکنیکی اور غیر تکنیکی دونوں اقسام کے مسائل کا سامنا رہا (حق ات آل، 2012ء)۔[25] جیسا کہ اس متن میں وضاحت دی گئی ہے، مختلف ممالک میں پی ایف ایم اصلاحات کی رفتار کو متعلقہ محکموں کی تکنیکی استعداد کے مساوی ہونا چاہیے، جبکہ پالیسی کوششوں کا مقصد اسٹاف کی استعدادکاری بھی ہونا چاہیے (ویلیام ات آل، 2013ء)۔[26]

(ii) پی ایس ڈی پی میں مجموعی کمی کو کووڈ19 کی وجہ سے مختلف منصوبوں پر عملدرآمد میں تاخیر سے بھی منسوب کیا جا سکتا ہے، جو ملک کے مختلف حصوں میں حسبِ ضرورت اسمارٹ لاک ڈاؤن کے وقتاً فوقتاً نفاذ کی وجہ سے سامنے آئی۔

شکل 4.13: م س 21ء میں ترقیاتی اور اخراجاتِ جاریہ کی نمو

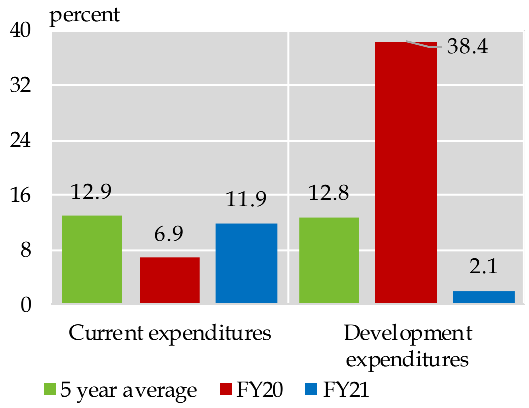

Source: Ministry of Finance

تاہم، سست روی کے شکار منصوبوں کے مقابلے میں تیز رفتاری سے مکمل ہونے والے کچھ منصوبوں جیسے 10 بلین ٹری سونامی، کراچی ٹرانسفارمیشن پلان، قومی کمیشن برائے انسانی ترقی سے متعلقہ منصوبے، ہاؤسنگ، انٹیریر ڈویژن اور آئی سے متعلقہ منصوبوں کو بذریعہ نو اختصاص زیادہ رقوم دی گئیں۔

4.4 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

صوبے مالی استحکام کے لیے پرعزم رہے اور جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 412.7 ارب روپے کا مشترکہ فاضل درج کیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 394.1 ارب روپے درج کیے گئے تھے (**جدول 4.7**)۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے، جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں 0.9 فیصد (گذشتہ 5 سالہ اوسط 0.7 فیصد ہے) جی ڈی پی کے میزانیہ ہدف 0.5 فیصد کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صوبائی مالیاتی فاضل 0.9 فیصد رہا۔

---

[25] ٹی۔ حق، ڈی نائٹ، اور ڈی جے سوریا (2012ء)۔ بحرالکاہل کے چھوٹے ممالک میں سرکاری مالیاتی انتظام (پی ایف ایم) اور استعدادی رکاوٹیں: استعدادی رکاوٹیں اور پی ایف ایم اور پیسفک پالیسی اسٹڈیز۔

[26] بی ویلھیم، پی کراؤس، اور ای ہیگر (2013ء)۔ ترقیاتی ترجیحات کو پی ایف ایم کے زاویے سے منسلک کرنا۔ ورکنگ پیپر 380، اوڈی آئی ریسرچ کے نتائج بحث اور تبصروں کے لیے ابتدائی فارم میں پیش کیا گیا۔

شکل 4.14 : ترقیاتی اور اخراجاتِ جاریہ کی نمو میں صوبوں کا حصہ

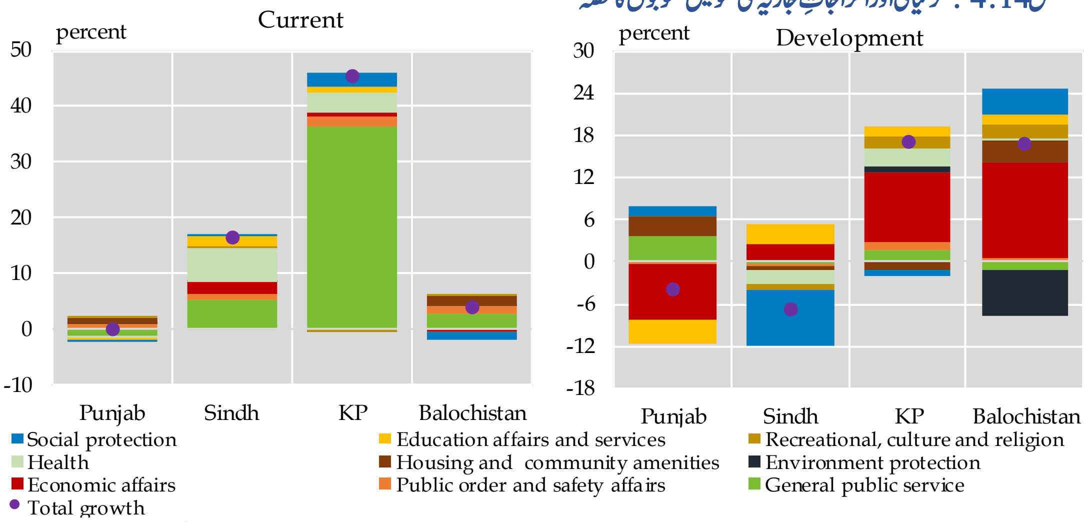

Source: Ministry of Finance

محاصل میں اضافے اور اخراجات میں سست روی دونوں نے اس بہتری میں حصہ لیا۔ کووڈ کی صورت حال کے پیش نظر، ترجیح کا رخ اخراجاتِ جاریہ کی طرف رہا، جس کی نمو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تقریباً دوگنی ہوگئی۔ دوسری طرف، ترقیاتی اخراجات میں اس عرصے کے دوران 2.1 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 38.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران، صوبائی فاضل جی ڈی پی کا 0.3 فیصد ہوگیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں ان میں 0.1 فیصد کا برائے نام اضافہ ہوا تھا۔ محاصل میں 18.1 فیصد سال بسال کے اس نمایاں اضافے نے اس بہتری میں حصہ لیا، جبکہ اس سہ ماہی کے دوران اخراجات میں اضافہ نہیں ہوا۔ محاصل میں ہونے والا اضافہ وسیع البنیاد تھا جس میں تمام ذیلی مدّات یعنی این ایف سی کے تحت وفاقی منتقلیوں، صوبائی کے اپنے ٹیکس اور نان ٹیکس وسائل، اور وفاقی قرضے اور گرانٹس شامل تھے۔ اخراجات کے لحاظ سے ، مجموعی نمو اخراجاتِ جاریہ میں اضافے سے ہوئی، جبکہ ترقیاتی اخراجات میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران معمولی سال بسال کمی دکھائی دی۔

صوبائی ٹیکس محاصل میں مضبوط نمو ہوئی

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صوبائی محاصل میں 4.7 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 12.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صوبوں میں این ایف سی منتقلیوں کی رفتار میں کمی، وفاقی قرضوں اور منتقلیوں کے ساتھ ساتھ نان ٹیکس محاصل (پن بجلی سے ہونے والے پست منافعوں کی وجہ سے) میں کمی اس سست روی کی وجہ تھی۔[27] تاہم، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صوبائی ٹیکس محاصل میں 15.2 فیصد سال بسال زبردست اضافہ ہوا، جس کی وجہ بنیادی طور پر خدمات پر جی ایس ٹی کی وصولی میں اضافہ تھا۔

صوبہ وار کارکردگی کے لحاظ سے، ٹیکس وصولی میں سندھ کا حصہ سب سے زیادہ تھا، اس کے بعد پنجاب کا حصہ تھا (شکل 4.11)۔ سندھ میں، اس نمو کے پس پشت بنیادی طور پر دو عوامل تھے: (i) درآمدی سرگرمیوں میں اضافہ جس کی وجہ سے بندرگاہوں اور جہاز رانی کی خدمات سے ہونے والی وصولیاں بڑھ گئیں؛ اور (ii) ٹیلی مواصلات کی خدمات پر جی ایس ٹی وصولی کا دوبارہ آغاز۔ پنجاب میں، ٹیکس

[27] صوبوں کو این ایف سی منتقلیوں نے گذشتہ دو سہ ماہیوں میں اوسطاً 25.7 فیصد سال بسال اضافہ درج کیا، جبکہ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 29.4 فیصد کی سال بسال کمی دیکھی گئی تھی۔

وصولی میں بیشتر سال بسال اضافہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں دیکھا گیا، جو بنیادی طور پر ایف بی آر اور پنجاب ریونیو اتھارٹی کے درمیان کراس ان پٹ ٹیکس ایڈ جسٹمنٹ کی وجہ سے تھا۔[28]

صوبوں نے اخراجاتِ جاریہ کی ترجیحات متعین کردیں

صوبائی اخراجات نے گذشتہ سال کی شرح نمو برقرار رکھی، کیونکہ جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران اخراجات میں 10.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 11.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ تاہم، گذشتہ برس کے برعکس زیادہ تر اضافہ اخراجاتِ جاریہ میں ہوا، جبکہ ترقیاتی اخراجات میں صرف معمولی اضافہ دیکھا گیا (**شکل 4.12**)۔ بالخصوص، جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران خیبر پختونخوا کے اخراجاتِ جاریہ میں 45.7 فیصد کا تیز اضافہ دکھائی دیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 0.8 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا (**شکل 4.13**)۔ صوبائی حکام کے مطابق، عمومی سرکاری خدمات کی مد کے تحت آپریشنل اخراجات کے لیے گذشتہ سال کے مختص بجٹ کی ایک بڑی رقم لاک ڈاؤن کی وجہ سے خرچ نہیں ہو سکی تھی۔ یہ رقم مالی سال 21ء کے بجٹ میں شامل کی گئی تھی اور جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران اس کا استعمال کیا گیا تھا۔

جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران سندھ میں اخراجاتِ جاریہ میں 16.8 فیصد اضافہ درج کیا گیا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس نمو کی بنیادی وجہ محکمہ صحت کی طرف سے کووڈ سے متعلقہ اخراجات اور ان کے ساتھ ساتھ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافہ تھا۔ پنجاب کے لحاظ سے، جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران اخراجاتِ جاریہ تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر ہی رہے۔

شکل 4.15: سرکاری قرضوں میں تبدیلی کے ذرائع

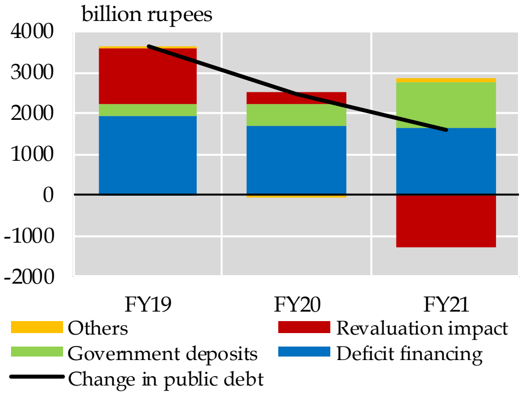

Source: State Bank of Pakistan

جدول 4.8: سرکاری قرضوں کے اجزائے ترکیبی

	اسٹاک			مطلق تبدیلی			
	جون 20ء	مارچ 21ء	جولائی تامارچ م س 20ء	جولائی تامارچ م س 21ء	سہ 1	سہ 2	سہ 3
I۔ حکومت کے ملکی قرضے	23,282.5	25,552.2	1,745.9	2,269.7	420.0	611.6	1,238.1
II۔ حکومت کے بیرونی قرضے	11,824.5	11,288.6	603.0	-535.9	162.2	-28.9	-669.2
III۔ آئی ایم ایف کے قرضے	1,291.5	1,164.9	150.3	-126.5	-30.8	-67.2	-28.6
خام سرکاری قرضے (I اور III کا مجموعی)	36,398.6	38,005.8	2,499.2	1,607.2	551.4	515.6	540.3

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[28] کراس ان پٹ ٹیکس ایڈ جسٹمنٹ سے مراد صوبائی اور وفاقی ٹیکس کے دائرہ اختیار میں ان پٹ ٹیکس کی ایڈ جسٹمنٹ ہے۔ جب کسی خاص خدمت کے لیے پر استعمال ہونے والے سامان پر ایف بی آر ان پٹ (یعنی ان پٹ ٹیکس) کے طور وصول کرتی ہے، اور ٹیکس دہندگان صوبائی محاصل کے حکام کو اس خدمت پر صرف جی ایس ٹی ادا کرتے ہیں تو، صوبائی محاصل کے حکام کے لیے ان خدمات کے ان پٹ کے طور پر استعمال ہونے والے سامان پر ٹیکس ایف بی آر کی جانب سے واجب الادا ہو جاتا ہے۔ یہی بات اس کے برعکس صورت میں بھی لاگو ہوتی ہے، جہاں خدمات سامان کے ان پٹ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں، اور اس طرح کی خدمات پر ٹیکس صوبائی محصولات کے حکام کی جانب سے ایف بی آر کے لیے واجب الادا ہو جاتا ہے۔

شکل 4.16(الف): جولائی تا مارچ کے دوران سودی ادائیگیاں

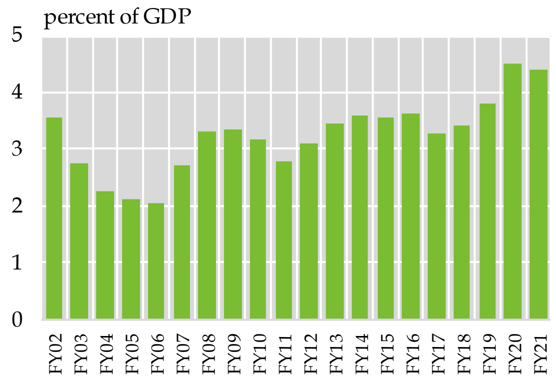

Source: Ministry of Finance

شکل 4.16(ب): جولائی تا مارچ میں سودی ادائیگیاں بطور ٹیکس محاصل کا فیصد

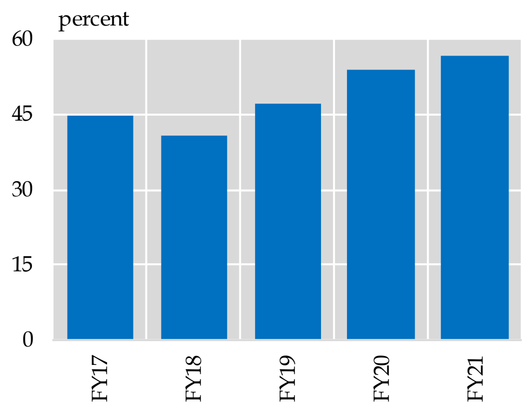

ترقیاتی اخراجات کے ضمن میں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران معمولی اضافہ دیکھا گیا، جس کی وجہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے اقتصادی امور کی ذیلی مد میں اخراجات میں اضافہ تھا (**شکل 4.13**)۔ اس زمرے میں بنیادی طور پر تعمیرات اور نقل و حمل، زراعت، خوراک، آبپاشی، جنگلات اور ماہی گیری، وغیرہ سے متعلق منصوبوں پر اخراجات شامل ہیں۔ جولائی مارچ مالی سال 21ء کے دوران پنجاب کے ترقیاتی اخراجات میں 3.6 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران اس میں 53.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کی کی وجہ تعمیرات، نقل و حمل اور تعلیم کے شعبے میں پست اخراجات تھے۔ اسی طرح جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران سندھ میں بھی 6.5 فیصد کمی درج کی گئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

4.5 سرکاری قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 1.6 ٹریلین روپے کے اضافے کے ساتھ، مارچ 2021ء کے اختتام پر پاکستان کا سرکاری قرضہ 38.0 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا (**جدول 4.8**)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران قرضہ جمع ہونے کی رفتار کی سست ہو کر 4.4 فیصد ہو گئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 7.6 فیصد تھی۔ اس سست روی کی وجوہات یہ تھیں: (i) مالیاتی خسارے میں کمی، جس میں ڈی ایس ایس آئی کے تحت قرض سے خلاصی کا بھی کردار ہے؛ اور (ii) روپے کی قدر میں اضافے کی وجہ سے قرض کے موجودہ اسٹاک پر بلند نوقدرپیمائی فوائد (**شکل 4.15**)۔

اگرچہ اس مدت میں سرکاری بیرونی قرض (بشمول آئی ایم ایف کا قرضہ) میں روپے کے لحاظ سے 0.7 ٹریلین روپے کی کمی درج کی گئی تھی،[29] تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران سرکاری قرضوں میں تمام اضافہ ملکی قرضوں میں نظر آیا، جن میں زیر جائزہ مدت کے دوران 2.3 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا۔ ملکی ذرائع سے خسارے کی مالکاری کی ضروریات میں معمولی اضافے کے ساتھ ساتھ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران حکومت کے افزوں ڈپازٹس دونوں اس اضافے کا باعث بن گئے تھے۔[30]

سرکاری قرضوں کی ترکیب کے سہ ماہی تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری قرضوں میں اضافہ تین سہ ماہیوں میں تقریباً یکساں طور پر منقسم تھا (**جدول 4.8**)۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بیرونی قرض (روپے کے لحاظ سے) میں

[29] ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر میں 10.0 فیصد اضافے کے اثرات کو نکال کر حکومتی بیرونی قرض (بشمول آئی ایم ایف سے قرض) میں تقریباً 0.6 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا۔

[30] جولائی تا مارچ م س 21ء میں خسارے کی مالکاری کی مجموعی ضرورت کم ہو کر 1.65 ٹریلین روپے رہ گئی، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 1.69 ٹریلین روپے تھی۔ اگرچہ جولائی تا مارچ م س 21ء میں بیرونی ذرائع سے مالکاری میں 17.6 فیصد سال بسال تخفیف دیکھی گئی، تاہم اس عرصے میں ملکی مالکاری میں 8.6 فیصد سال بسال اضافہ ہوا۔

سال بسال کمی درج کی گئی، جبکہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ملکی قرضوں میں 1.2 ٹریلین روپے کا تیز اضافہ دکھائی دیا۔ نتیجتاً، ملکی ذرائع سے خسارے کی مالکاری کی ضروریات میں اضافہ ہوا اور بینکاری نظام میں حکومت کے ڈپازٹس میں اضافہ ہوا۔

اگرچہ سرکاری قرضوں کے جمع ہونے کی رفتار میں سست روی آئی ہے، تاہم گذشتہ کچھ برسوں کے دوران ملک کے سرکاری قرضوں میں نمایاں اضافے نے مارک اپ اخراجات کو کافی حد تک بڑھادیا ہے (**شکل 4.16الف**)، جبکہ گذشتہ کچھ برسوں میں ایف بی آر ٹیکس اور سودی ادائیگیوں کی شرح میں خاصا اضافہ دکھائی دیا (**شکل 4.16ب**)۔[31] قرضوں کی واپسی کے اظہاریوں کے بگڑنے سے ملکی قرض کے اسٹاک کے استحکام سے متعلق تشویش بڑھ گئی ہے۔ ان خدشات کو دور کرنے کے لیے، حکام نے گذشتہ دو برسوں کے دوران سرکاری قرضوں کے انتظام میں مختلف اصلاحات متعارف کروائی ہیں، جن کا مقصد سرکاری قرضوں کی ہیئتِ ترکیبی اور خطرے کے انکشاف کو بہتر بنانا ہے۔ اس ضمن میں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران قرضوں کے انتظام کے چند اہم امور یہ ہیں: (i) ملکی قرضوں کے خاکۂ عرصیت کو بڑھانے پر مسلسل توجہ مرکوز کرنا؛ (ii) نئے آلات متعارف کروانے سے قرض کے آلات اور سرمایہ کاروں کی اساس میں تنوع؛ (iii) طویل مدتی قرضوں کی منڈی میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کو یقینی بنانے کے لیے قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر پابندی کا نفاذ؛ اور (iv) خسارے کی مالکاری کے لیے اسٹیٹ بینک سے عدم قرض گیری (v) ملکی معیشت کی دستاویزیت بہتر بنانے کے لیے 25ہزار والے بانڈز ختم کرنا، (vi) اسٹیٹ بینک کے خاکہ قرض کو قلیل (6 ماہ تک) سے وسط (ایک سے 10 برس تک) میں تبدیل کیا جانا، دس برسوں میں واپسی کے ہدف کے ساتھ (vii) بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں ڈالر مالیت کے یورو بانڈز کے کثیر الاقساط لین دین کے ذریعے 2.5 ارب ڈالر اکٹھے کرنے سے بیرونی قرض گیریوں کے ذرائع میں تنوع۔

ملکی قرضوں کے اجزائے ترکیبی

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران حکومتی ملکی قرضہ 2.3 ٹریلین روپے اضافے سے مارچ 2021ء کے اختتام پر 25.6 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ مجموعی بنیاد پر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ملکی قرضوں میں ہونے والے

جدول 4.9: جولائی تا مارچ کے دوران ملکی قرضے میں مطلق تبدیلی

ارب روپے

	م س20ء	م س21ء
I۔ مستقل قرضے (3+2+1)	**1,164.3**	**1,852.4**
جس میں		
حکومتِ پاکستان اجارہ صکوک	-	438.1
پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز (پی آئی بیز)	1,321.3	1,488.5
انعامی بانڈز	(157.0)	(74.2)
II۔ رواں قرضے	**270.8**	**421.7**
جس میں		
مارکیٹ ٹریژری بلز	555.8	421.3
III۔ غیر فنڈڈ قرضے	**310.6**	**(22.0)**
جس میں		
بچت اسکیمیں (انعامی بانڈز کا خالص)	317.9	(11.4)
IV۔ غیر ملکی کرنسی میں قرضے	**0.2**	**(0.6)**
V۔ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس	**-**	**18.2**
ملکی قرضہ (V+IV+III+II+I)	**1,745.9**	**2,269.7**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

اضافے کا تقریباً 80فیصد طویل مدتی آلات کی وساطت سے حاصل کیا گیا تھا (**جدول 4.9**)۔

ادارہ جاتی تناظر میں، حکومت اسٹیٹ بینک سے صفر نئی قرض گیری کے اپنے عہد پر قائم رہی۔ درحقیقت، زیرِ جائزہ مدت کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک کو 0.3 ٹریلین روپے واپس کیے۔

قومی بچت اسکیموں (این ایس ایس) کے ذریعے جمع کی جانے والی رقوم میں خالص اخراج درج کیا گیا، کیونکہ حکومت نے ان اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاریوں پر

[31] اس ضمن میں یہ بات مدنظر رکھی جانی چاہیے کہ گذشتہ چند برسوں میں سرکاری قرضوں کی سطح کے اضافے میں جزوی کردار بلند مارک اپ لاگت کا تھا۔

شکل 4.17: پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز (قبول شدہ رقم)

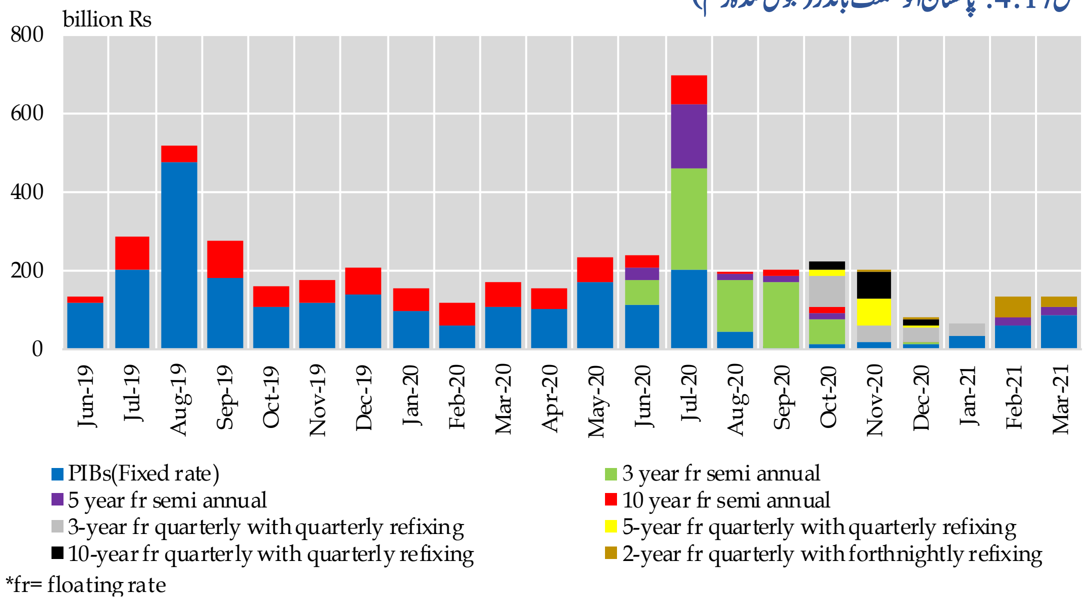

Source: State Bank of Pakistan

پابندی عائد کردی تھی۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران انعامی بانڈز میں بھی خالص اخراج درج کیا گیا، کیونکہ حکومت نے دسمبر 2020ء میں 25000 روپے مالیت والے بانڈ کی فروخت بند کردی تھی۔[32]

ملکی قرضوں کے خاکۂ عرصیت میں اضافہ

مالی سال 21ء اختتامِ مارچ تک حکومتی ملکی قرضوں میں مستقل قرضوں کا حصہ بڑھ کر 62.1 فیصد ہوگیا، جبکہ جون 2020ء کے اختتام تک یہ 60.2 فیصد تھا۔[33] ملکی قرضوں کے خاکۂ عرصیت کو بہتر بنانے اور سرمایہ کاروں اور آلات کی اساس کو متنوع بنانے کے لیے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران متعدد نئے آلات متعارف کروائے گئے، جن میں شامل ہیں: (i) شریعت سے ہم آہنگ معین اور لچک دار منافعوں والے طویل مدتی (5 سالہ) صکوک کا دوبارہ متعارف کروایا جانا؛ اور (ii) نئے طویل مدتی آلات (بشمول 3 اور 5 سالہ رواں شرح پی آئی بیز) متعارف کروانا۔ مزید برآں، حکومت نے طویل مدتی قرضوں کی مسابقتی ابتدائی اور ثانوی منڈیوں میں اداروں کی شمولیت بڑھانے کے لیے یکم جولائی 2020ء سے قومی بچت اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری پر بھی پابندی عائد کردی۔ ان مذکورہ بالا اقدامات کی وجہ سے حکومت سرمایہ کاروں کی اساس کو متنوع بنانے اور متعدد طویل مدتی آلات کے ذریعے رقوم کو اکٹھا کرنے میں کامیاب رہی (**شکل 4.16**)۔ طلب کے لحاظ سے، مارکیٹ کے شرکا کوپن کے لچک دار ہونے کی وجہ سے ان آلات میں سرمایہ کاری کے خواہشمند دکھائی دیے۔

زیرِ جائزہ مدت کے دوران 5 سالہ اجارہ صکوک (معین اور لچک دار شرح کے انتخاب دونوں) متعارف کروائے جانے سے حکومت کو 0.4 ٹریلین روپے جمع کرنے میں مدد ملی۔ اس آلے نے نہ صرف ملکی قرضوں کے جزدان کو متنوع بنانے

[32] اس سلسلے میں حاملین کو تین اختیارات دیے گئے تھے (i) :پریمیم پرائز بانڈ میں تبدیلی؛ (ii) اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹ (ایس ایس سی)/ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ (ڈی ایس سی) کے ساتھ تبدیلی؛ اور (iii) عرفی مالیت پر بھنوانا۔ تاہم، زیادہ تر حاملین نے ان بانڈز کو بھنوانے کا انتخاب کیا، کیونکہ پریمیم پرائز بانڈز اور ایس ایس سی/ڈی ایس سی کی فروخت میں معمولی اضافہ ہوا۔

[33] دسمبر کے اختتام تک ملکی قرضوں میں مستقل قرض کا حصہ 64.1 فیصد تھا۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی قرض (رواں قرض) کی طرف منتقلی سے مارچ 2021ء کے اختتام تک مستقل قرضوں کا حصہ قدرے کمی کے بعد 62.1 فیصد رہ گیا۔

جدول 4.10: منڈی کے ٹریژری بلوں کی نیلامی کا خلاصہ

ارب روپے

	ہدف	عرصیت کا خالص ہدف	عرصیت	پیشکش (تمام)	قبول شدہ (تمام)
سہ1م س20ء	6,800	1,620.4	5,179.6	8,290.2	6,124.2
سہ2م س20ء	3,300	-1,137.2	4,437.2	8,210.7	3,340.2
سہ3م س20ء	2,750	359.1	2,390.9	8,299.6	2,978.1
سہ4م س20ء	2,200	221	1979	6,139.6	1,806.7
سہ1م س21ء	1,800	-903.8	2,703.8	5,143.1	1,981.4
سہ2م س21ء	2,750	-743.9	3,493.9	4,909.9	3,188.0
سہ3م س21ء	4,025	116.4	3,908.6	6,887.2	4,711.8

ماخذ: اسٹیٹ بینک

میں مدد کی، بلکہ خاکۂ عرصیت کو بھی بہتر بنایا اور اسلامی بینکوں کو سرمایہ کاری کا موقع فراہم کیا۔

رواں قرضے کی تیسری سہ ماہی میں منتقلی

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران قلیل مدتی تمسکات کا حصہ تقریباً 77.3 فیصد رہا۔ گردشی قرضوں کے تصفیے سے متعلق غیر یقینی صورت حال کے دوران رواں شرح پی آئی بیز (پی ایف ایل) کے لیے پست اہداف کے سیٹ سے اس کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں، مارکیٹ کی جانب سے پی آئی بیز پر بلند یافت کے مطالبے کے جواب میں، حکومت نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایم ٹی بیز کی عرصیت اہداف کا دائرہ بڑھادیا (**جدول 4.10**)۔

طلب کے لحاظ سے، منڈی نے مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی سے ہی قلیل مدتی وثیقوں (3 ماہی ٹی بلز) میں سرمایہ کاری کرنا شروع کر دی تھی، کیونکہ منڈی کو شرحِ سود بڑھنے کی توقع تھی۔ تاہم، میعادی پریمیم میں اضافے کے ساتھ، تیسری سہ ماہی کے دوران منڈی کی دلچسپی 6 ماہی ٹی بلز کی طرف منتقل ہوگئی (**شکل 4.18**)۔[34] مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 6 ماہی اور 3 ماہی ٹی بلز کے درمیان اوسط میعادی پریمیم بڑھ کر 23 بی پی ایس ہوگیا جبکہ مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی میں 8 بی پی ایس تھا۔ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران، منڈی نے 6 ماہی ٹی بلز کے لیے 2.3 ٹریلین روپے کی بولیاں لگائیں، جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں 0.4 ٹریلین روپے کی بولیاں لگائی تھیں۔[35]

ملکی قرض میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس کی شمولیت

مقیم افراد کے پاس موجود نیا پاکستان سرٹیفکیٹ کو ملکی قرض کے زمرے میں شامل کیا گیا تھا۔ نیا پاکستان (این پی سیز) ڈالر، روپیہ، یورو اور برطانوی پاؤنڈ مالیت کے سرٹیفکیٹ حکومتِ پاکستان کے جاری کردہ ریاستی آلات ہیں۔ این پی سیز مختلف

شکل 4.18: ایم ٹی بیز کے واجبات میں حصہ

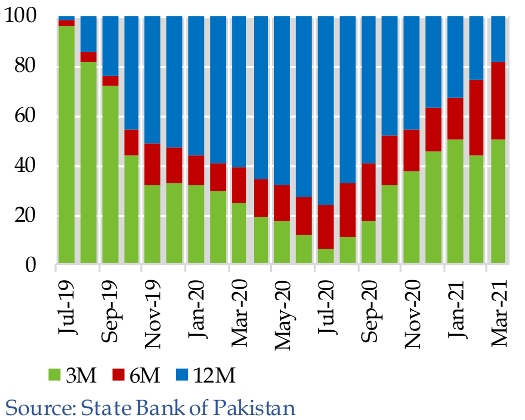

Source: State Bank of Pakistan

[34] مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں 6 ماہی ایم ٹی بلز قاطع شرح اوسطاً 36 بی پی ایس بلند رہی۔

[35] تفصیل کے لیے دیکھیے باب 3۔

جدول 4.11: جولائی تا مارچ کے دوران سرکاری بیرونی قرضوں میں مطلق تبدیلی

ارب ڈالر

	م س20ء	م س21ء	سہ1م س21ء	سہ2م س21ء	سہ3م س21ء
الف۔ سرکاری بیرونی قرضہ (2+1)	**3,049.2**	**3,611.7**	**1,912.6**	**2,499.5**	**-800.4**
1۔ حکومت کے بیرونی قرضے	**2,259.9**	**3,657.8**	**1,988.0**	**2,625.3**	**-955.5**
i) طویل مدتی (ایک سال سے زائد)	**835.0**	**4,366.5**	**2,358.1**	**2,881.4**	**-872.9**
پیرس کلب	-449.2	-486.2	278.4	343.9	-1,108.5
کثیر فریقی	1,072.4	1,823.3	1,487.3	779.9	-443.9
دیگر دو طرفہ	646.2	1.294.7	984.0	190.5	120.2
یورو/صکوک عالمی بانڈز	-1,000.0	0.0	0.0	0.0	0.0
تجارتی قرضے	498.6	1,092.2	-425.5	1,366.3	151.4
ملکی کرنسی تمسکات (پی آئی بیز)	41.0	251.9	23.3	73.0	155.6
نیا پاکستان سرٹیفکیٹ	0.0	382.1	0.5	128.0	253.5
دیگر	26.0	8.6	10.0	-0.2	-1.2
ii۔ قلیل مدتی (ایک سال سے کم)	**1,424.9**	**-708.7**	**-370.0**	**-256.1**	**-82.6**
کثیر فریقی*	**279.8**	**-363.4**	**-303.7**	**64.9**	**-124.6**
ملکی کرنسی تمسکات	**1,345.4**	**-203.8**	**-39.9**	**-206.0**	**42.1**
تجارتی قرضے	-200.3	-141.5	-26.5	-115.0	0.0
2۔ آئی ایم ایف سے	**789.3**	**-46.2**	-75.4	-125.8	155.1
i)۔ وفاقی حکومت	1,424.9	581.5	65.6	67.3	448.5
ii)۔ مرکزی بینک	-635.5	-627.7	-141.1	-193.1	-293.5
ب۔ زرمبادلہ واجبات	**-617.1**	**-1,212.8**	-859.3	228.9	-582.3

ماخذ: اسٹیٹ بینک

عرصیتوں پر پرکشش خطرے سے پاک منافع کی پیشکش کرتے ہیں۔ یہ روایتی اور شریعت سے ہم آہنگ دونوں ہی ورژن میں دستیاب ہیں اور ان کا انتظام اسٹیٹ بینک آف پاکستان سنبھالتا ہے۔[36] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران حکومت نے این پی سیز کے ذریعے 18.2 ارب روپے مالیت کے فنڈز جمع کیے۔[37]

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

مارچ 2021ء کے اختتام تک پاکستان کا سرکاری بیرونی قرض 81.6 ارب ڈالر تک جا پہنچا، جو جون 2020ء کے اواخر میں اس کی صورتِ حال کے مقابلے میں 4.6 فیصد زائد تھا۔[38] مضبوط ترسیلاتِ زر اور قرض کی واپسی کی معطلی

[36] پبلک ڈیبٹ ایکٹ 1944ء کے تحت وضع کردہ این پی سی رولز 2020ء کے تحت نیا پاکستان سرٹیفکیٹ (این پی سی) حکومت پاکستان کی جانب سے ڈجیٹل طور پر پیش کیا جانے والا مستقل تمسک آمدنی ہے۔ یہ ریاستی تمسک ہے جو ڈالر اور روپیہ مالیت میں پورے اعتماد کے ساتھ حکومتِ پاکستان کی جانب سے جاری کیا گیا ہے۔ این پی سیز پانچ عرصیتوں کے لیے دستیاب ہیں، یعنی 3 ماہ، 6 ماہ، 12 ماہ، 3 سال اور 5 سال۔ قومی شناختی کارڈ (این آئی سی او پی) یا پاکستان اوریجن کارڈ (پی او سی) کے حامل غیر مقیم پاکستانی، اور مقیم پاکستانی جو اپنے بیرون ملک اثاثے ظاہر کر چکے ہیں، اپنے، فارن کرنسی ویلیو اکاؤنٹ (ایف سی وی اے) اور غیر مقیم پاکستانی اپنے روپی ویلیو اکاؤنٹ (این آر وی اے) کو روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ (آر ڈی اے) کے طور پر ایجنٹ بینکوں کے ذریعے این پی سیز میں سرمایہ کاری کے اہل ہیں۔ این پی سیز میں سرمایہ کاری کے لیے 11 ایجنٹ بینکوں میں سے کسی میں روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ کھولنا لازمی ہے۔ مقیم افراد کے پاس این پی سیز ملکی قرضوں کا حصہ ہیں جبکہ غیر مقیم افراد کے پاس موجود این پی سیز بیرونی قرض کا حصہ ہیں۔

[37] ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان (https://www.sbp.org.pk/ecodata/D-Debt-Liables.pdf)

[38] آخر مارچ 2021ء تک ملک کے زرمبادلہ واجبات 8.7 ارب ڈالر تک جا پہنچے، جو جون 2020ء کی صورت حال سے 12.3 فیصد کم ہے۔

جدول 4.12: مارچ تا جولائی کے دوران موصولہ رقوم بلحاظِ عطیہ کنندہ

ارب ڈالر

	م س20ء	م س21ء
1۔ کمرشل ذرائع	**1.8**	**3.1**
2۔ کثیر فریقی اور دو طرفہ ذرائع	**4.8**	**3.3**
جس میں		
ایشیائی ترقیاتی بینک	2.2	1.2
عالمی بینک	0.3	0.9
اسلامی ترقیاتی بینک	0.8	0.5
دیگر کثیر فریقی	1.5	0.7
3. دیگر	**0.1**	**1.0**
کل موصولہ رقوم (1+2+3)*	**6.7**	**7.4**

*آئی ایم ایف، پاکستان بناؤ سرٹیفکیٹ، نیا پاکستان سرٹیفکیٹ اور حکومتی تمسکات میں غیر مقیم افراد کی سرمایہ کاری سے موصولہ رقوم کے علاوہ۔

ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت فراہم کردہ امداد کے ساتھ جاری کھاتے کے توازن میں بہتری سے مالی سال 21ء میں بیرونی مالکاری کی ضروریات کو نسبتا پست رکھا (**باکس 4.1**)۔ دیگر بین الاقوامی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں کمی کی وجہ سے تقریباً 1.1 ارب ڈالر کے نوقدر پیمائی نقصانات نے ڈالر کے لحاظ سے بیرونی قرضوں کو بڑھا دیا۔ نوقدر پیمائی نقصانات کا نصف امریکی ڈالر کے مقابلے میں خصوصی ڈرائنگ رائٹس (ایس ڈی آر) کی قدر میں اضافے کی وجہ سے تھا۔ نوقدر پیمائی اثر کو نکال دیں تو، بیرونی قرضوں میں اضافہ کافی کم ہو سکتا تھا۔

سہ ماہی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی دو سہ ماہیوں کے دوران اضافہ درج کرنے کے بعد مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری بیرونی قرضوں کے اسٹاک میں 0.8 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی۔[39] دورانِ سہ ماہی طویل مدتی اور قلیل مدتی دونوں قرضوں کا اسٹاک گھٹ گیا، جس کی بنیادی وجہ کثیر فریقی ڈونرز کو کی جانے والی دائیگیاں تھیں۔ اس کمی نے مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران این پی سیز سے حاصل ہونے والی آمدنی اور حکومتی تمسکات میں غیر ملکی سرمایہ کاری سے ہونے والے اضافے کے اثرات کو زائل کر دیا (**جدول 4.11**)۔

جدول 4.13: پاکستان کے بیرونی قرضے کی ادائیگی – اصل رقم

ملین ڈالر

	جولائی تا مارچ م س20ء	جولائی تا مارچ م س21ء	سہ1م س21ء	سہ2م س21ء	سہ3م س21ء
1۔ سرکاری قرضہ (الف+ب)	**4,839.9**	**4,402.4**	**1,423.5**	**1,381.1**	**1,597.9**
الف۔ حکومتی قرضہ	**4,302.3**	**3,624.2**	**1,170.2**	**1,078.5**	**1,375.5**
پیرس کلب	371.3	4.7	0	4.7	0
کثیر فریقی	1,148.8	1,216.2	442.7	319.1	454.4
دیگر دو طرفہ	386.5	85.7	70	4.7	11.1
یورو/صکوک عالمی بانڈز	1,000.0	0.0	0	0	0
کمرشل قرضے	1,395.0	2,317.5	657.5	750.0	910.0
ب۔ آئی ایم ایف کو	**537.6**	**778.0**	**253.3**	**302.6**	**222.4**
2۔ زرمبادلہ واجبات	**500.0**	**3,000.0**	**1,000.0**	**1,000.0**	**1,000.0**
یادداشتی اجزا					
قلیل مدتی حکومتی قرضے	**696.6**	**744.9**	**272.3**	**154.5**	**318.1**

ماخذ: اسٹیٹ بینک

[39] م س21 کی تیسری سہ ماہی میں زرمبادلہ کے واجبات میں 0.6 ارب ڈالر کمی آئی۔

بیرونی قرض کے خاکۂ عرصیت میں بہتری آئی ہے

بیرونی قرضوں کی ترکیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران بیرونی قرضے کے ذخیرے میں ہونے والا تمام اضافہ طویل مدتی قرض کے ذریعے پورا کیا گیا تھا(**جدول 4.11**)۔ مزید برآں، زیرِ جائزہ مدت کے دوران ملک نے اپنا 0.7 ارب ڈالر مالیت کا قلیل مدتی قرض ادا کر دیا جس نے خاکۂ عرصیت کو بہتر بنایا۔

طویل مدتی حکومتی تمسکات میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا، جو سرمایہ کاروں کی اساس کو متنوع بنانے کے لحاظ سے سازگار ہے۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران، غیر مقیم افراد کی جانب سے لیے گئے این پی سیز کے ذریعے جمع کیے گئے فنڈ 0.4ارب ڈالر رہے۔ این پی سیز کے تحت زیادہ تر آمدنی مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں ہوئی۔[40]

جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران مجموعی قرضے 7.4 ارب ڈالر درج کیے گئے، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 6.7 ارب ڈالر تھے۔[41,42] ان ادائیگیوں کا ایک بڑا حصہ (42 فیصد) غیر ملکی کمرشل قرضے جن کی عرصیت مکمل ہو رہی تھی، کی ادائیگی کے لیے کمرشل قرض گیریوں کی شکل میں تھا۔ دریں اثنا، جاری ترقیاتی منصوبوں کے لیے مجموعی قرضوں کی آمد میں اعانتِ میزانیہ اور منصوبے میں امداد کا 18 فیصد اور 20 فیصد حصہ تھا۔ کثیر فریقی اور دوطرفہ ذرائع کو زیرِ جائزہ مدت کے دوران تقریباً 3.3 ارب ڈالر کی ادائیگی کی گئی جس میں ایشیائی ترقیاتی بینک اور اور عالمی بینک کا حصہ سب سے زیادہ تھا(**جدول 4.12**)۔ ایک اور اہم پیشرفت تین سال سے زائد عرصے کے بعد بین الاقوامی سرمایہ منڈی میں پاکستان کا دوبارہ داخلہ تھا۔[43]

ریاستی قرضے کی واپسی

زیرِ جائزہ مدت کے دوران ملک نے 5.1 ارب ڈالر مالیت کے ریاستی قرضے واپس کر دیے(**جدول 4.13**)،[44] جبکہ کثیر فریقی ذرائع کو بیرونی قرضوں کی واپسی تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر برقرار رہی، تاہم جولائی تامارچ مالی سال 21ء کے دوران دوطرفہ ذرائع کو ادائیگی میں سست روی درج کی گئی، جس کی بنیادی وجہ ڈی ایس ایس آئی کے تحت قرضوں میں فراہم کردہ سہولت ہے۔ مزید برآں، زرمبادلہ کے واجبات کے ذخیرے میں 3.0 ارب ڈالر کی خالص کمی دیکھی گئی۔ پاکستان نے ہر سہ ماہی میں 1.0 ارب ڈالر واپس کیے۔

باکس 4.1: قرض کی واپسی کی معطلی کا اقدام—پاکستان کے مالیاتی شعبے اور قرض کی اصابت کے اظہاریوں کے لیے مضمرات

ترقی پذیر ممالک کو کووڈ کی وبائی بیماری کے منفی اثر کے انتظام میں مدد کے مقصد سے عالمی بینک اور آئی ایم ایف نے جی 20 ممالک پر زور دیا کہ وہ اپریل 2020ء میں قرض کی واپسی کی معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کریں۔ تمام 73 ممالک اپنے سرکاری دوطرفہ قرض گاروں کے واجب الادا قرضوں کی واپسی کی عارضی معطلی کے اہل ہیں۔ معطلی کی مدت میں، جو اصل میں 31 دسمبر 2020ء کو ختم ہونے والی تھی، دسمبر 2021ء تک توسیع کر دی گئی۔[45] اس اقدام کے تحت، قرضے کی اصل منسوخی کے بجائے قرضوں کی واپسی کو مختصر مدت کے لیے مؤخر کر دیا گیا۔ نوتشکیل شدہ زرِ اصل اور سودی رقم کی ادائیگی کی مدت 4 تا 6 برس ہے۔

---

[40] www.sbp.org.pk/NPC-/page-npc.html

[41] وزارت اقتصادی امور کے اس لنک پر دستیاب ہے:
www.ead.gov.pk/SiteImage/Publication/BulletinMarch2020-21with%20Annexure1.pdf

[42] اس میں آئی ایم ایف، پاکستان بناؤ سرٹیفکیٹ، نیا پاکستان سرٹیفکیٹ اور سرکاری تمسکات میں غیر مقیم افراد کی سرمایہ کاری سے موصولہ رقوم شامل نہیں ہیں۔

[43] اجراسے اصل رقوم اپریل 2021ء کے دوران موصول ہوئیں، اس لیے م س 21ء کی تیسری سہ ماہی کے بیرونی قرضوں کے اعداد و شمار میں منعکس نہیں ہیں۔

[44] بشمول حکومت کا قلیل مدتی قرضہ

[45] ماخذ: worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-suspension-initiative

پاکستان بھی مئی 2020ء اور دسمبر 2020ء کے درمیان کی جانے والی ادائیگیوں کے لیے دوطرفہ سرکاری قرض پر سود اور زرِاصل دونوں کی ادائیگی کے التوا کا اہل تھا۔[46] مطلق لحاظ سے، ڈی ایس ایس آئی نے پاکستان کو تقریباً 3.7 ارب ڈالر کی عارضی مدد فراہم کی ہے، جس میں سے ایک تہائی امداد چین سے حاصل کی گئی ہے (**شکل 4.1.1**)۔ پہلے دو مراحل (مئی تا دسمبر 2020ء) اور (جنوری تا جون 2021ء) کے تحت امدادی رقم تقریباً 2.7 ارب ڈالر تھی؛[47] تیسرے مرحلے کے تحت (جولائی تا دسمبر 2021ء) تقریباً 1.0 ارب ڈالر رہنے کی توقع ہے۔ جی ڈی پی کے فیصد کے طور پر، ڈی ایس ایس آئی کے تحت 0.9 فیصد کی ممکنہ بچت فراہم کی گئی ہیں۔

جدول: 4.1.1: قرضے کی پائیداری کے اظہاریوں پر ڈی ایس ایس آئی کے اثرات

	یونٹ	شش 1 م س 19ء	شش 2 م س 19ء	شش 1 م س 20ء	شش 2 م س 19ء	شش 1 م س 21ء*
حکومتی بیرونی قرضے پر سودی ادائیگیاں	ارب ڈالر	1.0	1.1	1.1	0.9	0.7
**بیرونی قرضے کی ادائیگی/زرمبادلہ مکسوبات	تناسب (فیصد)	13.3	20.6	18.6	22.4	12.7
**بیرونی قرضے کی ادائیگی/برآمدات	تناسب (فیصد)	31.1	46.5	42.3	57.7	33.7

*ڈی ایس ایس آئی کا پہلہ مرحلہ **اصل رقوم کی واپسی

اہم بات یہ ہے کہ ملک کے مالیاتی کھاتوں کے ساتھ ساتھ بیرونی قرضوں کی اصابت کے اظہاریوں پر بھی ڈی ایس ایس آئی کے مثبت مضمرات ہیں۔ اول، بیرونی قرضوں پر مارک اپ ادائیگیوں کے التوا سے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران، جی ڈی پی میں تقریباً 0.09 فیصد اور مالی سال 22ء میں مزید 0.08 فیصد تک کمی کا امکان ہے۔[48]

اس سے حکومت کی مجموعی مالکاری کی ضروریات اور اس کے ساتھ ہی عوام پر اس رقم سے پڑنے والے بوجھ میں کمی آئی ہے۔ دوم، اس عارضی سہولت کی وجہ سے زرِمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ بھی کم ہوگیا ہے۔ اسے بیرونی قرضوں کی واپسی اور برآمدات میں کے تناسب میں بہتری سے دیکھا جاسکتا ہے، جو بڑھ کر 34 فیصد ہوگئیں (**جدول 4.1.1**)۔ اس مدد کی عدم موجودگی میں، ملک کی برآمدی آمدنی کا 49 فیصد حصہ بیرونی قرض کی واپسی میں چلا جاتا۔ اسی طرح، ڈی ایس ایس آئی کے تحت فراہم کردہ امداد کی وجہ سے مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرِمبادلہ آمدنی اور بیرونی قرض کی واپسی کی شرح کے تناسب میں بہتری آئی ہے۔

تاہم، مؤخر ادائیگیوں کی سہولت 2024ء کے بعد ختم ہوجائے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ملکی برآمدی اساس میں تنوع اور بلاقرض سرمائے کی آمد کو مستحکم کرنے کے لیے ساختی اصلاحات کو تیز کیا جائے تاکہ وسط مدت میں بیرونی قرضوں کی واپسی کے لیے زرِمبادلہ کی آمد کے مستحکم سلسلے کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس ضمن میں، روشن ڈجیٹل اکاؤنٹ (آر ڈی اے) سے ملنے والی رقوم بیرونی قرضوں کی اصابت کے لیے بہتر ہیں۔

---

[46] آئی ایم ایف–ڈبلیو بی جی کے اسٹاف نوٹ بتاریخ اکتوبر 2020ء، بعنوان ''قرض معطلی کا سہولتی اقدام''، کے مطابق ''دوطرفہ رسمی قرض گیر یکم مئی تا 31 دسمبر 2020ء تک قرضوں کی اصل رقوم اور سودی ادائیگیاں معطل'' کرنے کے لیے پر عزم تھے۔ اہل ممالک کے لیے قرضوں کی ادائیگی کے اس اقدام کو جون 2021ء تک توسیع دیدی گئی۔
(ماخذ: worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-suspension-initiative)

[47] اقتصادی امور ڈویژن (ای اے ڈی) کی پریس ریلیز بعنوان، "قرضے کی معطلی کا اقدام کے دوسرے دور کے لیے حکومت پاکستان کے پیرس کلب ممالک کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط"، جو ای اے ڈی کی ویب سائٹ پر دستیاب ہے۔

[48] ڈی ایس ایس آئی کے تحت، بیرونی قرضوں پر پاکستان کی مارک اپ ادائیگیاں ملتوی کردی گئی ہیں۔ مالی سال 21ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس مارک اپ ادائیگی کا تخمینہ 29 ارب روپے لگایا گیا تھا۔ اگر ملک کو یہ رقم مالی سال 21ء کے دوران ادا کرنا ہوتی تو، ملک کے مجموعی اخراجات اور اس کے نتیجے میں مالی خسارہ جی ڈی پی کا 0.09 فیصد بڑھ جاتا۔ تاہم اس امداد کی وجہ سے، اس خسارے کا جی ڈی پی کے 0.09 فیصد تک کم ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

5 بیرونی شعبہ

جولائی تا مارچ مالی سال21ء کے دوران پاکستان کے بیرونی شعبے کی صورت حال میں بہتری کا سلسلہ جاری رہا۔ تیسری سہ ماہی میں معتدل خسارے کے باوجود مجموعی جاری کھاتہ فاضل میں رہا۔ ترسیلات زر میں اضافے کا تسلسل برقرار رہا اور اس نے جاری کھاتے کی بہتری میں اہم کردار ادا کیا، جس میں مزید اعانت بیرونی قرضوں کی مؤخر سودی ادائیگیوں، بین الاقوامی فضائی سفر میں کمی اور تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی سے ملی۔ یہ عوامل تجارتی سامان کے بڑھتے ہوئے خسارے کی تلافی کے لیے کافی تھے۔ صنعتی سرگرمیوں کی بحالی اور مثبت کاروباری احساسات کی وجہ سے درآمدی خام مال اور اشیائے سرمایہ کی صنعتی طلب میں اضافے کے نتیجے میں درآمدی ادائیگیاں بڑھ گئیں۔ مزید برآں، اہم زرعی اجناس کی عارضی رسدی رکاوٹوں کے سبب بھی بلند عالمی قیمتوں پر ان صارفی نوعیت کے اجزا کی بھاری مقدار میں یکبارگی درآمدات ضروری ہو گئی تھیں۔ کئی برآمدی شعبوں کی پیداواری سرگرمیوں میں خاصا اضافہ ہوا، تاہم اسٹیٹ بینک کو فراہم شدہ اعدادوشمار کے مطابق مجموعی برآمدی وصولیاں گذشتہ برس کی نسبت کچھ زیادہ رہیں۔ قرضوں کے لحاظ سے خاصی رقوم دستیاب تھیں جن سے زرمبادلہ کی سطح متاثر کیے بغیر قرض واپس کرنے کا موقع ملا۔ کووڈ کے سبب وقفے کے بعد دوسرے تا پانچویں مشترکہ جائزوں کی کامیاب تکمیل کے ساتھ آئی ایم ایف کا پروگرام بھی مارچ کے آخر میں شروع ہو گیا۔ ان پیش رفتوں کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر جولائی تا مارچ مالی سال21ء میں1.4ارب ڈالر کے اضافے سے بڑھ کر تین برسوں کی بلند سطح13.5ارب ڈالر تک پہنچ گئے، مرکزی بینک کے خالص پیشگی واجبات میں1.5ارب ڈالر کمی ہوئی اور اس مدت کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں10فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

5.1 بیرونی شعبے میں پیش رفت

کووڈ کے پھیلاؤ کا ایک سال مکمل ہونے پر عالمی معیشت بظاہر اپریل تا جون 2020ء کی نچلی ترین سطح سے قدرے تیزی، لیکن ناہموار انداز میں، بحالی کے لیے تیار ہے۔ جزوی طور پر کسی حد تک لچکدار، لیکن ابھی تک محدود صارفی اخراجات کے باعث 2020ء میں اہم ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی حقیقی جی ڈی پی میں سکڑاؤ کی شدت توقع سے کم تھی (**شکل 5.1**)۔ 2021ء کے آغاز سے ترقی یافتہ معیشتوں میں کووڈ ویکسی نیشن کی رفتار بھی تیز ہو گئی ہے۔ مالی منڈیاں اس بحالی کے لیے بڑی حد تک مثبت اور معاون رہی ہیں۔ ابھرتی معیشتوں کو سرمائے کی رقوم کا بہاؤ بڑی حد تک مضبوط رہا ہے کیونکہ سرمایہ کار بلند یافتوں والے اثاثوں کو ترجیح دے رہے ہیں، اگرچہ حال ہی میں مہنگائی کے نمودار ہونے کے خدشات کے حالات میں ترقی یافتہ ممالک میں بالآخر پالیسی کے معمول پر واپس آنے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔

ان عالمی پیش رفتوں خصوصاً کووڈ پر معاون پالیسی اقدامات پاکستان سمیت ابھرتی منڈیوں کے لیے تجارت اور سرمایہ جاتی بہاؤ کے ذرائع دونوں کے ضمن میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مثلاً، امریکہ، چین اور یوروزون کے ارکان سمیت دنیا کے سب سے بڑے درآمد کنندگان کی درآمدات گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ ہیں، جن سے ابھرتی منڈیوں کی برآمدی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے (**شکل 5.2**)۔ برآمدات کرنے والی ابھرتی منڈیوں میں چین، تائیوان اور ویت نام جیسے الیکٹرونکس کی عالمی رسدی زنجیر سے زیادہ مربوط ممالک کی برآمدات میں خاصا قابل ذکر اضافہ درج کیا گیا ہے (**شکل 5.3**)، جس میں کووڈ کے پھیلاؤ کے بعد الیکٹرونکس آلات اور سامان کی عالمی طلب میں خاصے اضافے نے اہم کردار ادا

شکل 5.1: اہم معیشتوں کی 2020ء تک حقیقی جی ڈی پی تخمینوں کی اپڈیٹ

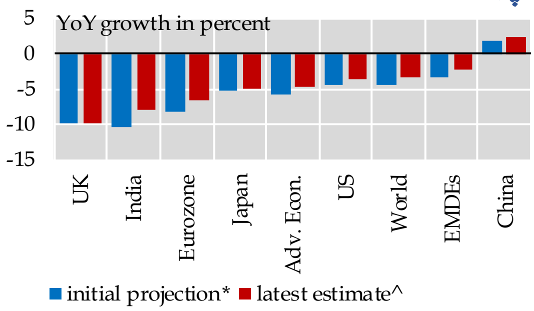

*Apr-2020, ^May-2021
Source: IMF WEO (Oct 2020 & Apr 2021)

شکل 5.2: اہم عالمی درآمد کنندگان کی درآمدی نمو کا رجحان۔ جولائی تا مارچ

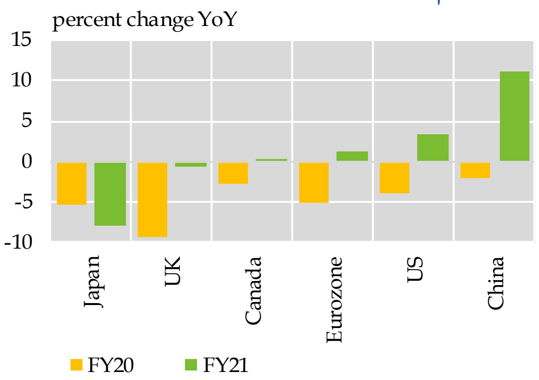

Source: OECD/Haver Analytics

کیا۔ ابھرتی منڈیوں کے آپس میں تجارتی روابط نے بھی ان کی برآمدات بڑھانے میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ جاری کھاتے کی بلند وصولیوں میں حصہ ڈالا ہے۔ پاکستان کے معاملے میں گرچہ برآمدات میں بھی نمو ہوئی ہے، تاہم کرنٹ اکاؤنٹ میں خاصی بہتری کا بنیادی سبب کارکنوں کی ترسیلات زر ہیں، جو جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 21.5 ارب ڈالر کی ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ گئے تھے (**جدول 5.1**)۔ تمام اہم کوریڈور سے رقوم کی آمد میں اضافے کا رجحان برقرار رہا ہے جن میں حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے باضابطہ ذرائع سے زیادہ رقوم کی آمد بڑھانے کے لیے ترغیبات کے اعلان سمیت مختلف معاون عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔ کووڈ کے سبب فضائی سفر پر عائد پابندیوں سے ملک کے ادائیگیوں کے توازن پر مسلسل مثبت اثرات مرتب ہونے کے علاوہ ترسیلات زر کا رخ باضابطہ ذرائع کی جانب موڑنے میں مدد ملی ہے اور یہ نو مہینوں میں خدمات کی تجارت کے خسارے کو تقریباً نصف کرنے کی اہم وجہ ہیں۔

دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان کے تجارتی سازوسامان کا خسارہ بڑھ گیا۔ ماہانہ تجارتی اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 21ء کے شروع میں لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد جلد ہی غیر توانائی درآمدات کی ادائیگیوں میں مضبوط اور پائیدار تیزی کے باعث تجارتی خسارے میں اضافے کا آغاز

شکل 5.3: ابھرتی معیشتوں کی برآمدات میں نمو: جولائی تا مارچ م س 21ء

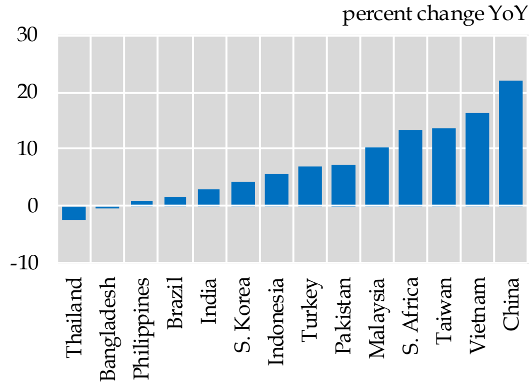

Source: Haver Analytics & Pakistan Bureau of Statistics

ستمبر 2020ء میں ہو گیا تھا (**شکل 5.4**)۔ غیر توانائی اجناس کی بلند قیمتوں اور کئی اہم زرعی اجناس کی ملکی رسد میں مشکلات سے نمٹنے کی ضرورت کے باعث درآمدات نے بھی ادائیگیوں میں اضافہ کر دیا۔ برآمدی لحاظ سے بعض شعبوں، خصوصاً بلند قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل کے حجم میں مضبوط نمو ہوئی ہے اور اسٹیٹ بینک کو فراہم کردہ ڈیٹا کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں معتدل نمو درج کی گئی۔[1] اس بیشتر مدت میں برآمدی وصولیوں میں اس تناسب سے اضافہ نہیں ہو سکا کیونکہ فروری 2021ء تک برآمدی وصولیوں میں مجموعی نمو منفی تھی۔ برآمدی حجم (بیشتر ٹیکسٹائل کے کچھ اہم اجزا) میں مضبوط نمو بلند برآمدی آمدنی پر منتج نہیں

شکل 5.4: م س 21ء میں اشیا کے تجارتی توازن کی مجموعی نمو

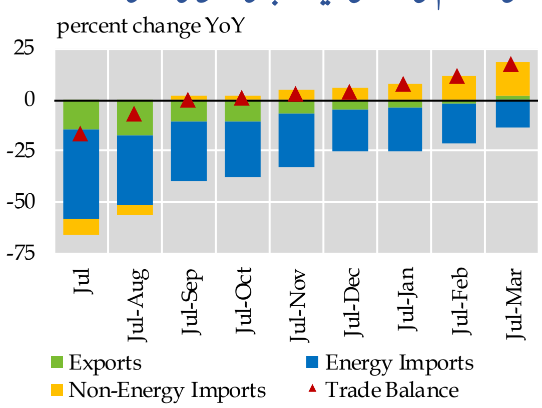

Source: State Bank of Pakistan

[1] بینکوں کی جانب سے اسٹیٹ بینک کو فراہم کردہ برآمدی وصولیوں کے ڈیٹا کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال میں مجموعی برآمدی وصولیوں میں 2.3 فیصد اضافہ ہوا۔ کسٹم حکام کے پاکستان دفتر شماریات کو فراہم کردہ اعدادوشمار کے مطابق اسی مدت میں برآمدات 7.1 فیصد بڑھ چکی ہیں (دیکھیے **سیکشن 5.5: تجارتی کھاتہ**)۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے اس رپورٹ سے منسلک ڈیٹا کے ضمیمہ میں توضیحاتی فرق۔

جدول 5.1: ادائیگیوں کا توازن

ملین امریکی ڈالر

	تیسری سہ ماہی			جولائی تا مارچ		
	مالی سال20ء	مالی سال21ء	مطلق تبدیلی	مالی سال20ء	مالی سال21ء	مطلق تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	**-700**	**-274**	**426**	**-4,147**	**973**	**5,120**
تجارتی سامان کا توازن	**-4,949**	**-7,256**	**-2,307**	**-15,855**	**-18,642**	**-2,787**
بر آمدات	5873	6,883	1,010	18,281	18,698	417
در آمدات	10822	14,139	3317	34,136	37,340	3204
جس میں، توانائی کی در آمدات	2,379	2388	9	7,744	6,671	-1,074
غیر توانائی کی در آمدات	8443	11,751	3308	26,392	30,669	4,277
خدمات کا توازن	**-791**	**-419**	**372**	**-2,861**	**-1,361**	**1,498**
بنیادی آمدنی کا توازن	**-1,072**	**-921**	**151**	**-4,135**	**-3,594**	**541**
جس میں، سودی ادائیگیاں	830	581	-249	2,557	1,871	-686
کارکنوں کی ترسیلات زر	**5,637**	**7,265**	**1,628**	**17,008**	**21,468**	**4,460**
مالی کھاتے کا توازن	**-209**	**-1,057**	**-848**	**-7,354**	**-1,366**	**-5,988**
براہ راست سرمایہ کاری کی آمد	778	516	-262	2151	1396	-755
جزدانی سرمایہ کاری رقوم کی آمد	-243	168	411	227	-267	-494
بیرون ملک مالی اثاثوں میں اضافہ	95	-277	-372	282	1,296	1,014
زر مبادلہ قرضوں کی آمد (خالص)	**-244**	**115**	**359**	**5,092**	**1,615**	**-3,477**
جس میں، عمومی حکومت	-304	702	1006	4,055	3,744	-311
اسٹیٹ بینک	0	-534	-534	-498	-1465	-967
بینک	133	69	-63	-158	-551	-393
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)*	**10,845**	**13,493**	**78***	**10,845**	**13,493**	**1,361***
اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (آخر مدت)*	-3,860	-4,285	325*	-3,860	-4,285	1,164*
پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+)، کمی (-)، فیصد میں*	**-7.1**	**4.6**	**-**	**-4.0**	**10.0**	**-**

* اس مدت میں ذخائر، پیشگی واجبات اور مارک ٹو مارکیٹ پاکستانی روپے کی شرح مبادلہ۔ اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات میں تبدیلی کے ساتھ مثبت کے نشان سے واجبات میں کمی (بہتری) کی نشاندہی ہوتی ہے۔ نوٹ: مالی کھاتے کے توازن کے ساتھ منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان اور دیگر مقامات پر خالص زر مبادلہ رقوم کی آمد ہے۔ مالی کھاتے کے توازن میں تبدیلی کی منفی علامت کا مطلب ہے پاکستان میں سال بسال بنیادوں پر خالص زر مبادلہ رقوم کی آمد۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان۔

ہو سکی، جس کا ایک جزوی سبب بر آمد کنند گان کو اپنی وصولیاں زیادہ لمبے عرصے تک بیرون ملک رکھنے کے حوالے سے کووڈ سے متعلق دی گئی رعایات ہیں۔

بیرونی قرضوں کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں خالص بنیادوں پر مجموعی رقوم کی آمد کم رہی جس سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے: (i) کمزور بیرونی سرمایہ کاری، (ii) نئے سرکاری قرضوں کی کم سطح اور (iii) سرکاری قرضوں اور واجبات کی واپسی کی بلند سطح۔ جاری کھاتے کی بلند وصولیوں کی دستیابی نے سرکاری ذخائر پر اثر انداز ہوئے بغیر سرکاری قرضوں کو کم (خام) رکھنے کا موقع دیا۔ دستیابی کے لحاظ سے سرکاری رقوم کمرشل، دوطرفہ اور کثیر طرفہ ذرائع سے موصول ہوئیں؛ تاہم اس مدت میں سرکاری قرض گیری کے آمیزے میں کمرشل قرضوں

کا حصہ بڑھ گیا(**سیکشن 5.3**)۔ تیسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی سے بھی براہ راست فنانسنگ کی مد میں 500 ملین ڈالر حاصل ہوئے۔

ان تحرکات میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر میں مجموعی طور پر 1.4 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا اور اس مدت کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر 10 فیصد تک بڑھ گئی۔ پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کا سلسلہ تیسری سہ ماہی، ایسے وقت میں جب دیگر ابھرتی منڈیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر مضبوط ہونا شروع ہو چکی تھی، سمیت پورے سال جاری رہا(**شکل 5.5**)۔ تیسری سہ ماہی میں پاکستانی روپے کی قدر کی اضافی مضبوطی سے کچھ ملکی عوامل کی عکاسی ہوتی ہے جن میں آئی ایم ایف پروگرام کے جائزوں کی کامیاب تکمیل اور ترسیلات زر کی رقوم میں پائیدار نمو شامل ہیں(**سیکشن 5.4**)۔

شکل 5.5: امریکی ڈالر کے مقابلے میں نامیہ شرح مبادلہ

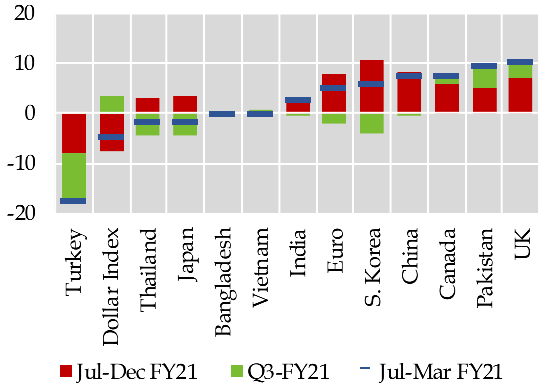

Source: Bloomberg, Haver Analytics

اگرچہ مجموعی بیرونی کھاتہ مستحکم ہے، تاہم ابھرتے ہوئے کچھ رجحانات کی نگرانی ضروری ہے۔ اول، حالیہ درآمدی خاکے سے پتہ چلتا ہے کہ زرعی اجناس (**شکل 5.6**) کی ملکی دستیابی میں کمی۔ بشمول غذائی اجزا(گندم اور چینی بلکہ سبزیاں بھی) اور غیر غذائی اجزا(کپاس)۔ فی الوقت دستیاب زرمبادلہ کی قیمتی آمدنی، خصوصاً کارکنوں کی ترسیلات زر کو استعمال کرنے کا سبب بن رہی ہے۔[2] آئندہ مہینوں میں بہتر پیداوار کی توقعات کے باعث گندم اور چینی کی درآمدات ممکنہ طور پر عارضی ثابت ہو سکتی ہیں(**باب 2**)، اجناس کی عالمی قیمتوں میں حالیہ اضافہ رسد کے فعال انتظام اور منصوبہ بندی کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے تاکہ درآمدی ادائیگیوں پر دباؤ کم کیا جاسکے(**باب 1**)۔

شکل 5.6: پاکستان کی درآمدی نمو کی تفصیل: جولائی تا مارچ مس 21ء*

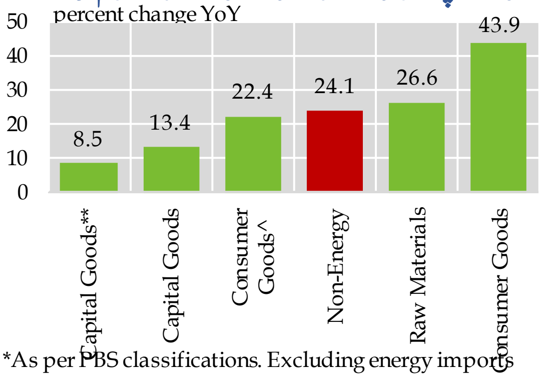

*As per PBS classifications. Excluding energy imports (HS-27) from all categories. **w/o cell phones; ^w/o wheat and sugar

دوم، اگرچہ مجموعی جاری کھاتے میں فاضل کے سبب ملک کی خام بیرونی مالکاری کی ضروریات فی الحال کم ہیں، تاہم انہی ذرائع کو ادائیگی کے لیے کمرشل اور دوطرفہ رقوم کی آمد پر انحصار، جیسا کہ اس سال دیکھا گیا، واجبات کے فعال انتظام کا متقاضی ہو گا۔ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی موجودہ معتدل آمد کی موجودگی میں ضروری ہے کہ کثیر فریقی شراکت داروں اور سرمائے کے عالمی سرمایہ کاروں سے ربط رکھا جائے اور ضروری اصلاحات پر عملدرآمد کیا جائے۔

اس ضمن میں ملکی زرمبادلہ آمدنی میں جاری تنوع خصوصاً ستمبر 2020ء میں بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے لیے روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹ(آر ڈی اے) کا اجرا خوش آئند ہے۔ غیر مقیم پاکستانیوں کو سرمایہ کاریوں اور اپنے خاندانوں کی اعانت کے لیے

[2] پاکستان دفتر شماریات کی درجہ بندی اور اعداد و شمار کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران صارفی اشیا کی درآمدات کو بڑھانے میں گندم، چینی، خشک مٹر، سیاہ چائے اور لہسن نے اہم کردار ادا کیا۔ پی بی ایس نے طبی ویکسین کی درجہ بندی بھی صارفی اشیا(ایچ ایس کوڈ 300220 کے تحت ایچ ایس 6 سطح پر) کے زمرے میں کی ہے، اور جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں ان کی درآمدی مالیت 31.7 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 223.7 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔

مزید ذرائع کی فراہمی کے سلسلے میں آر ڈی ایز کی وسعت میں جاری توسیع ملک میں زرمبادلہ کی اضافی رقوم کی آمد میں اہم کردار ادا کرے گی۔

جدول 5.2: پاکستان کو راہداری کے لحاظ سے کارکنوں کی ترسیلات زر، جولائی تا مارچ

ملین ڈالر

	م س20ء	م س21ء	تبدیلی
امریکہ	1,246.5	1,901.8	655.3
برطانیہ	1,793.2	2,900.5	1,107.3
خلیج تعاون کونسل	11,259.1	12,716.6	1,457.4
سعودی عرب	4,775.7	5,731.8	956.1
متحدہ عرب امارات	4,219.1	4,526.3	307.2
خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک	2,264.3	2,458.5	194.1
بیلجیم	47.2	176.9	129.7
فرانس	180.0	303.3	123.3
اٹلی	275.4	428.9	153.5
آسٹریلیا	229.8	440.2	210.4
کینیڈا	208.6	394.4	185.8
دیگر	1,769.0	2,205.2	436.2
کل	**17,008.7**	**21,467.8**	**4,459.1**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

5.2 جاری کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں جاری کھاتہ 973 ملین ڈالر فاضل رہا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.1 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا تھا۔ یہ فاضل سال کے ابتدائی پانچ مہینوں میں جمع ہوا تھا، جبکہ اگلے چار مہینوں میں معتدل خسارہ درج کیا گیا۔ اس مدت میں مجموعی فاضل کا اہم ماخذ کارکنوں کی ترسیلات زر میں مسلسل اضافے کے ساتھ بیرونی قرضوں پر سودی ادائیگیوں میں کمی اور بین الاقوامی فضائی سفر کے کم ہو جانے کے باعث بنیادی آمدنی اور خدمات کے خساروں دونوں کا سکڑنا تھا۔ ان ذرائع سے زرمبادلہ کی خالص وصولیاں نو مہینوں کی مدت میں سامان کی تجارت کے خسارے میں 17.6 فیصد توسیع کا اثر زائل کرنے کے لیے کافی تھیں۔

کارکنوں کی ترسیلات زر میں اضافہ جاری ہے

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران پاکستان میں کارکنوں کی ترسیلات زر 26.2 فیصد کی خالص بلند نمو کے ساتھ 21.5 ارب ڈالر کی تاریخی بلند سطح تک پہنچ گئیں۔ سال کے آغاز سے ہی رقوم کی آمد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور تمام اہم اور قدرے چھوٹی راہداریوں کی جانب سے اضافہ درج کیا گیا ہے (**جدول 5.2**)۔ مزید برآں، تقریباً تمام اہم کوریڈوروں (علاوہ امریکہ) سے رقوم کی آمد بھی اپنی تاریخی سطح پر ہے۔

کووڈ کے پھیلاؤ کو ایک برس سے زائد گزرنے کے بعد پاکستان کو ترسیلات زر–کچھ دیگر اہم وصول کنندگان کے ساتھ– قابل ذکر حد تک لچکدار رہی ہیں، جبکہ کچھ اور ممالک میں توقع کے مطابق کمی دیکھی گئی۔ مئی 2021ء میں جاری شدہ عالمی بینک کے اعداد و شمار کے مطابق مختلف علاقوں کو ترسیلات زر کے بہاؤ میں مختلف قسم کے رجحانات نمایاں ہیں: 2020ء میں جنوبی ایشیا اور لاطینی امریکہ میں رقوم کی آمد میں اضافہ دیکھا گیا، جبکہ یورپ، وسطی امریکہ اور ذیلی صحارا افریقہ میں کمی درج کی گئی ہے (**شکل 5.7 الف**)۔ عالمی بینک کے تازہ ترین تخمینوں کے مطابق ابتدائی طور پر تمام علاقوں میں کمی کی توقعات کے مقابلے میں مختلف علاقوں میں نمو کے الگ الگ رجحانات 2020ء میں عالمی ترسیلات زر میں 1.6 فیصد کی معتدل سال بسال کمی پر منتج ہوئے۔[3]

جنوبی ایشیا میں بیشتر بلند ترسیلات کا رخ پاکستان، بنگلہ دیش اور سری لنکا کی طرف تھا، جبکہ بھارت میں رقوم کی آمد دباؤ میں رہی ہے (**شکل 5.7 ب**)۔ اسی طرح، لاطینی امریکہ میں بیشتر بلند رقوم کی آمد میکسیکو اور برازیل میں ہوئی، جبکہ خطے کے دیگر ممالک کو ترسیلات قدرے کمزور رہی ہیں۔ دوسری جانب یورپ اور وسطی ایشیا کو ترسیلات زر میں کمی کا بڑا ماخذ روس تھا، جہاں کووڈ19 اور تیل کی قیمتوں میں کمی کے دوہرے بحران نے معاشی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کیے اور پناہ گزینوں کی رقوم بھیجنے کی صلاحیت کو نقصان پہنچایا۔

[3] ماخذ: عالمی بینک (2020ء)۔ کووڈ19 بحران ہجرت کے عدسے سے۔ ہجرت اور ترقی کا مختصر جائزہ 34۔ واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک

شکل 5.7 الف: عالمی ترسیلات زر کی ابتدائی پیش گوئی اور نظر ثانی شدہ نمو کے تخمینے

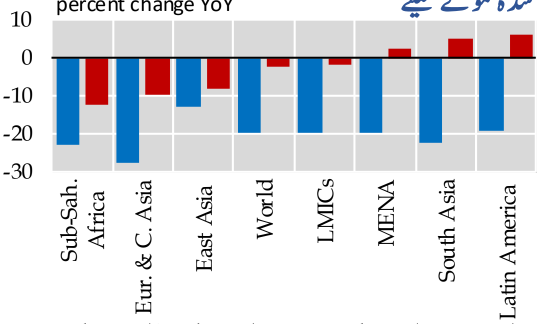

Source: World Bank (April 2020 & May 2021)

شکل 5.7 ب: وبا پھیلنے کے بعد اہم وصول کنندگان کی ترسیلات زر میں نمو: جولائی تا مارچ

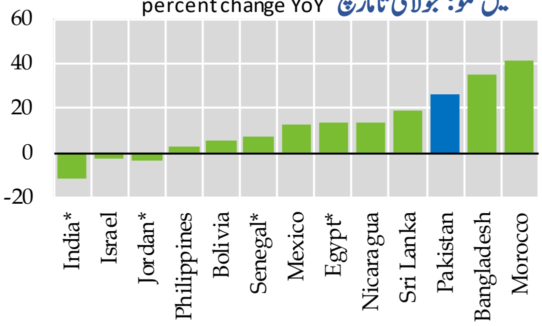

*During Jul-Dec (latest available data)
Source: Haver Analytics, State Bank of Pakistan

ان علاقوں کو ترسیلات زر کے ان بظاہر متضاد رجحانات میں کئی عوامل نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ خطے سے قطع نظر ان میں سے کچھ عوامل اہم وصول کنندہ معیشتوں میں نمایاں طور پر مشترک ہیں۔ ایک مشترکہ ترغیباتی عامل وبا ہے۔ وصول کنندہ ممالک میں لاک ڈاؤن اور اس کے نتیجے میں روزگار اور کاروبار میں نقصانات کے ساتھ ساتھ صحت اور دیگر ہنگامی اقدامات پر اخراجات میں اضافے نے خاندانوں کا بیرون ملک مقیم رشتہ داروں کی اعانت پر انحصار بڑھا دیا ہے– یہ وہ عوامل ہیں جن کی عالمی بینک نے اپنے ہجرت اور ترقی کے تازہ ترین مختصر جائزے (مئی 2021ء) میں نشاندہی کی ہے۔

دیگر ترغیباتی عوامل کا تعلق منتخب ممالک کے ایک گروپ سے ہے۔ مثلاً، جنوبی ایشیا میں پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں نے اپنے تارکین وطن کے ساتھ ساتھ ترسیلات کی ادائیگی کو پروسیس کرنے والوں بشمول بینکوں اور منی ٹرانسفر آپریٹرز کے لیے رعایات میں اضافہ کیا ہے۔ ان رعایات سے بینکوں اور ایم ٹی اوز کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ پناہ گزینوں تک رسائی کی کوششوں ، خصوصاً ڈجیٹل ذرائع سے، کو بڑھائیں جبکہ انہوں نے تارکین وطن کو بھی سہولت دی ہے کہ وہ رقوم کی منتقلی کے لیے باضابطہ ذرائع پر منتقل ہو جائیں۔[4] جہاں تک بنگلہ دیش کا تعلق ہے تو اس میں ایک ترغیبی عامل جولائی 2020ء میں آنے والا شدید سیلاب تھا، جس سے اس کے تارکین وطن کی مزید حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ بحالی کے عمل میں معاونت کے لیے زیادہ رقوم بھجوائیں۔

محرکاتی عوامل کے لحاظ سے ایک مشترک عامل بظاہر ترقی یافتہ ممالک، خصوصاً امریکہ اور برطانیہ ، میں بھاری پالیسی اعانت معلوم ہوتی ہے، جو بین الاقوامی تارکین وطن کے اہم مقامات ہیں۔ نقد رقوم کی براہ راست منتقلیوں، بیروزگاری کے فوائد، کرائے اور یوٹیلٹی ادائیگیوں کو مؤخر کرنے پر مشتمل یہ اعانت پناہ گزینوں کے لیے اضافی آمدنی اور بچتوں کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئی اور انہیں رقوم اپنے ملکوں کو بھجوانے کا موقع مل سکا۔ یہاں واضح رہے کہ ترقی یافتہ معیشتوں کی اس پالیسی اعانت سے نہ صرف فرسٹ جنریشن (یعنی بیرون ملک پیدائش والے) کارکنوں بلکہ ان توسیع شدہ خاندانی نیٹ ورکس کو بھی مدد ملی جو طویل مدت سے بیرون ملک رہائش پذیر ہیں۔

دیگر عوامل میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں کرنسی کے باہمی انتظامات نے بھی امریکی ڈالر کے لحاظ سے ترسیلات زر کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں برطانیہ سے پاکستان کو ترسیلات زر میں 61.8 فیصد کا خاصا اضافہ نمایاں ہے، کیونکہ اس مدت کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں برطانوی پونڈ کی قدر 10 فیصد سے زائد بڑھی تھی۔ ترسیل کنندہ کی

[4] کووڈ پھیلنے کے بعد اعلان کردہ ترغیبات کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، بینک دولت پاکستان کی پاکستانی معیشت کی کیفیت پر مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ کا باب 5۔

کرنسی (برطانوی پونڈ، برطانیہ سے ترسیلات زر کے لیے) کی قدر میں اضافے کا نتیجہ بلند ترسیلات زر کی صورت میں اس وقت نکلے گا جب اسے امریکی ڈالر میں منتقل کریں گے، خواہ پناہ گزیں اتنی ہی رقم اپنی کرنسی میں کیوں نہ بھیج دیں۔ دیگر اہم ممالک بشمول یوروزون کے ارکان، کینیڈا اور آسٹریلیا کی کرنسیوں میں اسی طرح کے رجحانات نے امریکی ڈالر کے لحاظ سے ان کوریڈوروں سے ترسیلات زر کے حجم میں بھی اضافہ کیا ہے۔ کرنسیوں کی حرکت پذیری میں ردوبدل کے بعد بعض اہم ترقی یافتہ ممالک کی ترسیلات زر میں نمو کی شرحیں کچھ معتدل ہو جاتیں، پھر بھی وہ کافی بلند سطح پر رہتیں (**شکل5.8**)۔[5] گراف میں شامل 12 ممالک پر شرح مبادلہ کے اثر (یعنی امریکی ڈالر کے مقابلے میں ان کی کرنسیوں میں اضافہ) کے نتیجے میں امریکی ڈالر کے لحاظ سے ان کوریڈوروں سے پاکستان کو رقوم کی آمد میں مجموعی طور پر 14.9 فیصد (318.4 ملین ڈالر) اضافہ ہوا۔

شکل 5.8: امریکی ڈالر اور ترسیل کنندہ کرنسی کے لحاظ سے پاکستان کی ترسیلات میں نمو: جولائی تا مارچ م س21ء

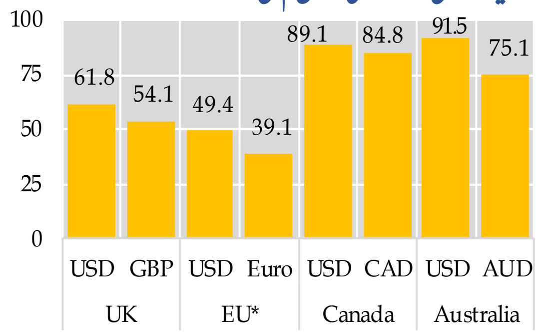

*9 top Eurozone corridors
Source: SBP, Haver Analytics & SBP calculations

پست سودی ادائیگیوں کی وجہ سے بنیادی آمدنی خسارہ کم ہو گیا

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بنیادی آمدنی کا خسارہ 13.1 فیصد کمی کے ساتھ 3.6 ارب ڈالر رہ گیا۔ یہ تقریباً ساری بہتری بیرونی قرض پر سودی ادائیگیوں میں 26.8 فیصد کی بھاری کمی سے آئی، جو اس مدت میں گر کر 1.9 ارب ڈالر رہ گئیں۔ یہ کمی بنیادی طور پر پاکستان کی جانب سے جی20 قرضہ سروس معطلی کے اقدام (ڈی ایس ایس آئی) کے تحت دی گئی عارضی رعایتوں سے استفادے کی عکاسی کرتی ہے، جس کے تحت کئی کثیر فریقی قرض دہندگان نے بیرونی قرض پر اصل زر اور سودی ادائیگیوں کو معطل کر دیا ہے (**باب4**)۔ ابتدائی طور پر دسمبر 2020ء میں واجب الادا قرضوں اور سودی ادائیگیوں کو ڈی ایس ایس آئی کے تحت مؤخر کیا گیا؛ تب سے اس اقدام میں متعدد بار توسیع ہو چکی ہے، اور اب یہ ان ادائیگیوں پر مشتمل ہے جو آخر دسمبر 2021ء تک واجب الادا ہیں۔[6] مزید برآں، کووڈ19 کے پھیلاؤ کے بعد عالمی شرح سود کے نشانیوں میں خاصی کمی سے رواں قرض کی شرح پر ادائیگیوں کو کم کرنے میں مدد ملی ہے۔[7] مثلاً لائبور (LIBOR) کی ششماہی شرح آخر جون 2020ء کے 0.37 فیصد سے گر کر آخر مارچ 2021ء میں 0.21 فیصد پر آ گئی ہے۔[8]

اسی طرح جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بیرونی سرمایہ کاروں (بلاواسطہ اور جزدانی دونوں) کا منافع اور منافع مقسمہ 12.5 فیصد اضافے سے بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ سرمائے کی واپسی ان شعبوں میں زیادہ نمایاں تھی جہاں بیرونی سرمایہ کاروں کے قدم مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور جہاں جلد قابل فروخت صارفی اشیا، ٹیلی کام اور تمباکو جیسے شعبوں میں نفع یابی گذشتہ برس کے مقابلے میں بھی بڑھ چکی ہے (**شکل5.9**)۔ تاہم توانائی کے شعبے میں ابتدائی (دریافت) اور زیریں (ریفائننگ اور خردہ فروخت) اجزا دونوں میں سرمائے کی واپسی کم رہی جس کا اہم

[5] شکل 5.8 میں ترسیل کردہ کرنسی کے لحاظ سے نمو کو ان معیشتوں سے امریکی ڈالر میں موصول شدہ ماہانہ ترسیلات زر کو ترسیل کنندہ کرنسی (مثلاً، برطانیہ سے رقوم کی آمد کے لیے برطانوی پونڈ) کی اوسط ماہانہ شرح مبادلہ (برطانوی پونڈ/امریکی ڈالر) سے اخذ کر کے مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کے جولائی تا مارچ کی مدتوں کے ماہانہ ڈیٹا کو جمع کیا جاتا ہے اور آخر میں سال بسال نمو اخذ کی جاتی ہے۔

[6] ماخذ: عالمی بینک، بتاریخ 28 مئی 2021ء، دستیاب ہے: https://www.worldbank.org/en/topic/debt/brief/covid-19-debt-service-suspension-initiative

[7] پاکستان کے لیے واجب الادا رواں شرح بیرونی قرض کے اہم ذرائع میں کثیر فریقی ادارے (بشمول پیرس کلب)، کمرشل بینک، ترقیاتی بینک اور دو طرفہ شراکت دار شامل ہیں (ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 20-2019ء)۔ ان قرضوں میں سے بیشتر یا تو مکمل طور رواں شرح پر مشتمل ہیں، یا معین اور رواں جز پر مبنی ہیں۔ اس کے مقابلے میں یورو بانڈز اور صکوک کا معاہدہ معین شرحوں پر کیا جاتا ہے۔

[8] ماخذ: آئی سی ای بینچ مارک ایڈمنسٹریشن۔

سبب تیل کی کم عالمی قیمتیں ہیں، جن سے اس مدت میں رقوم کی مجموعی واپسی میں اضافے کو نچلی سطح پر رکھنے میں مدد ملی۔

شکل 5.9: منافع اور منافع منقسمہ کی واپسی میں سال بسال تبدیلی: جولائی تا مارچ م س 21ء

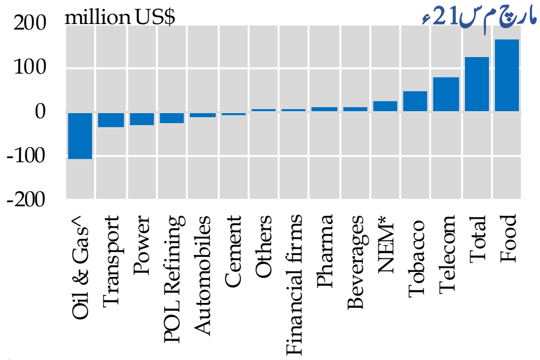

^oil & gas exploration.*non-electrical machinery
Source: State Bank of Pakistan

کم بین الاقوامی فضائی سفر سے خدمات کا خسارہ کم رکھنے میں مدد ملی

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں تجارتی خسارہ 52.4 فیصد سکڑ کر 1.4 ارب ڈالر پر آگیا۔ تقریباً تمام بہتری درآمدات میں دیکھی گئی کیونکہ اس مدت میں ادائیگیوں میں 20.4 فیصد کی نمایاں کمی واقع ہوئی؛ دوسری جانب برآمدی وصولیاں تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر منجمد رہیں۔

جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں دوسری سہ ماہی رپورٹ میں تفصیلات دی گئی ہیں، خدمات کی درآمدی ادائیگیوں میں کمی کا اہم سبب دو زمروں کی درآمدات ہیں، جو دونوں بین الاقوامی فضائی سفر سے منسلک ہیں اور کووڈ کی وبا نے انہیں شدید متاثر کیا ہے (**جدول 5.3**)۔ فضائی ٹرانسپورٹ خدمات کی درآمدی ادائیگیوں میں خاصی کمی، جو بنیادی طور پر پاکستانی مقیم افراد کی جانب سے فضائی ٹکٹوں کی خریداری کو ظاہر کرتی ہے، نے خدمات کے کھاتے کی مجموعی بہتری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ فضائی سفری خدمات کی درآمد کا قریبی ربط ہوتا ہے، جن میں بین الاقوامی فضائی سفری مقاصد کے لیے پاکستانی مقیم افراد کی جانب سے زرمبادلہ کی مشکل نقد خریداریاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں سامان کی درآمدی ادائیگیوں میں استرداد کا رجحان دیکھا گیا اور نو مہینوں کی مدت میں یہ 8.4 فیصد تک بڑھ گئیں، اور ان میں تمام اضافہ تیسری سہ ماہی میں 37.9 فیصد اضافے کے سبب ہوا۔

خدمات کی برآمدات کے محاذ پر معلومات، مواصلات اور ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کے شعبے کی وصولیوں میں 43.6 فیصد صحت مند نمو درج کی گئی اور یہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بڑھ کر 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ملک کی آئی ٹی فرمیں وبا کے دوران مختلف آئی ٹی خدمات کی طلب میں بھاری اضافے کو استعمال کرتے ہوئے عالمی منڈی میں مسلسل اپنی سرایت بڑھارہی ہیں۔ تاہم، حوصلہ افزا آئی سی ٹی برآمدات کے اثرات کو مقامی جہاز رانی اور فضائی صنعتوں سمیت خدمات کے دیگر شعبوں کی وصولیوں میں کمی نے تقریباً مکمل طور پر زائل کر دیا۔

جدول 5.3: خدمات کے توازن کی تفصیل، جولائی تا مارچ*

ملین امریکی ڈالر

	م س 20ء	م س 21ء	تبدیلی^
ٹرانسپورٹ	-1,894	-1,575	319
فضائی مسافر	-447	83	530
مال برداری	-1,399	-1,516	-117
سفر	-699	-221	478
آئی سی ٹی خدمات	762	1,111	349
برآمدات	1,053	1,512	459
درآمدات	291	401	110
دیگر	-1,030	-678	351
خدمات کا توازن (خالص)	**-2,861**	**-1,363**	**1,497**

* منفی توازن کا مطلب ہے خسارہ اور مثبت علامت کا مطلب ہے فاضل۔
^ مثبت علامت سال بسال بہتری اور دیگر کو ظاہر کرتی ہے۔
ماخذ: بینک دولت پاکستان

5.3 مالی کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ملک میں خالص مالی رقوم کا بہاؤ گھٹ کر 1.4 ارب ڈالر ہوگیا– جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں موصول شدہ 7.4 ارب ڈالر کے مقابلے میں بے حد معمولی ہے۔ اس بھاری کمی میں چند اہم پیش رفتوں نے کردار ادا کیا۔ پہلا، معیشت پر خالص زرمبادلہ ادائیگی کا دباؤ قدرے کمزور رہا،

کیونکہ نو مہینوں کی مدت میں مجموعی جاری کھاتے کا خسارہ فاضل رہا۔ ایک جانب، فاضل نے ملک کی بیرونی قرضوں کی ضروریات میں کمی کر دی اور حکومت کو سرکاری ذخائر پر اثرانداز ہوئے بغیر اپنی خام قرض گیری میں کمی کا موقع دیا۔ اور دوسری جانب، اس فاضل کی عکاسی پاکستانی بینکوں اور دیگر اداروں کے بیرونی اثاثوں کے بڑھنے سے ہوئی، جس نے ادائیگیوں کے توازن کے اعدادوشمار میں درج خالص مالی رقوم کی آمدورفت کو کم کر دیا۔[9]

دوسری اہم پیش رفت حکومت اور مرکزی بینک کی جانب سے قرضوں اور واجبات کی بلند واپسی تھی، جس نے خالص بنیادوں پر رقوم کی آمد کو کم کر دیا۔ سوم، بیرونی سرمایہ کاری رقوم کی آمد گذشتہ برس سے کم تھی، کیونکہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سال بسال بنیادوں پر گھٹ گئی، جبکہ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے رقوم کا خالص اخراج درج کیا گیا۔ اور آخری، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی ہے، جس سے سہ ماہی میں براہ راست ای ایف ایف کی مد میں تقریباً 500 ملین ڈالر کے حصول میں مدد ملی، اور ملک کو آخر مارچ 2021ء تک عالمی سرمایہ منڈیوں تک رسائی میں بھی سہولت ملی۔[10]

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان کو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 35.1 فیصد کمی کے ساتھ 1.4 ارب ڈالر رہ گئی، تینوں سہ ماہیوں میں سرمایہ کاری میں سال بسال بنیادوں پر کمی ہوئی۔ گذشتہ برس کی طرح بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں بدستور بجلی کے شعبے کی بالادستی قائم رہی اور اس مدت میں ملک میں آنے والی مجموعی براہ راست سرمایہ کاری میں اس کا حصہ 52.9 فیصد رہا۔ اس سرمایہ کاری میں سے تقریباً نصف (46.7 فیصد) چین سے موصول ہوئی، جو پاکستان کے لیے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

کووڈ کی وبا پھیلنے کے بعد سے عالمی براہ راست سرمایہ کاری محدود رہی ہے، اور 2020ء میں رقوم کا بہاؤ کافی تیزی سے گر کر ایسی سطح پر آ گیا، جو 09-2008ء کے عالمی مالی بحران میں دیکھی گئی کمی سے بھی نیچے تھا۔[11] ترقی یافتہ ممالک کو سب سے زیادہ کمی کا سامنا کرنا پڑا، جبکہ ترقی پذیر معیشتوں کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں کمزور رہی۔ تاہم چین اور بھارت کو اس رجحان سے استثنا حاصل رہا کیونکہ ان دونوں ممالک کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بڑھ گئی، انضمام اور تحویل کے باعث ہائی ٹیک اور آئی سی ٹی صنعتوں میں رقوم کی آمد بلند رہی، جبکہ چینی دوا ساز فرموں کو بھی بیرون ملک سے نئی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری موصول ہوئی۔

اس سے قطع نظر، مالی سال 21ء میں پاکستان کو بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی کمزوری کا جزوی ذمہ دار مجموعی کمزور عالمی رجحانات ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ ملکی عوامل نے بھی کردار ادا کیا۔ اول، ان ترغیبات کی کمی تھی جن سے ایسے شعبوں میں نئی سرمایہ کاری کو فروغ حاصل ہو سکتا تھا جو گذشتہ چند برسوں سے بلند بیرونی راست سرمایہ کاری وصول کر رہے ہیں، جیسے کہ ٹیلی کام اور بجلی۔ ٹیلی کام کے معاملے میں موبائل فون فرموں نے اپنی بیرونی سرپرست کمپنیوں سے قرض لیا تھا، تاکہ وہ حکومت کے پاس اپنے لائسنس کی تجدید کی فیس جمع کرا سکیں۔ ان فرموں کو لائسنس کی مد میں کوئی ادائیگی کرنے کی ضرورت نہیں تھی، نہ ہی انہیں دیگر کاروبار یا آپریٹنگ سرگرمیوں کے لیے بیرون ملک سے نئی خاصی سرمایہ کاری وصول کرنے کی ضرورت تھی (**جدول 5.4**)۔ دراصل، کچھ فرموں نے اس سال

---

[9] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران جاری کھاتے کے فاضل میں پاکستانی بینکوں اور دیگر اداروں کے بیرون ملک رکھے گئے اثاثوں میں 1.3 ارب ڈالر اضافے نے جزوی حصہ ڈالا، جسے ادائیگیوں کے توازن کے اعدادوشمار میں پاکستان سے زرمبادلہ کے اخراج کے طور پر درج کیا گیا۔

[10] اگرچہ پاکستان نے 31 مارچ 2021ء کو یوروبانڈ جاری کیے تھے، تاہم اجرا کی وصولیاں اپریل 2021ء کے اوائل میں موصول ہوئیں، اور اسی لیے آخر مارچ تک زرمبادلہ کے ذخائر کی پوزیشن میں ان کی عکاسی نہیں ہوئی تھی۔

[11] 2020ء میں عالمی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد 42 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 859 ارب ڈالر رہنے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ تقابل کے لیے 2008ء میں عالمی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی مالیت 1.5 ٹریلین ڈالر (21.2 فیصد سال بسال کم) اور بحالی سے قبل 2009ء میں 1.2 ٹریلین ڈالر (17 فیصد کم) رہی۔ ماخذ: عالمی سرمایہ کاری کے رجحانات کی نگرانی رپورٹ، جنوری 2021ء، اقوام متحدہ کانفرنس برائے تجارت وترقی۔

جدول 5.4: شعبہ وار خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری: جولائی تا مارچ

ملین ڈالر

	مالی سال 20ء	مالی سال 21ء	تبدیلی
غذا	20.4	14.2	-6.3
ٹیکسٹائل	31.3	13.3	-18.0
کیمیکلز	-1.2	16.6	17.8
تیل و گیس کی دریافت	218.3	158.3	-59.9
آئل ریفائنریاں	3.5	-38.1	-41.7
انفارمیشن ٹیکنالوجی	25.6	50.2	24.6
برقی مشینری	143.4	104.9	-38.4
گاڑیاں	55.5	19.7	-35.8
بجلی	742.4	737.8	-4.6
ٹیلی کام	464.8	-62.6	-527.4
مالی فرمیں	210.5	192.1	-18.4
دیگر	235.8	188.6	-47.2
کل	**2,150.3**	**1,395.0**	**-755.2**

بینک دولت پاکستان

اپنی کمپنیوں کے اندرونی قرضوں کو واپس کیا، جس سے اس سال ٹیلی کام شعبے سے خام بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کے اخراج میں معمولی اضافہ ہو گیا۔

بجلی کے شعبے میں بھی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کسی تبدیلی کے بغیر گذشتہ برس کی سطح 0.7 ارب ڈالر پر رہی۔ سی پیک سے متعلق بجلی کی پیداوار اور تقسیم کے جن منصوبوں میں گذشتہ برس خاصی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری موصول ہوئی تھی، ان میں اس سال سرمایہ کاری کی سطح قدرے پست رہی کیونکہ یہ منصوبے تکمیل کے قریب تھے، جبکہ ان منصوبوں میں سے کچھ میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اخراج بھی دیکھا کیا گیا۔

مزید برآں، صنعتوں سے مخصوص بعض پیش رفتیں جیسے کہ تیل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور عالمی سطح پر کارپوریٹ یکجائی سے سرمایہ کاروں کو کچھ جزدانی سرمایہ کاری کو دوبارہ متوازن بنانے کی ترغیب ملی۔ پاکستان کے معاملے میں اس کا نتیجہ تیل و گیس کی دریافت کے شعبے میں نئی سرمایہ کاری میں نمایاں سست رفتاری پر منتج ہوا، اس کے ساتھ تیل کی ڈاؤن اسٹریم (ریفائننگ اور خردہ) سے بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اخراج درج کیا گیا۔

اس تناظر میں، ملکی معیشت کے زیادہ متحرک شعبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کو متوجہ کرنا اہم ہے۔ پالیسی اور ضوابطی تناظر میں توجہ سازگار ماحول کی فراہمی پر مرکوز رہی ہے۔ اس ضمن میں بعض حالیہ اقدامات میں خدمات کی فرموں (خصوصاً آئی سی ٹی فرموں) کے لیے زرمبادلہ کے ضوابط میں نرمی کے ساتھ ایسی پالیسیاں شامل ہیں، جو موبائل فون ساز اور برقی گاڑیوں کی صنعتوں کے لیے مخصوص شعبہ جاتی پالیسیاں جو ممکنہ طور پر طویل مدتی سرمایہ کاری کے ممکنہ مواقع کے ساتھ سرمایہ کاروں کو متوجہ کر سکتی ہیں۔ اسی طرح، سی پیک کے دوسرے مرحلے میں کوئی پیش رفت، جس میں خصوصی اقتصادی زون کے قیام اور بیرونی فرموں کو اپنی پیداوار پاکستان منتقل کرنے کی طرف راغب کرنے پر توجہ دینے سے بھی ملک میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

کووڈ کے سبب ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معیشتوں دونوں میں مالی سیالیت کے غیر معمولی ادخالات اور مستحکم اور کم شرح سود کے سبب عالمی سطح پر سرمایہ کاروں میں خطرہ مول لینے کی کا رجحان ابھی بلند سطح پر ہے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں اثاثوں کے مختلف زمروں میں کئی قسم کے قدرے پر خطر اثاثوں میں سرمایہ کاری کو مہمیز ملی ہے، جیسے ایکویٹی اور بلند یافت کے قرضے (کارپوریٹ کے ساتھ ریاستی اداروں کی جانب سے بھی)۔ تاہم کچھ دلچسپ رجحانات نمایاں ہیں۔ اول، بظاہر اثاثوں کے مختلف زمروں میں بیرونی سرمایہ کاری کی جغرافیائی تقسیم دیکھنے میں آئی ہے۔ خصوصاً، مالی سال 21ء کی دوسری سہ ماہی کے اختتام سے لے کر پوری تیسری سہ ماہی میں ایکویٹی مارکیٹ کا منافع اہم ترقی یافتہ معیشتوں خصوصاً امریکہ میں قدرے خاصا بلند رہا ہے اور اس بلند منافع سے ان معیشتوں کی ایکویٹی منڈیوں کو سرمائے کے مضبوط بہاؤ کی ترغیب دینے میں مدد ملی ہے (**شکل 5.10** اور **شکل 5.11**)۔ بعض اہم ابھرتی منڈیوں کی ایکویٹی میں کارکردگی اگرچہ مطلق لحاظ سے مناسب ہے تاہم ترقی یافتہ معیشتوں کے منافع کے مقابلے میں قدرے کمزور رہی ہے، جس کا نتیجہ ابھرتی منڈیوں کی ایکویٹی میں کمزور بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

شکل 5.10: م س 21ء کی سہ 3 میں ترقی یافتہ اور ابھرتی معیشتوں کی ایکویٹی کا منافع

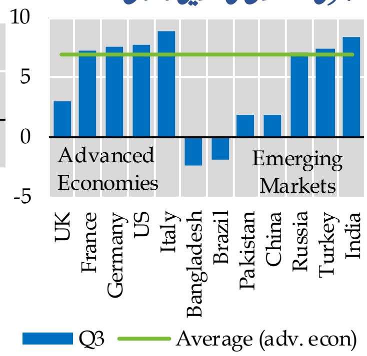

Source: Haver Analytics

شکل 5.11: اہم ابھرتی معیشتوں میں خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد*

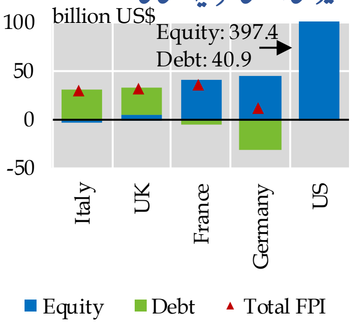

*Jul-Dec FY21 (latest data)
Source: IMF/Haver Analytics

شکل 5.12: ترقی یافتہ اور ابھرتی معیشتوں میں خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد

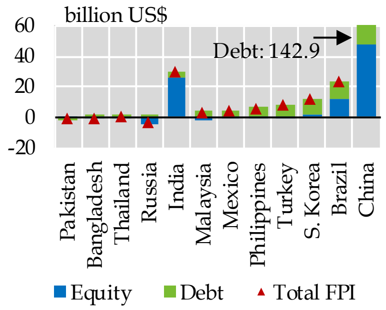

*Jul-Dec FY21 (latest available data)
Source: IMF/Haver Analytics

کی صورت میں نکلا ہے (**شکل 5.12**)۔ اس کے بجائے ابھرتی منڈیوں میں بیرونی سرمایہ جاتی رقوم ان کی مقامی کرنسی کے قرضہ تمسکات میں داخل ہوئیں، کیونکہ عالمی سرمایہ کار مسلسل بلند یافتوں کی حامل معین آمدنی تمسکات کی تلاش میں تھے۔

کسی حد تک یہ عالمی رجحانات جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران پاکستان کو بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے بہاؤ میں بھی نمایاں تھے۔ نو مہینوں کی مدت میں مجموعی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں 267 ملین ڈالر کا خالص اخراج دیکھا گیا، جبکہ رقوم کا اخراج ایکویٹی میں مرتکز رہا اور تمام اخراج سال کی پہلی ششماہی میں درج کیا گیا، جبکہ تیسری سہ ماہی میں ایسی سرمایہ کاری کے بہاؤ میں استرداد دیکھا گیا (**شکل 5.13**)۔ مقامی کرنسی کے طویل مدتی قرضہ تمسکات (خصوصاً، پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز) میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں دوسری سہ ماہی سے اضافہ شروع ہوا اور تیسری سہ ماہی میں بھی یہی رجحان جاری رہا۔ طویل مدتی بانڈز میں بیرونی سرمایہ کاروں کے داخلے سے ممکنہ طور پر آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی کے باعث موافق احساسات کی عکاسی ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر ترقی یافتہ اور ابھرتی معیشتوں کے مقابلے میں ملکی شرح سود کا فرق بھی مستحکم رہا، جس سے سرمایہ کاروں کو طویل مدت میں بلند شرحوں پر سرمایہ رکھنے کا موقع ملا (**باب 3**)۔

شکل 5.13: پاکستان آنے والی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری، قرضہ اور ایکویٹی تمسکات کی تفصیل

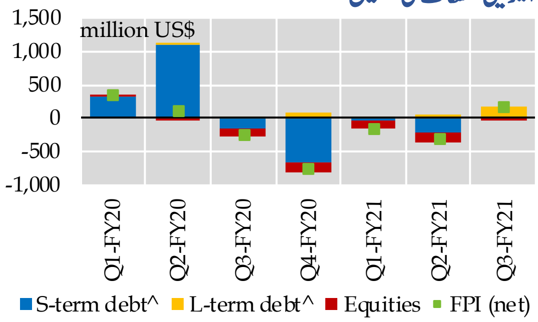

*excluding Eurobond/Sukuk. ^short-term/long-term
Source: State Bank of Pakistan

مقامی قرضہ تمسکات میں بلند بیرونی جزدانی سرمایہ کاری سے اس مدت میں ایکویٹی تمسکات سے مسلسل اخراج کی جزوی تلافی میں مدد ملی۔ نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ (این سی سی پی ایل) کے ڈیٹا سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے تقریباً تمام شعبوں میں فروخت دیکھی گئی اور ان شعبوں میں بھاری فروخت ہوئی جہاں بیرونی ملکیت کی سطح بلند ہے جن میں بینکاری، تیل و گیس اور سیمنٹ شامل ہیں۔[12] فروخت کے اس وسیع البنیاد رجحان میں ٹیکسٹائل کے شعبے کو استثنیٰ حاصل ہے کیونکہ نو مہینوں کی مدت میں بیرونی سرمایہ کار فہرستی ٹیکسٹائل

[12] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران بیرونی سرمایہ کار 295.1 ملین ڈالر مالیت کی پاکستانی ایکویٹی کے خالص فروخت کنندہ تھے۔ بلند ترین فروخت بینکاری (98.3 ملین ڈالر) میں درج کی گئی، جس کے بعد تیل و گیس کی دریافت اور پیداوار (45.8 ملین ڈالر) اور سیمنٹ کے شعبے (40.5 ملین ڈالر) کی باری آتی ہے۔ ماخذ: نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان۔

ایکویٹی کے خالص خریدار تھے، اگرچہ خریداری کی رقم قدرے متعدل (3.2 ملین ڈالر) رہی۔

واجبات کا خالص اعادہ

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں بیرونی قرضوں میں 1.6 ارب ڈالر کی خالص رقوم کی آمد ہوئی، جو گزشتہ برس کی تقابلی مدت میں موصول شدہ 5.1 ارب ڈالر کے مقابلے میں تین گنا سے زیادہ کم تھا۔ ڈیٹا کی سہ ماہی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری سہ ماہی میں 91 فیصد سے زائد خالص بہاؤ دیکھا گیا، جبکہ پہلی اور تیسری سہ ماہیوں میں رقوم کی بھاری واپسی ان سہ ماہیوں میں خالص قرضہ کے بہاؤ کو محدود کرنے کا باعث بنی (**شکل 5.14**)۔

شکل 5.14: بیرونی قرضوں کی خالص آمد: جولائی تا مارچ م س 21ء

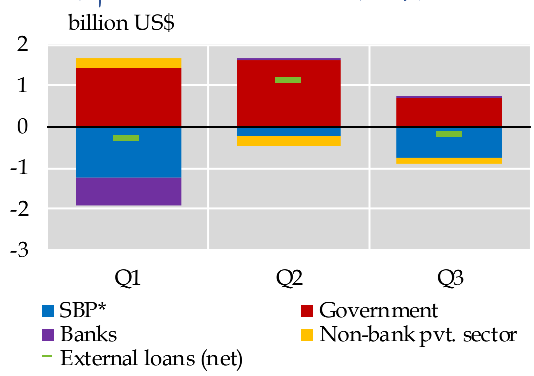

*including below-the-line IMF repayments

Source: State Bank of Pakistan & SBP calculations

نئے قرضوں میں کمرشل قرضوں اور دوطرفہ اور کثیر طرفہ رقوم کی آمد کو بالادستی حاصل رہی؛ کثیر طرفہ ذرائع کے بیشتر قرضے کووڈ سے متعلق میزانی اعانت کے لیے تھے۔ کثیر فریقی اداروں میں ایشیائی ترقیاتی بینک کی بالادستی قائم رہی اور جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اس قرض دہندہ سے 1.2 ارب ڈالر کی خام رقوم کی آمد ہوئی (**جدول 5.5**)۔ ایشیائی ترقیاتی بینک کے قرضے کووڈ سے متعلق اعانت، اور ملک کی تجارتی مسابقت میں بہتری لانے اور ملکی سرمایہ منڈی کی ترقی کے لیے دیے گئے۔ دیگر اہم رقوم کی آمد میں عالمی بینک اور ایشیائی انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک کے مشترکہ طور پر دیے گئے 750 ملین ڈالر شامل ہیں جو کووڈ 19 پھیلنے کے بعد پائیدار معیشت کے لیے مضبوط اداروں کے پروگرام کے تحت میزانی اعانت اور مالیاتی اصلاحات کے لیے دیے گئے۔ اس سال کمرشل قرض گیری خام بنیادوں پر بلند تھی اور خام لحاظ سے سرکاری رقوم کے بہاؤ کا واحد سب سے بڑا ذریعہ تھی۔

مارچ 2021ء میں آئی ایم ایف پروگرام کی بحالی سے ای ایف ایف پروگرام کے تحت تقریباً 500 ملین ڈالر کی مشترکہ قسط (دوسرے تا پانچویں جائزوں کے لیے) کے حصول میں مدد ملی۔[13] تاہم ملک آئی ایم ایف کے پچھلے قرضے بھی واپس کررہا ہے، جس نے اسٹیٹ بینک کی کتابوں میں آئی ایم ایف کے قرضے کا حجم کم کر دیا۔ مجموعی طور پر ملک نے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں تقریباً 280 ملین ڈالر کی رقوم واپس کیں۔

جدول 5.5: سرکاری بیرونی قرضوں کے اہم ذرائع۔ جولائی تا مارچ*

ملین ڈالر

	م س 20ء	م س 21ء	تبدیلی
کمرشل	1,799.2	3,119.7	1,320.5
ایشیائی ترقیاتی بینک	2,221.6	1,247.3	-974.3
عالمی بینک	323.3	905.3	582.0
آئی ڈی بی	780.6	462.2	-318.4
اے آئی آئی بی	6.5	252.1	245.6
دیگر کثیر طرفہ	82.6	65.7	-16.9
دوطرفہ رقوم کی آمد	1,516.1	1,360.9	-155.2
مجموعی سرکاری قرضے	**6,729.9**	**7,413.3**	**683.4**

* خام لحاظ سے۔ علاوہ 500 ملین ڈالر کی ای ایف ایف قسط (مالی سال 21ء) اور مرکزی بینک کے واجبات۔

ماخذ: اقتصادی مشیر ونگ، وزارت خزانہ

5.4 شرح مبادلہ اور ذخائر

نو مہینوں کی مدت میں ملکی زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر 1.7 ارب ڈالر کے اضافے سے بڑھ کر آخر مارچ 2021ء تک 20.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ اس اضافے کا

[13] موجودہ ای ایف ایف کے تحت پروگرام فنانسنگ کو اعانت میزانیہ کے لیے استعمال کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے اور اس کا اندراج ادائیگیوں کے توازن کے ڈیٹا میں عمومی حکومت کی بیرونی قرض گیری کے تحت کیا جاتا ہے۔

ایک بڑا حصہ اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر مشتمل تھا، جبکہ بینکوں کے ذخائر میں قدرے کم شدت سے اضافہ ہوا۔ اسی مدت میں اسٹیٹ بینک نے اپنے 1.5 ارب ڈالر کے خالص پیشگی واجبات کی ادائیگی بھی کی۔

ذخائر کی پوزیشن میں بیشتر بہتری دوسری سہ ماہی میں درج کی گئی (**جدول 5.6**)۔ جاری کھاتے میں فاضل کے ساتھ دوسری سہ ماہی میں کمرشل اور دوطرفہ ذرائع سے قرض گیری کے باعث خالص مالی رقوم کی دستیابی بھی بلند تھی۔ سرکاری قرضوں کی واپسی بھی دیگر سہ ماہیوں کے مقابلے میں دوسری سہ ماہی میں قدرے کم رہی، جس نے اس مدت میں ذخائر بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ لہٰذا، تیسری سہ ماہی میں مرکزی بینک اور حکومت کی جانب سے قرضوں کی بلند واپسی کے باعث سرکاری ذخائر میں خالص اضافہ سست ہوگیا۔

جدول 5.6: زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں تبدیلی اور اسٹیٹ بینک کے پیشگی واجبات (خالص)، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء

ملین ڈالر

	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ	اسٹاک^
اسٹیٹ بینک کے ذخائر	22	1,262	78	1,361	13,493
بینکوں کے ذخائر	477	-135	14	356	7,110
مجموعی ذخائر	499	1,127	92	1,717	20,604
اسٹیٹ بینک کے خالص پیشگی واجبات*	0	-1,164	-325	-1,489	-4,285

^ آخر مارچ 2021ء تک اسٹاکس۔ پیشگی واجبات کے اسٹاک کے ساتھ منفی علامت سے قلیل مدتی پوزیشن کی نشاندہی ہوتی ہے۔

* پیشگی واجبات میں تبدیلی کی منفی علامت سے واجبات کی خالص واپسی (یعنی بہتری) ظاہر ہوتی ہے۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کمرشل بینکوں کے ذخائر 356 ملین ڈالر کے اضافے سے بڑھ کر آخر مارچ تک 7.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ تاہم، اعدادوشمار کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مدت میں کافی تغیرپذیری دیکھی گئی۔ خصوصاً، بینکوں کے ذخائر (جیسے بیرونی کرنسی ڈپازٹس، تجارتی قرضوں کا خالص) اور تجارتی نوسٹرو بیلنس میں پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی طور پر خاصا اضافہ ہوا تھا، جو بیرون ملک خالص جاری کھاتے کی آمدنی جمع ہونے کا عکاس ہے۔[14] تاہم، اگلی دو سہ ماہیوں میں بینکوں کے ذخائر 7.1 تا 7.2 ارب ڈالر کی سطح پر مستحکم ہوگئے کیونکہ انہوں نے اپنے تجارتی قرضوں میں اضافہ کردیا اور چونکہ درآمدی ادائیگی پر دباؤ نمودار ہونا شروع ہوگیا تھا۔ ان پیش رفتوں کی عکاسی تیسری سہ ماہی میں بینکوں کے نوسٹرو بیلنسوں میں کمی سے ہوتی ہے۔[15]

چند دیگر ابھرتی معیشتوں کی کرنسیوں (**سیکشن 5.1**) کی طرح پورے سال کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں مضبوطی کا سلسلہ جاری رہا اور جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اس کی قدر تقریباً 10 فیصد تک بڑھ گئی۔ تیسری سہ ماہی کے دوران قدر میں اضافہ (4.6 فیصد) دیگر سہ ماہیوں (پہلی سہ ماہی میں 1.4 فیصد اور دوسری سہ ماہی میں 3.7 فیصد) کے مقابلے میں بلند تھا۔ تیسری سہ ماہی میں ای ایف ایف پروگرام کے جائزے کی کامیاب تکمیل، بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں میں ملک کی مؤخر واپسی، ترسیلات زر میں مسلسل اضافے کے سبب جاری کھاتے کے توازن میں استحکام، نقل و حرکت پر سخت پابندیاں عائد کیے بغیر کووڈ کی دوسری لہر کے مؤثر انتظام اور حوصلہ افزا صنعتی کارکردگی کے بل بوتے پر پاکستانی روپے کی مضبوطی سے مجموعی مثبت احساسات کی عکاسی ہوتی ہے۔

حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ملا جلا رجحان رہا، اور پاکستان ان ممالک میں شامل رہا جن کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ اس

[14] بینکوں کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر کی تعریف ان کے تجارتی مالکاری کی مد میں درآمد اور برآمد کنندگان کو دیے گئے قرضوں کے منافع کو الگ کرکے ان کے بیرونی کرنسی کھاتوں (ایف ای 25 ڈپازٹس) کے بیلنس کے طور پر ہوتی ہے۔ مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ ذخائر 477 ملین ڈالر تک بڑھے تھے۔ اسی طرح، سہ ماہی کے دوران بینکوں کے نوسٹرو بیلنس، جنہیں ان کے سیال ذخائر کی پوزیشن اخذ کرنے میں استعمال نہیں کیا جاتا، میں مزید 408 ملین ڈالر کا اضافہ ہوگیا۔

[15] آخر اکتوبر 2020ء تک بینکوں کے تجارتی نوسٹرو بیلنس 566 ملین ڈالر کی بلند سطح تک پہنچ گئے تھے اور تب سے ان میں کمی کا رجحان ہے اور آخر مارچ 2021ء تک یہ 26 ملین ڈالر تک پہنچ گئے۔

مدت میں بڑھ گئی (**شکل 5.15**)۔[16] پاکستان کے معاملے میں حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں ہونے والا تقریباً سارا اضافہ ملک کے ان دیگر اہم تجارتی شراکت داروں کے مقابلے میں ملکی قیمتیں بڑھنے سے ہوا، جس کی عکاسی نسبتی اشاریہ قیمت میں ہوئی۔ قیمتوں کے اس دباؤ نے چین اور جنوبی افریقہ سمیت کچھ دیگر ابھرتی منڈیوں کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کو بڑھانے میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ دوسری جانب جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کی مدت کے دوران پاکستان کی نامیہ مؤثر شرح مبادلہ مستحکم رہی۔

شکل 5.15: اہم ابھرتی معیشتوں کی حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں تبدیلی کی تفصیل: جولائی تا مارچ م س 21ء

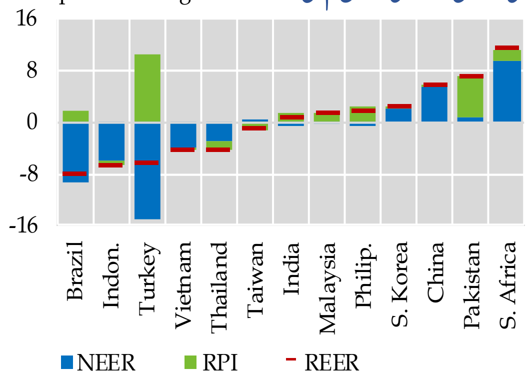

Source: JP Morgan/Haver Analytics

5.5 تجارتی کھاتہ[17]

مسلسل دو برسوں تک کمی کے بعد جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران تجارتی خسارہ 19.9 فیصد کے سال بسال اضافے سے بڑھ کر 20.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا (**شکل 5.16**)۔ خوراک، ٹرانسپورٹ، ٹیکسٹائل اور مشینری گروپس نے درآمدات بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ دوسری جانب، توانائی کی درآمدات بلند اساسی اثرات کی وجہ سے کمزور رہیں۔

برآمدات بھی بڑھ گئیں لیکن درآمدات میں اضافے کی نسبت کم تیزی کے ساتھ۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں برآمدات میں ہونے والی توسیع میں بیشتر حصہ قدر اضافی ٹیکسٹائل کا تھا۔ غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں چاول کی برآمدات میں معتدل اضافہ ہوا، جبکہ غیر باسمتی چاول کی بلند برآمدات سے جزوی طور پر باسمتی چاول کی برآمدات میں کمی کی تلافی میں مدد ملی۔

شکل 5.16: تجارتی خسارے میں سال بسال تبدیلی کی تفصیل

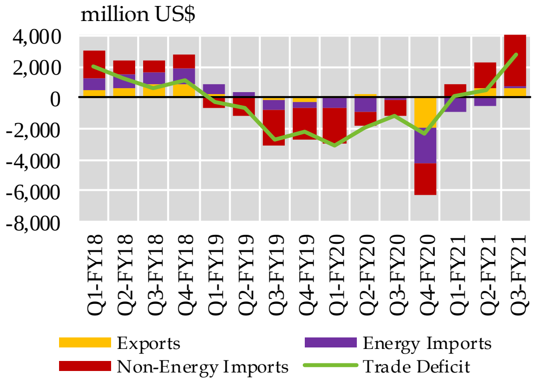

Source: Pakistan Bureau of Statistics

برآمدات

کسٹم ڈیٹا کی بنیاد پر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں برآمدات 7.1 فیصد اضافے سے بڑھ کر 18.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو مالی سال 14ء کے بعد سے اس کی بلند ترین سطح ہے۔ برآمدات کی نمو میں ٹیکسٹائل گروپ نے اہم کردار ادا کیا (**جدول 5.7**)۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی بیشتر نمو میں قدر اضافی اجزا نے کردار ادا کیا۔ ان میں ملبوسات، گھریلو ٹیکسٹائل (چادریں اور تولیے) اور دیگر ٹیکسٹائل اشیا (ذاتی تحفظ کا سامان وغیرہ) شامل ہیں۔ دیگر غیر ٹیکسٹائل اجزا میں غیر باسمتی چاول کی بلند برآمدات نے جزوی طور پر باسمتی چاول کی کم برآمدات کا اثر زائل کر دیا، جبکہ کیمیکل، ادویات اور طبی آلات نے بھی مجموعی برآمدی نمو میں مثبت حصہ ڈالا۔ آخر میں خام پیٹرول اور پیٹرولیم مصنوعات کی برآمدات میں خاصی کمی ہوئی۔

[16] حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں اضافے (کمی) کو اکثر کرنسی کی زائد قدر پیمائی (کم قدر پیمائی) کے تصور سے خلط ملط کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں الگ الگ تصورات ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے حقیقی مؤثر شرح مبادلہ پر اسٹیٹ بینک کی وضاحتی ویڈیو جو دستیاب ہے: youtube.com/watch?v=RX0Oa7oevLg

[17] یہ سیکشن پی بی ایس کے درج کردہ کسٹم کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن میں دی گئی معلومات کی ادائیگیوں کے توازن کے اعداد و شمار سے مماثلت نہیں پائی جاتی، جنہیں **سیکشن 5.1** میں درج کیا گیا ہے۔ اعداد و شمار کے ان دو سلسلوں کا فرق سمجھنے کے لیے اعداد و شمار کی توضیح پر ضمیمہ ملاحظہ فرمائیں۔

جدول 5.7: پاکستان کی اہم برآمدات، جولائی تا مارچ

ملین ڈالر

گروپ/اجزا	م س20ء	م س21ء	مطلق تبدیلی
ٹیکسٹائل گروپ	10,413	11,355	942
غیر ٹیکسٹائل گروپ	7,030	7,332	301
ٹیکسٹائل	**10,413**	**11,355**	**942**
کم قدر اضافی* کی ٹیکسٹائل	2,384	2,141	-243
ملبوسات	4,471	5,049	579
گھریلو ٹیکسٹائل	2,354	2,744	390
ٹیکسٹائل کا دیگر سامان	492	566	73
غذا	**3,395**	**3,331**	**-63**
چاول (الف+ب)	1,594	1,560	-34
الف) باسمتی	570	408	-162
ب) غیر باسمتی	1,024	1,152	128
مچھلی اور اس کی مصنوعات	317	304	-14
پھل اور سبزیاں	637	624	-13
گوشت اور اس کی مصنوعات	233	247	14
پیٹرولیم	**239**	**116**	**-123**
خام پیٹرولیم	153	63	-90
پیٹرولیم مصنوعات	40	21	-19
دیگر اشیا ساز	**2,426**	**2,566**	**140**
خام چمڑا	151	113	-38
چمڑا ساز	401	428	27
طبی آلات	303	324	21
کیمیکل اور دوا سازی	734	844	110
سیمنٹ اور مصنوعات	210	210	0
مجموعی برآمدات	**17,443**	**18,687**	**1,244**

* کم قدر اضافی کی حامل (سوتی ریشہ، دھاگہ، کپڑا)۔

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

وبا کے اثرات کے پیش نظر معاشی سرگرمیوں کو بحال کرنے کی اسٹیٹ بینک اور حکومتی پالیسیوں سے اہم برآمدی شعبوں کو نمو کے حصول میں سہولت ملی۔ ان میں دیگر اقدامات کے علاوہ پالیسی ریٹ میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں قرضوں کی لاگت کم ہونا، صنعتوں کو بجلی اور گیس کی رسد پر زراعانت، سیلز ٹیکس کی تیز تر واپسی، برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف) کی ری فنانسنگ کی حد میں بالترتیب 100 ارب روپے اور 90 ارب روپے کی توسیع[18] اور عارضی معاشی نومالکاری سہولت (ٹی ای آر ایف) متعارف کرانا شامل ہیں۔[19] جیسا کہ اگلے سیکشن میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ان عوامل سے حالات کو سازگار بنانے میں مدد ملی اور پاکستان کو اپنی اہم مصنوعات (ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل) کے لیے دیگر ممالک سے کچھ منتقل شدہ آرڈرز موصول ہوئے۔

ٹیکسٹائل برآمدات نو مہینوں کی بلند ترین سطح تک پہنچ گئیں

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران برآمدات کی مجموعی نمو میں تقریباً تین چوتھائی حصہ رکھنے والے شعبے ٹیکسٹائل کی برآمدات 9.1 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 11.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس سطح کے حصول میں حجم اور اکائی قیمتوں دونوں نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اس مدت میں ملبوسات اور گھریلو ٹیکسٹائل کی برآمدات 14.2 فیصد کے مجموعی اضافے سے بڑھ کر 7.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ وبا اور حکومت کی معاون پالیسیوں سے پیدا کردہ مخصوص حالات میں پاکستان کی صنعتی سرگرمی پر کووڈ کا اثر محدود رہا، جس کی نشاندہی بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے اشاریے سے ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں ملک کے قدر اضافی ٹیکسٹائل کے برآمد کنندگان کو اپنی پیداوار اور برآمدات بڑھانے کا موقع ملا۔

ملبوسات کی برآمدات 5.0 ارب ڈالر کی سطح پر رہی جس میں نمو کا اہم سبب متاثر کن مقداری اثر تھا۔ پہلی سہ ماہی میں منفی سال بسال شرح نمو درج کرنے کے بعد دوسری اور تیسری سہ ماہیوں میں ملبوساتی برآمدات کی مقدار میں نٹ ویئر کے بل بوتے پر خاصا اضافہ ہوا۔

[18] کووڈ پھیلنے کے بعد اسٹیٹ بینک نے برآمد کنندگان کو سہولت دینے کے لیے متعدد اقدامات کیے۔ ان میں کارکردگی کی شرط میں کمی کر کے اسے دوگنا سے ڈیڑھ گنا کرنا اور کارکردگی کے معیار پر پورا اترنے کی مدت میں 6 مہینوں تک توسیع شامل ہیں۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: www.sbp.org.pk/corona-others.asp ۔

[19] ان میں سے کچھ اسکیموں کی تفصیلات کے لیے دیکھیے **باب 3: زرعی پالیسی اور مہنگائی**۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں ملبوسات کی بلند بر آمدات امریکہ اور برطانیہ کو بھیجی گئیں، جن کی پاکستان سے مقداری ملبوسات کی درآمدات میں بالترتیب 21.1 فیصد اور 15.4 اضافہ ہوا (**جدول 5.8** اور **5.9**)۔ یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ ان منڈیوں کی نہ صرف بھارت، انڈونیشیا، بنگلہ دیش جیسے پاکستان کے کچھ اہم مسابقت کاروں سے ملبوساتی درآمدات کم ہوئیں بلکہ ان میں بحیثیت مجموعی بھی کمی ہوئی تھی۔[20] اس سے ان منقولی شواہد کو تقویت ملتی ہے کہ پاکستان میں ملبوسات کے بر آمد کنندگان نے کچھ دیگر مسابقتی ممالک کے منتقل شدہ آرڈروں سے استفادہ کیا، جن کی بر آمدی صنعتیں کووڈ سے زیادہ شدید اور مسلسل متاثر ہوتی رہیں۔ واضح رہے کہ امریکہ اور برطانیہ کی منڈیوں کو سامان کی بلند ترسیلات نے یورپی یونین 27 مارکیٹ کو سامان میں ہونے والی کمی کی تلافی کر دی (**شکل 5.17**)۔

شکل 5.17: یورپی یونین 27 کی ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں نمو: م س 21ء

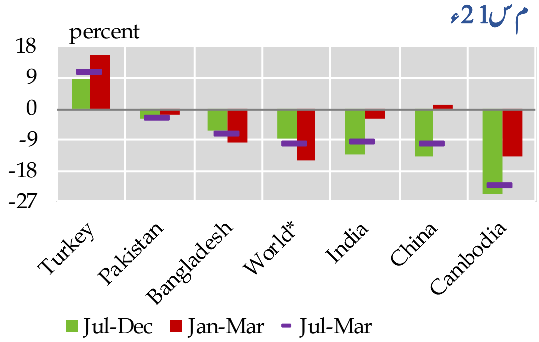

*March data not available yet
Source: Eurostat

اہم برآمدی منڈیوں میں طلب کی بحالی کے ساتھ پاکستانی ملبوسات کی برآمدات میں ماہ بہ ماہ بنیادوں پر اضافہ ہوا۔[21] امریکہ کے معاملے میں خردہ فروخت کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ 2020ء کی پہلی ششماہی کے دوران کپڑوں کی فروخت میں نمایاں کمی کا تجربہ کرنے کے بعد ان ملکوں کی منڈیاں جلد معمول پر آ گئی تھیں (**شکل 5.18**)۔ برطانیہ کے معاملے میں 'ٹیکسٹائل، کپڑوں اور جوتوں کے اسٹورز' کی خردہ فروخت کا اشاریہ اگست تا نومبر 2020ء کے مہینوں میں نمایاں بہتری کا عکاس تھا۔[22] اس کے بعد یہ اشاریہ کووڈ کی دوسری لہر کے سبب دسمبر کے بعد کمی کا عکاس تھا۔ اس سے قطع نظر، مجموعی طور پر ایک چوتھائی کمی کے باوجود پاکستان سے برطانیہ کو بحری ترسیلات میں مزید اضافہ ہو گیا، جس سے منتقل شدہ آرڈر کی دلیل کو مزید تقویت ملتی ہے۔

جدول 5.8: مالی سال 21ء میں اہم ممالک سے امریکہ کو ملبوساتی درآمدات

	اکائی مالیت (امریکی ڈالر / مربع میٹر^2)	درآمدات کی مقدار میں فیصد تبدیلی		
	جولائی تا مارچ	پہلی ششماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ
چین	1.7	-11.5	34.8	-1.5
پاکستان	2.2	17.1	28.7	21.1
کمبوڈیا	2.4	15.3	11.6	14.1
بنگلہ دیش	2.7	7.5	1.0	4.9
بھارت	3.2	-3.3	-3.9	-3.5
ویت نام	3.2	5.1	9.3	6.6
انڈونیشیا	3.7	-11.7	-14.5	-12.8
ترکی	6.7	-1.1	14.6	3.9
دنیا	**2.7**	**-5.8**	**11.6**	**-0.6**

ماخذ: اوٹیکسا (امریکی محکمہ کامرس)

[20] پڑوسی ملک بھارت میں کووڈ کے سبب کچھ گارمنٹ فیکٹریاں مستقل طور پر بند ہو گئی ہیں، جس کا نتیجہ لاکھوں افراد کی بیروزگاری کی صورت میں نکلا ہے۔ مثلاً، گارمنٹ سازی کے ایک مرکز بنگالورو میں 50 تا 62 فیصد افرادی قوت کو کم آمدنی اور نقصانات کی وجہ سے مستعفی ہونے پر مجبور کیا گیا۔ ماخذ: جی اے ٹی ڈبلیو یو اور اے ایل ایف (2021ء): بھارت میں جبری استعفے، محتاط بندش: گارمنٹ اور ٹیکسٹائل ورکر یونین اور متبادل قانون فورم۔

[21] نشاط چونیاں لمیٹڈ کی جنوری تا مارچ 2021ء کی رپورٹ میں درج ہے: "قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل اشیا کی طلب میں اضافہ دنیا بھر میں کووڈ 19 لاک ڈاؤن میں نرمی کے بعد خردہ شعبے کے کھلنے سے ہوا اور کمپنیاں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے پہلے ہی مکمل پیداواری گنجائش پر کام کر رہی ہیں کیونکہ اس مدت کی برآمدات پہلے ہی خاصی متاثر کن ہیں۔"

[22] اگرچہ یہ گذشتہ برس کی تقابلی مدت سے خاصا کم تھا، تاہم اگست تا نومبر کے دوران اوسط ماہانہ اشاریے میں چار مہینے پہلے کے مقابلے میں 53.1 فیصد بہتری آئی (ماخذ: قومی ادارہ شماریات، برطانیہ)۔

مزید برآں، وبا کے باعث امریکہ سمیت دنیا کے کچھ حصوں میں صارفین کے رویے میں تبدیلی نے بھی ممکنہ طور پر بعض صارفین کو لاگت میں کٹوتی پر مجبور کر دیا ہے۔[23] چونکہ پاکستان اپنے مسابقت کاروں کے مقابلے میں سستے ملبوسات کی درآمدات کی پیشکش کر رہا تھا، اس لیے کچھ ممکنہ مغربی خریداروں نے وبا میں اس سے رجوع کیا (**جدول 5.8 اور 5.9**)۔[24]، [25] اگرچہ چین کی فی اکائی لاگت امریکہ کے لیے کم ترین سطح پر تھی تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کم ترسیلات دیکھی گئیں۔[26] اس کا ایک سبب امریکہ چین کی تجارتی کشیدگی ہے، جس نے امریکی خریداروں کو چین کے بجائے پاکستان سمیت دیگر ذرائع سے رجوع کرنے کی ترغیب دی۔

شکل 5.18: امریکہ میں ملبوساتی دکانوں پر خردہ فروخت

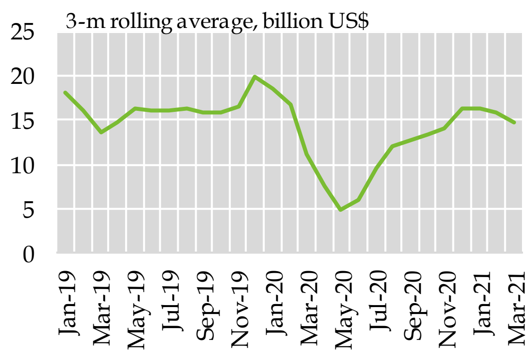

Source: US Census Bureau

طلب کے موافق تحرکات کے ساتھ کچھ رسدی عوامل نے بھی برآمد کنندگان کی مسابقت کو بڑھا دیا۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک کے معاون اقدامات نے مہنگی

جدول 5.9: مالی سال 21ء میں اہم ممالک سے برطانیہ کی ملبوسات کی درآمدات

	اکائی مالیت (برطانوی پونڈ/کلوگرام)	مقداری درآمدات میں فیصد تبدیلی		
	جولائی تا مارچ	پہلی ششماہی	تیسری سہ ماہی	جولائی تا مارچ
پاکستان	9.1	10.9	24.4	15.4
بنگلہ دیش	11.4	-18.3	-24.3	-20.4
بھارت	15.9	-23.4	-17.3	-21.4
کمبوڈیا	17.7	-28.6	-19.4	-26.3
ترکی	18.6	19.5	8.0	16.3
ویت نام	20.6	-33.6	-27.3	-31.9
چین	23.1	7.3	6.1	7.1
دنیا	**19.5**	**-11.7**	**-16.0**	**-12.9**

ماخذ: یو کے ٹریڈ انفو

ٹیکسٹائل کے برآمد کنندگان کی مالی سیالیت کی پوزیشن بہتر بنانے — چنانچہ استعداد کے بلند استعمال — میں اہم کردار ادا کیا، جس سے یہ برآمد کنندگان جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پچھلے برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ آرڈر پروسیس اور فراہم کرنے کے قابل ہو سکے۔ ان میں سے کچھ اقدامات کو پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے جبکہ مزید اقدامات میں یہ شامل ہیں: پچھلے صفر درجہ بندی سرٹیفکیٹس کی میعاد میں توسیع تاکہ نومبر 2020ء تک پانچ سرفہرست برآمدی شعبوں کو بجلی اور گیس پر زراعانت فراہم کیا جا سکے، نومبر سے صنعتوں کے لیے امدادی پیکج کے تحت گیس اور بجلی پر زراعانت، اور وسط مارچ تا جون 2020ء کی مختصر مدت میں پالیسی ریٹ کو 13.25 فیصد سے کم کر کے 7.0 فیصد کرنا، جس سے صنعت کاروں کے لیے

---

[23] تقریباً 20 فیصد امریکی صارفین کو توقع ہے کہ یہ بحران ایک سال سے زائد عرصہ تک ان کے ذاتی یا گھرانے کی مالیات کو متاثر کرے گا، اور 27 فیصد کا کہنا ہے کہ وہ پیسے بچانے کے لیے زیادہ سستی اشیا خریدیں گے۔" (ماخذ: مک کنسی اینڈ کو، اور بزنس آف فیشن (2020ء)۔ دی اسٹیٹ آف فیشن 2021ء۔)

[24] 2020ء کے لیے Just style کے امریکی درآمدات کے پورے سال کے اعداد و شمار کے تجزیے کے مطابق پاکستان، امریکہ کو سستے ملبوسات فراہم کرنے والے ممالک میں دوسرے نمبر پر تھا، اور اس کی ملبوسات کی فی اکائی لاگت 2.22 ڈالر پر تھی۔ ماخذ:

(www.just-style.com/analysis/us-apparel-imports-continued-to-gain-ground-in-january_id140909.aspx)۔

[25] برطانیہ کے معاملے میں پاکستان نے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں اپنے اہم حریفوں کے مقابلے میں سستی درآمدات کی پیشکش کی (ماخذ: یوکے ٹریڈ انفو)۔

[26] واضح رہے کہ مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی سے امریکہ کی چین سے مقداری درآمدات میں بھاری نمو ہوئی جس کا اہم سبب گذشتہ برس کے مقابلے میں پست اساسی اثر تھا، جب ان درآمدات میں 32 فیصد کمی آ گئی تھی کیونکہ چین میں کووڈ سے متعلق لاک ڈاؤن پر عملدرآمد شروع ہو گیا تھا (ماخذ: اوٹیکسا)۔

قرضوں کی لاگت کو کم کرنے میں مدد ملی۔[27] حکومت نے فاسٹر ٹو فاسٹر پلس (FASTER to FASTER Plus) کو مزید اپ گریڈ کیا تا کہ برآمد کنندگان کے لیے سیلز ٹیکس ری فنڈ میں مزید تیزی لائی جا سکے۔[28] بحیثیت مجموعی زیر جائزہ مدت کے دوران سیلز ٹیکس ری فنڈز کی سطح خاصی بلند رہی تھی، جس سے برآمد کنندگان، خصوصاً ٹیکسٹائل فرموں، کی مالی سیالیت کی پوزیشن کو مزید بہتر بنانا ممکن ہو سکا۔[29] دسمبر 2020ء میں سوتی دھاگے پر کسٹم ڈیوٹی کو بھی ختم کر دیا گیا۔[30]

قدر اضافی کے زمرے میں ملبوسات کے علاوہ گھریلو ٹیکسٹائل (بستر کی چادریں اور تولیے) کی برآمدات جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 16.6 فیصد اضافے سے بڑھ کر 2.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ بحیثیت مجموعی، یہ قیمت کا وہ مثبت اثر تھا، جس نے ان برآمدات کو بڑھا دیا (**شکل 5.19**)۔ قیمتوں کے اثر کی عکاسی ملکی اور عالمی دونوں منڈیوں میں کپاس کی بلند قیمتوں کے بالواسطہ اثر سے ہوتی ہے۔[31] ملک نے سال گزرنے کے ساتھ بلند بحری ترسیلات برآمد کیں اور یورپی یونین کی مقداری درآمدات میں ان کا حصہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے تقریباً 48 فیصد سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 51 فیصد تک پہنچ گیا (**جدول 5.10**)۔[32] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھریلو ٹیکسٹائل کے جز میں پاکستان، جس کا یورپی یونین کی منڈی میں مستحکم حصہ ہے، تھوڑی زیادہ اکائی قیمتوں کے باوجود اپنا برآمدی حجم بڑھانے میں کامیاب رہا۔[33] مزید برآں، ملبوسات کے معاملے میں پاکستان کی جانب سے پیشکش کردہ اکائی قدر کچھ اضافے کے باوجود اپنے اہم مسابقت کاروں (علاوہ چین) سے کم تھی۔[34]

شکل 5.19: ملکی ٹیکسٹائل برآمدات میں مطلق تبدیلی کی تفصیل

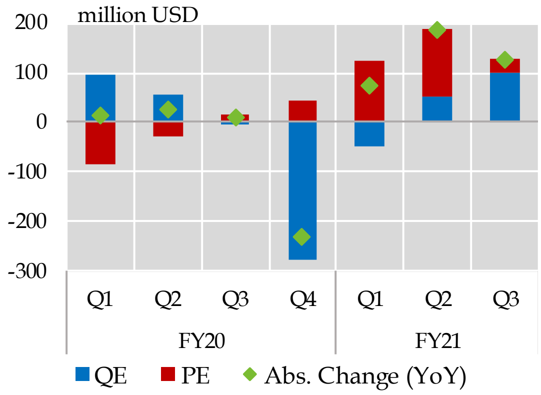

Source: PBS

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کم قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل میں سوتی دھاگے اور کپڑوں کی برآمدات 9.6 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 2.1 ارب ڈالر پر آ گئیں۔ مقامی مارکیٹ میں کپاس کے خام مال کی قلت کے سبب ان ثانوی اشیا کو تیار ٹیکسٹائل مصنوعات کی ملکی پیداوار پر منتقل کر دیا گیا، جس کی، جیسا کہ ہم پہلے بحث کر چکے ہیں کہ زیر جائزہ مدت میں عالمی طلب بلند سطح پر رہی۔ اس کا نتیجہ ان اشیا کے کم قابل برآمد فاضل کی صورت میں نکلا۔

---

[27] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 5: اسٹیٹ بینک کی پاکستانی معیشت کی کیفیت پر دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 21ء۔

[28] فاسٹر (FASTER) کا مطلب ہے مکمل خودکار ٹیکس ای ری فنڈ اور یہ جولائی 2019ء میں ایف بی آر نے متعارف کرایا تھا۔ اس کے نظام میں بعض تکنیکی اور دیگر مسائل کی وجہ سے اسے اکتوبر 2020ء میں اپ گریڈ کرکے FASTER Plus کر دیا گیا تھا۔ (ماخذ: FBR Press Release, www.fbr.gov.pk/pr/fbr-upgrades-faster-to-faster-plus-system-for/152507)۔

[29] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں سیلز ٹیکس ری فنڈ بڑھ کر 155 ارب روپے تک پہنچ گئے، جو گزشتہ برس کے 60 ارب روپے کے تقابلی فنڈز کے مقابلے میں 158 فیصد زیادہ تھے (ماخذ: ایف بی آر)۔

[30] ماخذ: FBR SRO 1352(I)/2020۔

[31] کراچی کاٹن ایسوسی ایشن کی پاکستانی کپاس کی حوالہ قیمت جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 8.8 فیصد سال بسال اضافے کے ساتھ بڑھ کر 74 سینٹ/پاؤنڈ ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 68 سینٹ/پاؤنڈ تھی۔ بھارت کے علاوہ برازیل، چین اور امریکہ کی کپاس کی قیمتوں میں دوہندسی نمو ہوئی (ماخذ: ایمرجنگ ٹیکسٹائلز)۔

[32] ماخذ: یورواسٹیٹ۔

[33] امریکی ڈالر/100 کلوگرام کے لحاظ سے جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان سے یورپی یونین کی ہوم ٹیکسٹائل درآمدات کی اوسط اکائی مالیت میں 1.7 فیصد سال بسال کا اضافہ ہو، جبکہ گزشتہ برس کی تقابلی مدت میں یہ 4.7 فیصد کم ہوئی تھی۔ یہاں اس بات کا تذکرہ کیا جانا چاہیے کہ یورپی یونین کی مجموعی اکائی مالیت نے بھی ان دو میعادوں میں ایسے ہی رجحانات ظاہر کیے (ماخذ: یورواسٹیٹ)۔

[34] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران امریکی ڈالر/100 کلوگرام کے لحاظ سے اوسط اکائی مالیت یہ تھی: پاکستان 607، بنگلہ دیش 684، بھارت 697، ترکی 886 اور چین 574 (ماخذ: یورواسٹیٹ)۔

مزید بر آں، وبا کے دوران ذاتی تحفظ کے آلات اور حفظان صحت کی دیگر مصنوعات کی بلند طلب کے بل بوتے پر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان کی ''دیگر ٹیکسٹائل اشیا'' کی بر آمدات 14.9 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 566 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں—جو اس زمرے میں تاریخی لحاظ سے بلند ترین سطح ہے۔

جدول 5.10: یورپی یونین 27 کی گھریلو ٹیکسٹائل درآمدات کی مقدار میں حصہ

فیصد

	جنوری تا مارچ		جولائی تا مارچ	
	م س20ء	م س21ء	م س20ء	م س21ء
پاکستان	67.5	72.3	47.6	50.5
چین	26.6	27.6	23.2	22.6
ترکی	21.5	22.0	16.7	16.8
بھارت	14.4	14.2	10.2	9.9
بنگلہ دیش	7.5	8.5	5.6	6.1

ماخذ: یورواسٹیٹ

چاول کی برآمدات کمزور رہیں

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں چاول کی بر آمدات 2.1 فیصد کمی سے گر کر 1.6 ارب ڈالر پر آ گئیں۔ یہ ساری کمی مقدار پر مبنی باسمتی چاول کی کم بر آمدات کا نتیجہ تھی، جو 28.4 فیصد کمی کے ساتھ 408 ملین ڈالر ہو گئیں۔ اکائی قدر پر مبنی غیر باسمتی چاول کی بر آمدات نے مالیت کے لحاظ سے چاول کی گرتی ہوئی بر آمدات کو سہارا دیا لیکن اس سے باسمتی چاول کی بر آمدات میں گہری کمی کی تلافی نہ ہو سکی۔

اس کمی کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ پاکستان کو روایتی منڈیوں میں بھارت سے سخت مسابقت درپیش ہے۔ وافر قابل بر آمد فاضل کی دستیابی کے ساتھ بھارت اپنے تمام اہم مسابقت کاروں کے مقابلے میں کم قیمتوں کی پیشکش کر رہا ہے۔ پاکستان کے باسمتی چاول کے بر آمد کنندگان کی طلب کم کرنے میں مشرق وسطیٰ میں ان کے بھارتی حریفوں نے اہم کردار ادا کیا۔ خصوصاً، بھارت کم اکائی مالیتوں کی پیشکش کر تا رہا ہے،[35] جس کی وجہ سے جولائی تا فروری مالی سال 21ء کے دوران مشرق وسطیٰ (یمن، عراق، سعودی عرب، عمان، بحرین اور متحدہ عرب امارات) کو بھارتی چاول کی مجموعی بر آمدات تقریباً 11 فیصد اضافے کے ساتھ 1.5 ملین ٹن تک پہنچ گئیں، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستانی بر آمدات تقریباً 51 فیصد کمی کے ساتھ 0.17 ملین ٹن پر آ گئیں۔[36]

غیر باسمتی چاول کی بر آمدات کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا۔ نہ صرف بھارت نے اوسطاً کم اکائی مالیت کی پیشکش کی، بلکہ پاکستان کی اکائی مالیت گذشتہ برس سے بھی زیادہ تھی (**شکل 5.20**)۔ اس کے نتیجے میں افریقی ممالک – کینیا، تنزانیہ، موزمبیق، مشرقی افریقہ میں صومالیہ، اور مغربی افریقہ میں سینیگال اور ٹوگو – کی قیمت کے لحاظ سے حساس اہم منڈیوں کو پاکستان کی بر آمدات کمزور رہیں۔[37]

درآمدات

گذشتہ 10 سہ ماہیوں میں پہلی مرتبہ مسلسل تین سہ ماہیوں کے دوران پاکستان کی درآمدات بڑھی ہیں، جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی سے شروع ہونے والا درآمدات میں کمی کا رجحان اب بدل گیا ہے (**شکل 5.21**)۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں معاشی بحالی کی رفتار بڑھنے سے درآمدات میں 13.5 فیصد اضافہ ہو گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 14.5 فیصد کم ہوئی تھیں۔ مزید بر آں، پہلی دو سہ ماہیوں میں معتدل اضافے کے بعد مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں درآمدات میں 29.7 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی، جب درآمدات 36.6 فیصد بڑھی تھیں، کے بعد سے بلند ترین ہے۔

---

[35] یو ایس ڈی اے 2020ء / 2021ء: اناج کی عالمی تجارتی رپورٹ۔ بعض مسائل۔ واشنگٹن ڈی: امریکی محکمہ زراعت۔

[36] مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کی جولائی تا فروری کی مدتوں میں بھارت کے باسمتی چاول کی اوسط اکائی مالیت 983 ڈالر فی ٹن سے گر کر 858 امریکی ڈالر پر آ گئی۔ جبکہ مالی سال 20ء اور مالی سال 21ء کی جولائی تا مارچ کی میعادوں میں پاکستانی اکائی مالیت 878 ڈالر فی ٹن سے بڑھ کر 956 ڈالر فی ٹن تک پہنچ گئی (ماخذ: وزارت کامرس وصنعت، بھارت اور پاکستان دفتر شماریات)۔

[37] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں ان ممالک کو پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی بر آمدات 55 فیصد سال بسال کمی کے ساتھ گر کر 0.38 ملین ٹن ہو گئیں۔ جبکہ مشرقی اور مغربی افریقہ کو بھارتی چاول کی بر آمدات جولائی تا فروری مالی سال 21ء کے دوران ایک سال پہلے کے مقابلے میں 183 فیصد اضافے سے بڑھ کر 5 ملین ٹن تک پہنچ گئیں (ماخذ: وزارت کامرس وصنعت، بھارت اور پاکستان دفتر شماریات)۔

اس کے برعکس جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں توانائی کی مجموعی درآمدات گذشتہ برس سے کم رہیں۔ تاہم توانائی کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتوں کے باعث درآمدات میں تیسری سہ ماہی، خصوصاً مارچ 2021ء میں خاصی تیزی سے اضافہ ہو گیا۔

شکل 5.20: غیر باسمتی چاول کی عالمی قیمت کا تقابل

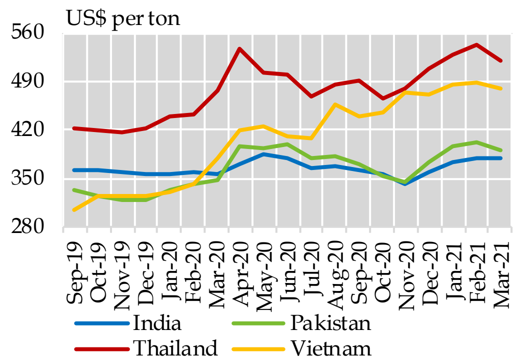

* 25% broken
Source: Food and Agriculture Organization

دوسری جانب کووڈ کا دھچکہ معاشی سرگرمی کو تحریک دینے کے لیے معاون پالیسیاں متعارف کرانے کا متقاضی تھا۔[38] تاہم، معاشی سرگرمی کی بحالی جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں غیر توانائی درآمدات میں وسیع البنیاد اور 23.4 فیصد ریکارڈ اضافے پر منتج ہوئیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں غذائی اجزا اور ادویات کی بلند درآمدات کے بل بوتے پر صارفی اشیا کی درآمد 25.9 فیصد بڑھ گئی۔

علاوہ ازیں، گذشتہ برس ہدف سے کم گندم کی پیداوار اور حکومت کی جانب سے گندم اور آٹے کی قیمتیں مستحکم رکھنے کی کوششوں نے گندم کی خاصی درآمدات میں اہم کردار ادا کیا۔اس کے ساتھ پام آئل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے سبب غذائی درآمدات 54.5 فیصد کی سال بسال نمو کے ساتھ بڑھ کر 6.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو 2011ء کے بعد 9 مہینوں میں ہونے والا بلند ترین اضافہ ہے۔ علاوہ ازیں، توانائی کی عالمی قیمتوں میں حالیہ اضافے کے باوجود توانائی کی درآمدات میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔[39]

شکل 5.21: پاکستان کی درآمدات میں نمو

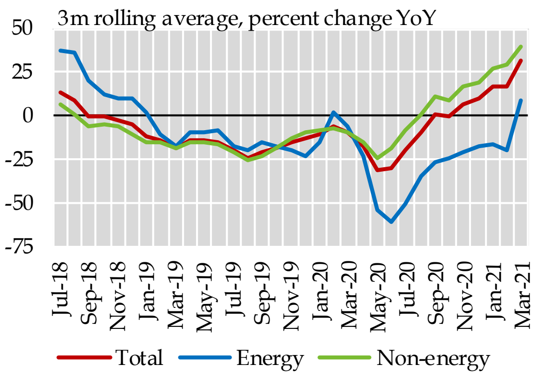

Source: Pakistan Bureau of Statistics

توانائی کی عالمی قیمتوں میں حالیہ اضافے کے باوجود توانائی کی درآمدات میں کمی کا رجحان رہا

مالی سال 20ء کی تیسری سہ ماہی سے تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی آنا شروع ہو گئی تھی، تاہم، مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی، خصوصاً مارچ 2021ء، کے دوران اس میں مضبوط بحالی ہوئی اور برینٹ کی قیمتوں میں 98 فیصد سال بسال کا اضافہ دیکھا گیا (**شکل 5.22**)۔ تیسری سہ ماہی کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کے باوجود جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان کی توانائی کی درآمدات کی اکائی مالیت مالی سال کی پہلی ششماہی میں توانائی کی کم قیمتوں کے سبب گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی (**شکل 5.23**)۔ نتیجتاً، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں توانائی کی درآمدات میں 15.1 فیصد کمی ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 16.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔

اگرچہ درآمدی مالیتوں میں کمی آ چکی ہے تاہم اس مدت میں توانائی کی درآمدی مقدار میں 24.7 فیصد اضافہ ہو چکا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ معاشی سرگرمی کی

[38] جولائی تا فروری مالی سال 21ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 7.5 فیصد نمو ہوئی، جبکہ مالی سال 20ء کی اسی مدت میں 2.8 فیصد کمی آئی تھی۔ معاشی سرگرمی میں اضافے کا ایک اور اظہار یہ پیٹرولیم مصنوعات خصوصاً ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فروخت تھی، جس میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 16.1 فیصد اضافہ ہو گیا، جبکہ مالی سال 20ء کی اسی مدت یہ 13.8 فیصد کم ہوئی تھی۔

[39] جولائی تا مارچ مالی سال 11ء میں پاکستان میں تباہ کن سیلاب کے ساتھ اجناس کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے اضافے کی وجہ سے غذائی درآمدات 60.6 فیصد بڑھی تھیں۔

شکل 5.22: برینٹ قیمتوں میں ماہانہ نمو

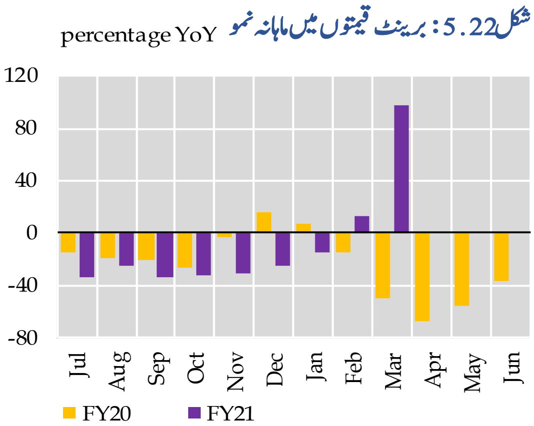

Source: World Bank

رفتار بڑھ رہی ہے (**شکل 5.23**)۔[40] مزید برآں، ڈیزل کی فروخت 18.2 فیصد بڑھ گئی جبکہ فرنس آئل کی فروخت میں سال بسال بنیادوں پر 35.3 فیصد اضافہ ہو گیا (**جدول 5.11**)۔ بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں خاصے اضافے کے بل بوتے پر مجموعی معاشی سرگرمی میں خاصے اضافے نے ٹرانسپورٹ اور بجلی کے شعبوں میں ایندھن کی طلب کو بحال کر دیا۔

شکل 5.24: غیر توانائی درآمدات بڑھانے والے اہم حصہ دار

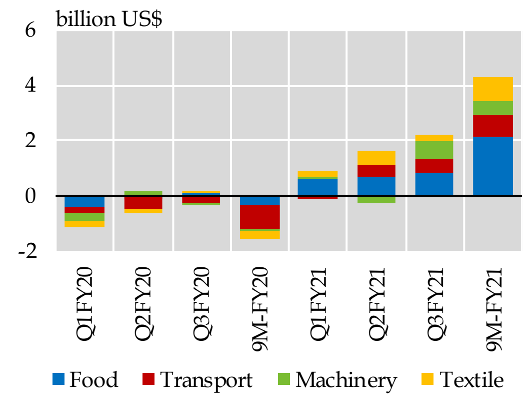

Source: PBS

شکل 5.23: توانائی کی درآمدات میں سال بسال تبدیلی کا اکائی قیمت اور مقداری اثرات میں حصہ

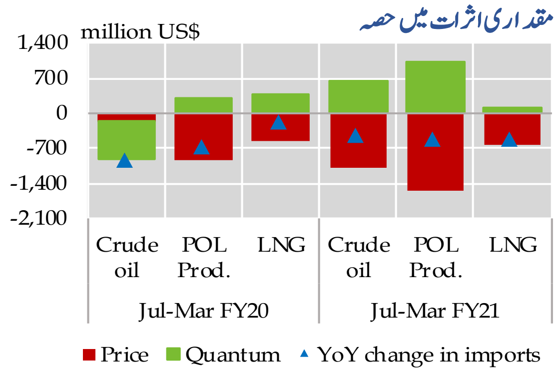

Source: Pakistan Bureau of Statistics

غذائی، ٹرانسپورٹ، ٹیکسٹائل اور مشینری نے غیر توانائی درآمدات کی نمو میں اہم کردار ادا کیا

مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں غیر توانائی درآمدات کی رفتار مزید بڑھ گئی اور پہلی اور دوسری سہ ماہیوں میں مسلسل بڑھنے کے بعد اس میں 38.6 فیصد اضافہ ہو گیا۔[41] بحیثیت مجموعی غیر توانائی درآمدات بڑھ کر 12.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جو مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں دیکھی گئی ریکارڈ درآمدات کے تقریباً برابر ہیں۔ اگرچہ یہ بحالی وسیع البنیاد تھی، تاہم جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران غذا، ٹرانسپورٹ، ٹیکسٹائل اور مشینری کا حصہ 70 فیصد سے زائد رہا (**شکل 5.24**)۔

خوراک

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں غذائی درآمدات 54.5 فیصد اضافے کے ساتھ 6.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں؛ جو 2011ء، جب سیلاب نے غذائی درآمدات میں 60.6 فیصد اضافہ کر دیا تھا، کے بعد 9 مہینوں کی بلند ترین سطح ہے۔ مالی سال 20ء میں گندم کی پیداوار میں کمی اور گندم کی رسدی زنجیر میں کچھ تعطل نے گندم اور آٹے کی قیمتوں میں اضافے کا دباؤ بڑھا دیا تھا۔ مزید برآں، حالیہ سیزن کے آغاز پر چینی کے ذخائر گر کر اپنی مالی سال 13ء کی کم ترین سطح تک جا پہنچے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے حکومت نے گندم اور چینی درآمد کرنے کی اجازت دینے کا فیصلہ کیا۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پاکستان نے 983 ملین

[40] جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں خام تیل کی درآمدات کی مقدار میں 16.6 فیصد کمی ہوئی جبکہ پیٹرولیم مصنوعات کی مقدار میں 30.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

[41] مالی سال 21ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی میں غیر توانائی درآمدات بالترتیب 11.6 فیصد اور 18.9 فیصد بڑھی تھیں۔

ڈالر کی گندم اور 127.5 ملین ڈالر کی چینی درآمد کی (**جدول 5.12**)۔ مالی سال 21ء میں گندم کی اچھی فصل کے تخمینے کے باوجود حکومت تزویراتی ذخائر بڑھانے کے لیے گندم کی درآمدات کی حوصلہ افزائی کرتی رہی۔ تاہم گندم کی اچھی فصل نے درآمدات کی طلب کو کمزور کردیا اور مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران درآمدات سہ ماہی بہ سہ ماہی بنیادوں پر 42.4 فیصد تک گر گئیں۔

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پام آئل کی درآمدات 34.8 فیصد کے اضافے سے بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 0.4 فیصد کم ہوئی تھیں۔ اس سال زیادہ درآمدات میں بلند اکائی مالیتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے، کیونکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران پام آئل کی عالمی قیمتیں 57 فیصد بڑھی تھیں۔

جدول 5.11: جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت میں تبدیلی

میٹرک ٹن

	سہ 1	سہ 2	سہ 3	جولائی تا مارچ
پیٹرولیم	151	127	252	530
ہائی اسپیڈ ڈیزل	155	273	411	840
فرنس آئل	259	186	210	656
تمام مصنوعات کی فروخت	**478**	**528**	**844**	**1,850**

ماخذ: آئل کمپنی ایڈوائزری کمیٹی

افرادی قوت کی قلت اور غیر متوقع بارش نے ملائشیا میں پام آئل کی پیداوار کو متاثر کیا؛ جبکہ انڈونیشیا کی حکومت کی جانب سے درآمدی ڈیزل کی جگہ ملکی تیار کردہ پام آئل پر مبنی حیاتی ڈیزل کی پیداوار پر توجہ دینا بھی اس کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا سبب بن گیا۔ دوسری جانب، پاکستان، چین اور بھارت کی جانب سے پام آئل کی طلب خاصی بڑھ چکی ہے۔ بھارت اور چین دونوں ہی اپنے کم ہوتے ذخائر کو دوبارہ پورا کرنے کے لیے درآمدات میں اضافہ کر رہے ہیں، جبکہ دوسری جانب پاکستان کو کپاس کی کم پیداوار کی وجہ سے روغنی بیج کی قلت کا سامنا تھا اور ملکی طلب کی اعانت کے لیے اس کی بلند مقدار درآمد کی گئی۔[42]

ٹرانسپورٹ

غذا کے بعد مجموعی درآمدات بڑھانے میں دوسرا بڑا حصہ ٹرانسپورٹ کے شعبے کا تھا اور جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران اس کی درآمدات 68.0 فیصد تک بڑھ گئیں جبکہ مالی سال 20ء کی تقابلی مدت میں 42.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ خصوصاً، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں کاروں کی درآمدات میں تیزی سے نمو ہوئی اور یہ 119.2 فیصد اضافے سے بڑھ کر 895 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ صرف مالی سال 21ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ 191.4 فیصد بڑھی ہیں (**جدول 5.12**)۔[43]

کووڈ19 کے تناظر میں معیشت کی اعانت کے لیے معاون پالیسیوں پر عملدرآمد سے ٹرانسپورٹ کے شعبے کو مدد ملی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران کاروں کی درآمدات کی مالیت مالی سال 19ء کی اسی سہ ماہی، جب معاشی استحکام کی پالیسیاں شروع کی گئیں، کے مقابلے میں بلند ہے۔ تاہم درآمدی آمیزہ الگ الگ پرزوں کے حق میں مزید موافق ہوگیا ہے (**شکل 5.25**)۔ آٹوموٹیو ڈویلپمنٹ پالیسی (2016ء تا 2021ء) کی ترغیب پر متعدد نئی فرموں نے بلند آمدنی گروپوں کی طلب پوری کرنے کے لیے کامیابی کے ساتھ گاڑیوں کی نئی اقسام متعارف کرائی ہیں، جو الگ الگ پرزوں کی شکل میں کاروں کی درآمدات میں اضافے پر منتج ہوئی ہیں۔

اس سے قطع نظر، خصوصاً چھوٹے انجن کی استعداد والی کاروں کے سبب مکمل ساختہ کاروں کی طلب مالی سال 20ء میں نچلی سطح پر جانے کے بعد مالی سال 21ء میں پھر سے بڑھنا شروع ہوچکی ہے۔ ایک ہزار سی سی سے کم والی ملکی تیار کردہ کاروں کی خریداری کے لیے محدود آپشن دستیاب ہیں۔ درمیانے اور کم آمدنی والے گروپوں کی چھوٹی استعداد کی حامل گاڑیوں کی طلب سے استفادہ نہیں کیا جاسکا، اس لیے اس کی پالیسی پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس زمرے میں آپشن کا فقدان مکمل ساختہ یونٹ کاروں کی درآمدی طلب میں اضافے کا سبب بن رہا ہے۔

[42] ماخذ: امریکی محکمہ زراعت۔

[43] جولائی تا مارچ مالی سال 20ء میں کاروں کی درآمدات 50.2 فیصد کم ہوئی تھیں۔

جدول 5.12: پاکستان کی اہم درآمدات، جولائی تامارچ

ملین ڈالر

گروپ/اجزا	مالی سال20ء	مالی سال21ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
توانائی گروپ	**8,901**	**7,554**	**-412**	**1,706**	**-2,118**
پیٹرولیم مصنوعات	3,965	3,448	-517	1,036	-1,553
خام تیل	2,453	2,023	-429	670	-1,099
ایل این جی	2,237	1,732	-506	109	-615
زرعی اور کیمیکل	**5,577**	**6,342**	**765**	-	-
کھاد	482	440	-42	-70	28
دیگر کیمیکل	2,739	3,166	427	-	-
ٹرانسپورٹ گروپ	**1,197**	**2,010**	**814**	-	-
کاریں	408	895	487	-	-
مکمل ساختہ اکائیاں	65	163	99	-	-
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	343	731	388	-	-
ٹرک اور بسیں	217	329	112	-	-
طیارے اور جہاز	240	373	138	-	-
دھاتی گروپ	**3,075**	**3,621**	**547**	-	-
فولاد کا اسکریپ	1,188	1,419	231	299	-69
لوہا اور فولاد	1,159	1,428	269	337	-69
غذائی گروپ	**3,963**	**6,121**	**2,158**	-	-
گندم	0	983	983		
چینی	2	127	125	110	15.3
پام آئل	1,380	1,861	481	95	386
ٹیکسٹائل گروپ	**1,916**	**2,787**	**871**	-	-
خام کپاس	556	1,032	476	407	69
مصنوعی ریشہ	430	500	70	245	-175
مشینری گروپ	**6,634**	**7,133**	**499**	-	-
بجلی کی پیداوار	921	1,356	435	-	-
برقی	1,749	1,102	-467	-	-
موبائل فون	980	1,536	556	-	-
دیگر مشینری	1,746	1,872	125	-	-
تمام دیگر اجزا	**2,893**	**3,000**	**105**	-	-
مجموعی درآمدات	**34,791**	**39,489**	**4,699**	-	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

تیسری سہ ماہی کے دوران کاروں کے علاوہ ٹرکوں، بسوں اور بھاری گاڑیوں کی درآمدات میں 70.0 فیصد اضافہ ہو گیا، جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران یہ سال بسال بنیادوں پر 51.7 فیصد بڑھی تھیں۔ برآمدات کی قدرے بلند ترسیلات اور مجموعی معاشی سرگرمی کی بحالی بھاری گاڑیوں کی درآمدات میں اضافے پر منتج ہوئیں۔

شکل 5.25: کاروں کی درآمدات کے اجزائے ترکیبی

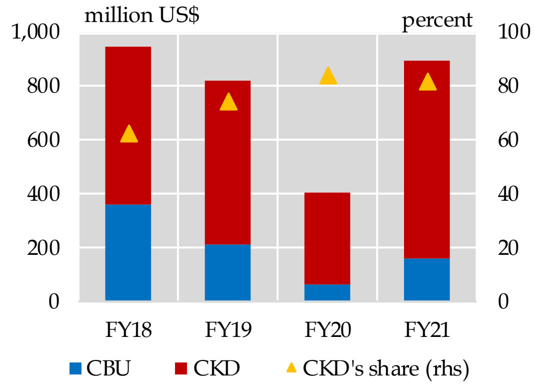

Source: PBS

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں اضافے کے ساتھ ربڑ ٹائروں اور ٹیوبوں کی درآمدات میں بھی 264.5 فیصد کا سال بسال اضافہ ہو گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 31.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔ ایف بی آر کی جانب سے اسمگلنگ کے خلاف کریک ڈاؤن نے بھی ربڑ کے ٹائروں اور ٹیوبوں کی خاصی درآمدات میں اہم کردار ادا کیا۔

ٹیکسٹائل

پاکستان نے 1,032.1 ملین ڈالر مالیت کی کپاس درآمد کی؛ یہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران 85.6 فیصد کے سال بسال اضافے کو ظاہر کرتا ہے، جو مالی سال 08ء کے مقابلے میں بلند ترین ہے، جب ملک نے 1,063 ملین ڈالر کی کپاس درآمد کی تھی۔[44] مالی سال 15ء کے بعد سے پاکستان کی کپاس کی پیداوار میں کمی کا رجحان ہے، کیونکہ اس کا زیرِ کاشت رقبہ سکڑ رہا ہے۔ اپنے ٹیکسٹائل کے شعبے کو چلانے کے لیے ملک نے درآمدی کپاس پر انحصار کیا۔ مزید برآں، ٹیکسٹائل کے برآمدی شعبے کو سہولت دینے کے لیے حکومت نے کپاس کی درآمدات پر کسٹم ڈیوٹیوں میں کچھ نرمی کر دی۔[45]

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران پرانے کپڑوں کی درآمدات 49.6 فیصد کے اضافے سے بڑھ کر 205 ملین ڈالر کی ریکارڈ سطح تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ صرف 6.0 فیصد بڑھی تھیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ معاشرے کا ایک طبقہ استعمال شدہ کپڑوں پر منتقل ہو رہا ہے، کیونکہ ان میں نئے کپڑے خریدنے کی قوت کم ہو چکی ہے۔

مشینری

جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں مشینری کی درآمدات میں 7.5 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.2 فیصد کمی ہوئی تھی۔ مشینوں کی مجموعی درآمدات کو بجلی پیدا کرنے والی مشینوں اور ٹیلی کام سے تقویت ملی۔ سی پیک (CPEC) کے تحت سوکی کناری اور کروٹ ہائیڈرو پاور اسٹیشن جیسے بجلی کے منصوبوں پر جاری کام نے بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی طلب کو بڑھا دیا ہے۔

دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں موبائل فون کی درآمدات 56.7 فیصد اضافے سے بڑھ کر 1,536 ملین ڈالر پر آ گئیں۔ ملک میں کووڈ کی موجودگی میں توسیع کے باعث موبائل فون آلات کی مضبوط طلب برقرار رہی، کیونکہ تعلیمی اداروں اور کچھ دفاتر نے آن لائن خدمات پر انحصار جاری رکھا۔

یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ اس سال الگ الگ پرزوں کی شکل میں موبائل فون کی درآمدات میں 800 فیصد سے زیادہ خاصا اضافہ ہو گیا؛ اور یہ جولائی تا مارچ مالی سال 20ء کے 33 ملین ڈالر سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 21ء میں 303 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں (**شکل 5.26**)۔ متعدد نئی فرموں نے موبائل ڈیوائس

[44] مالی سال 08ء میں کپاس کی پیداوار میں 9.3 فیصد سال بسال کمی آئی تھی۔

[45] مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر مالی سال 21ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔

مینوفیکچرنگ پالیسی 2020ء سے متاثر ہو کر پاکستان میں موبائل فون سیٹ اسمبل کرنا شروع کر دیا ہے۔[46]

دوسری جانب، جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران برقی مشینری اور سامان کی درآمدات میں 37 فیصد سال بسال کمی واقع ہوئی۔ ملک میں بجلی کی پیداوار میں 4.8 فیصد سال بسال بہتری ممکنہ طور پر اس مدت میں ان مصنوعات کی کمزور طلب پر منتج ہوئی۔

ٹرانسپورٹ کے شعبے میں بلند سرگرمی اور تعمیراتی شعبے کی بحالی، جس کی عکاسی نیا پاکستان ہاؤسنگ اسکیم کے تحت منظور شدہ قرضوں سمیت مکانات کے قرضوں میں اضافے سے ہوتی ہے، سے فولادی اسکریپ اور فولاد کی تیار مصنوعات کی طلب میں اضافہ ہو گیا۔ ان دونوں اجناس میں مقداری اضافہ جولائی تا مارچ مالی سال 21ء کے دوران ان کی نمو میں اضافے کا اہم سبب تھا (**جدول 5.12**)۔

شکل 5.26: موبائل فون کی درآمدات: جولائی تا مارچ

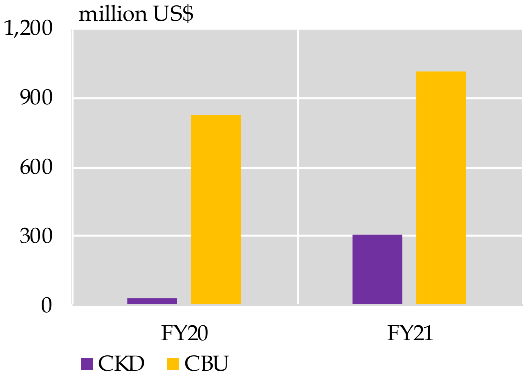

Source: PBS

[46] ایم ڈی ایم پی 2020ء کی اہم خصوصیات یہ ہیں: i) الگ الگ پرزوں / نیم ساختہ اکائیوں پر ضوابطی ڈیوٹی کا خاتمہ، ii)، الگ الگ پرزوں / نیم ساختہ اکائیوں سے تیار کردہ 350 ڈالر تک کے موبائل فون آلات پر عائد معین انکم ٹیکس کا خاتمہ، iii) موبائل آلات کی برآمدات پر مقامی مینوفیکچرر کے لیے 3 فیصد تحقیق اور ترقی کا الاؤنس، اور iv) مقامی اسمبل یا تیار کردہ فون کو مقامی فروخت پر 4 فیصد ودہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جائے گا۔

خصوصی سیکشن: پاکستان میں نجی کریڈٹ بیوروز– معلومات کی عدم مطابقت کا مسئلہ حل کر کے قرضوں کا نفوذ بڑھا رہے ہیں[1]

کریڈٹ مارکیٹوں میں معلومات کی عدم مطابقت قرضوں کے موثر اختصاص اور معیشت میں قرضوں کے بالعموم نفوذ کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے ۔ یہ خاص طور پر پست آمدنی والے افراد اور خُرد، چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں کے لیے نقصان دہ ہے، جن کے پاس رہن کی کمی اور قرض کے حصول کا خاطر خواہ ماضی نہیں ہوتا ۔ ماضی میں پاکستان میں ان مسائل پر خاطرخواہ توجہ نہ دیا جانا قرض کے پست نفوذ کا بڑا عامل بنا، ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں نجی کریڈٹ بیوروز کی مؤثر فعالیت کے سبب قرضوں کے استعمال میں نمایاں اضافے کی غمازی ہوتی ہے ۔ حکومت اور اسٹیٹ بینک نے ان مسائل کو سمجھتے ہوئے کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم کی تشکیل میں سہولت دینے کی خاطر اقدامات کیے ہیں ۔ جن میں کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء مع ضروری ضوابط متعارف کرانا اور دو نجی کریڈٹ بیوروز کو باضابطہ لائسنس کا اجرا شامل ہیں ۔ تاہم ملک میں کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم کو بدستور قانونی، آپریشنل اور پالیسی سطح کے چیلنجوں کا سامنا ہے، جو معلومات کی عدم مطابقت کے مسئلے کو معقول انداز میں حل کرنے کے حوالے سے کریڈٹ بیوروز کی راہ میں حائل ہیں ۔ اس سیکشن میں مخصوص مسائل اور ممکنہ حل پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اُن ترقی پذیر معیشتوں کے تجربات کے ساتھ ساتھ فِن ٹیک کے سلسلے میں اختراعی رجحانات سے استفادہ کیا گیا ہے، جنہیں کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم کے ابتدائی مراحل میں اسی قسم چیلنجوں کا سامنا تھا ۔

خ 1.1 تعارف

گذشتہ چند دہائیوں میں پاکستان میں نجی شعبے کو باضابطہ قرضوں کی فراہمی مطلق اور نسبتی دونوں شرحوں میں کم ہوئی اور فی الوقت یہ شرح ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں (ای ایم ڈی ایز) میں سب سے کم ہے (**شکل خ 1.1**)۔ حالانکہ 1970ء کی دہائی میں بینکوں کو قومیائے جانے کے اثرات زائل کرنے کی غرض سے 1990ء کی دہائی سے اب تک مالی شعبے کو ضابطوں کی پابندیوں سے آزاد کرنے کے لیے کئی ایک اصلاحات کی جاچکی ہیں۔

پاکستان میں رسمی قرضوں کی پست سطح میں متعدد عوامل شامل ہیں جیسا کہ معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 20ء میں نشاندہی کی گئی ہے۔[2] ان اصلاحات کا مقصد مالی اداروں کی گورننس، نگرانی اور انتظامِ خطر میں بہتری کے لیے اقدامات پر عملدرآمد کر کے مالیات تک رسائی بڑھانا تھا۔ اگرچہ ان اصلاحات کی بدولت بینکوں کی نفع آوری پنپ گئی، معلومات کی عدم مطابقت جیسی منڈی کی ناکامیوں کے سبب بالعموم کمرشل بینکوں نے مالی سہولتوں سے محروم طبقات کو مکاناتی، زراعت اور چھوٹے اور درمیانے اداروں کے زمروں میں قرضوں کی فراہمی سے پہلو تہی کی۔

حکومتی شعبے کی شکل میں بڑے قرض گیر کی موجودگی نے اس رویے کو مزید تقویت دی، جس کے قرضوں کی ضروریات میں خوب اضافہ ہوا (**شکل خ 1.2**)۔[3] دریں اثنا، معیشت میں بلند غیر رسمیت، عقائد پر مبنی تصورات اور پست مالی اور ڈجیٹل خواندگی جیسے چیلنجوں نے ملک میں قرضوں کی رسمی طلب کم رکھنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

---

[1] اس سیکشن میں کریڈٹ رپورٹنگ خدمات کی صنعت بشمول پاکستان میں کام کرنے والے لائسنس یافتہ کریڈٹ بیوروز میں مقامی اور بین الاقوامی فریقوں سے ہونے والی بات چیت سے استفادہ کیا گیا ہے؛ متعدد بین الاقوامی بینک اور ادارے؛ وزارت توانائی (پاور ڈویژن)؛ یوٹیلٹی کمپنیاں؛ اور پاکستان ٹیلی کمیونیکشن اتھارٹی۔

[2] پاکستان میں قرضوں کے نفوذ میں رکاوٹ بننے والے عوامل پر تفصیلی تبادلۂ خیال کے لیے معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ، مالی سال 20ء کا باب 7 بعنوان "پاکستان میں نجی شعبے کے قرضے کے پست نفوذ کی تفہیم: حالیہ پالیسی اصلاحات کے آئینے میں" ملاحظہ کیجیے۔

[3] خصوصی اداروں کی جانب سے موزوں مصنوعات سازی کا فقدان اور بالخصوص ترقیاتی مالی اداروں کے اِس دھارے سے بالآخر انخلا نے بھی اس پیش رفت میں اپنا کردار ادا کیا۔

شکل خ 1.1: منتخب ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں نجی شعبے کے قرضے اور جی ڈی پی کی شرح کے لحاظ سے پاکستان کا درجہ

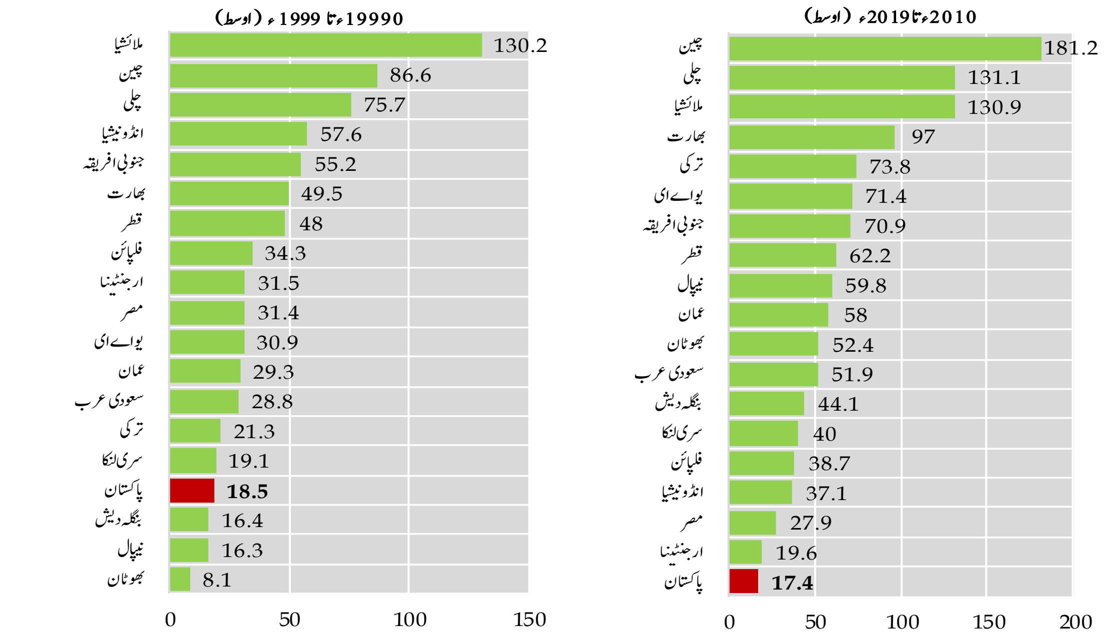

Source: World Bank

یہ خصوصی سیکشن اہمیت کے حامل ان تمام مسائل سے نبرد آزما ہوتے ہوئے پاکستان کی قرضہ منڈیوں میں پائی جانے والی معلومات کی عدم مطابقت،[4] ناقص انتخاب اور اخلاقی محاذ دونوں میں، کے گرد گھومتا ہے، اور اس امر کا احاطہ کیا گیا ہے کہ ملک میں قرضوں تک رسائی بڑھانے کے لیے ان مسائل کا سدباب کیسے کیا جاسکتا ہے۔ اس پس منظر میں یہ خصوصی سیکشن کریڈٹ بیوروز کے کردار، وظائف اور فراہم کردہ خدمات پر اختصار سے روشنی ڈالے گا (سیکشن خ 1.2)۔ بعد ازاں، سیکشن خ 1.3 میں اس امر کا ثبوت پیش کیا جائے گا کہ ایسے ممالک جہاں کریڈٹ بیوروز موجود نہیں ہیں یا معقول پرداخت کے حامل نہیں، ان کی نسبت ایسی متعدد معیشتوں کو فائدہ پہنچا ہے جہاں مکمل طور پر فعال کریڈٹ بیوروز موجود ہیں۔ سیکشن خ 1.4 پاکستان میں ان اداروں کے قیام کے پس منظر کا جائزہ لے گا، اور سیکشن خ 1.5 ملک میں کریڈٹ بیورو کی منڈی کو درپیش کلیدی قانونی اور آپریشنل چیلنجوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔ سیکشن خ 1.6 میں بہترین عالمی روایات کے تناظر میں پالیسی سفارشات پیش کی جائیں گی، تاکہ آگے چل کر پاکستان میں نجی کریڈٹ بیوروز کو مزید موثر بنایا جاسکے، اس کے بعد سیکشن خ 1.7 میں موضوع ہٰذا پر اختتامیہ قلم بند کیا جائے گا۔

خ 1.2 کریڈٹ بیوروز کے ارتقا اور وظائف کا جائزہ

ترقی یافتہ ممالک میں قرضوں کے بلند نفوذ کی نسبت ترقی پذیر ممالک میں قرضے آبادی کے بڑے حصے کی پہنچ سے دور رہے ہیں۔ ان معیشتوں میں قرض گار اداروں نے معاشرے کے امیر طبقے، جسے پہلے ہی مالی خدمات میسر ہیں، کو قرضوں کی فراہمی پر زیادہ توجہ دی اور پست آمدنی والے افراد اور چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں سے دور رہے۔

حتیٰ کہ جب ان طبقات کو قرضے فراہم کیے جاتے ہیں تو مالی ادارے اپنا خطرہ کم کرنے کے لیے بلند سودی شرحیں چارج کرتے ہیں، جس سے رسمی قرض گیری پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں قرضوں کے استعمال میں

[4] اس خصوصی سیکشن میں "کریڈٹ مارکیٹ" کی اصطلاح بینکوں اور نان بینک مالی اداروں سے نجی شعبے کی قرض گیری کو بیان کرنے کے لیے استعمال کی جارہی ہے۔

رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں، اور یہ امر بالآخر معاشی نمو اور ترقی کے لیے ضرر رساں ثابت ہوتا ہے۔

شکل خ2.1 : پاکستان میں خالص میزانیہ قرض گیریاں اور نجی شعبے کا قرضہ

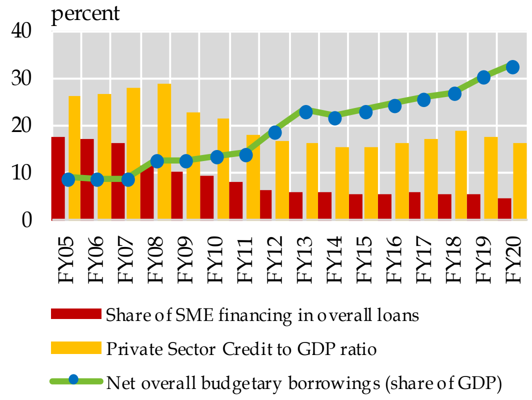

Source: SBP

رسدی حوالے سے، بینک / نان بینک مالی اداروں کو معاشرے کے محروم طبقات کو مالی خدمات کی فراہمی میں مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، کیونکہ یہ قرض گیر رہن کی شرائط پوری کرنے اور وہ مطلوبہ معلومات فراہم کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، جن کی مدد سے قرض گیر کی قرض واپس کرنے کی استعداد کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔[5] ماضی میں زرعی شعبے میں بھی قرضوں کی محدود فراہمی اور قرضوں کے جائزے کے حوالے سے پیچیدہ کارروائی کے پیشِ نظر بینک اپنا خاکۂ قرض گاری بڑھانے سے قاصر رہے۔[6] پاکستان میں حال ہی میں اسٹیٹ بینک نے کاشت کاروں کی مالکاری کے لیے ایک ایسا منصوبہ تشکیل دیا، جس میں رہن پر مبنی قرض گاری کو ضمانت کار، - شوگر مل کی صورت میں- تھرڈ پارٹی، کی مدد سے تاجر- نمائندہ- تصفیہ- قرض گاری (ٹریل) سے تبدیل کر دیا گیا، اس کے تحت گنّا پیدا کرنے والے چھوٹے اور درمیانے کاشت کاروں کو قرضوں کی فراہمی میں مدد ملی۔ قرضوں کا حصول آسان بنانے کے حوالے سے اس منصوبے میں ناقص انتخاب اور اخلاقی نقصان کے مسائل حل کرنے میں قدری زنجیر پر مبنی مالکاری کے ممکنہ فوائد کی عکاسی ہوتی ہے۔[7]

معلومات کی عدم مطابقت قرض گیروں کے ناقص انتخاب کی وجہ بنتی ہے، کیونکہ قرض گار اداروں کے لیے اچھے اور برے قرض گیروں میں تفاوت کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً، چوہدری اور جین (2020ء) کے مطابق پبلک کریڈٹ رجسٹری آف پاکستان کی جانب سے گروپ سطح پر فرموں کی معلومات (تمام فرموں میں کم از کم ایک مشترکہ ڈائریکٹر ہوتا ہے) کا اجرا روک دینے کے بعد، وہ بینک ("باخبر بینک") جن کے پاس ایک قرض گیر گروپ میں دیگر فرموں کی زیادہ نجی معلومات تھیں، انہوں نے اُس فرم کو زیادہ قرضے دیے بہ نسبت دیگر بے خبر بینکوں کے۔

[5] بینکوں کو قرضے کی رقم کی ضمانت کی غرض سے رہن درکار ہوتا ہے۔ تاہم زیادہ تر ترقی پذیر ممالک میں فرموں کے پاس موجود اثاثوں اور ان اثاثوں میں عدم مطابقت پائی جاتی ہے جنہیں مالی اداروں نے رہن کے طور پر قبول کیا ہو۔ عالمی بینک کے انٹرپرائز سروے کے مطابق ایسے ممالک میں فرموں کی زیرِ ملکیت اثاثوں کا 78 فیصد مشینری اور واجب الوصول رقوم جبکہ معین اثاثے جیسے زمین اور عمارتیں صرف 22 فیصد پر مشتمل ہیں۔ تاہم اس کے بالکل برعکس بینکوں نے فرموں کے جو اثاثے بطور رہن قبول کیے، ان میں 73 فیصد حصہ معین اثاثوں اور صرف 27 فیصد حصہ مشینری اور واجب الوصول رقوم کا ہے۔ ماخذ: صفاوین، ایم۔، فلیسگ، ایچ۔، اور ایس جیو گنیجبس (2006ء)۔ سرمائے کی حیاتِ نو: مالی رسائی کی بہتری میں رہن قوانین کی اصلاحات کا کردار۔ سرکاری پالیسی کے تناظر میں نجی شعبے کے قرضوں کا نوٹ 307۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک۔

[6] مثال کے طور پر، اسٹیٹ بینک کی طرف سے تاجر- ایجنٹ قرض گاری میں وساطت (ٹریل) نامی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی کہ زرعی قرضے کی فراہمی کے حوالے سے ایک ٹرانزیکشن میں اوسطاً کُل 52 ایاّم کار صرف ہوئے (خزانہ اور ریونیو کے محکموں کے ساتھ معاملات طے کرنے، پبلک ٹرانسپورٹ کی خاطر خواہ دستیابی نہ ہونا، اور امن وامان کی صورتِ حال وغیرہ، جیسے عوامل کو ملحوظِ خاطر رکھنے کے بعد)۔ حوالہ: بلوچ کے اے، اور ایم اے چوہدری (2014ء)، ایجنٹ کی وساطت میں قرض گاری: ٹیاری کی کیس اسٹڈی۔ اوکیژنل ریسرچ پیپرز۔ کراچی: اسٹیٹ بینک

[7] قبل از معاہدے کے پس منظر میں، بینکوں سے زیادہ شوگر ملیں کاشت کاروں کو قرضے دینے میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ اگرچہ بینکوں نے اضافی زرعی آمدنی ظاہر کرنے والی قابلِ مشاہدہ خصوصیات (مثلاً، فصل کی زائد فروخت، بڑی زرعی اراضی، مہنگی مشینری کی ملکیت وغیرہ) پر تکیہ کیا، جبکہ شوگر ملوں نے قرضہ جاتی ساکھ کو جانچنے کے لیے کاشت اور مل کے گہرے تعلقات ثابت کرنے والے عوامل پر انحصار کیا (مثلاً، جغرافیائی قربت، مل کو فروخت کیا جانے والی فصل کا تناسب)۔ بعد از معاہدے کے تناظر میں، پروجیکٹ سے پتہ چلا کہ کاشت کار براہ راست بینک قرضے کے مقابلے میں مل کے قرضوں کی ادائیگی میں تاخیر کے کم خواہاں تھے کیونکہ مل قدری زنجیر میں اپنے کردار کو موثر انداز سے توسیع دینے کے قابل تھی۔ بحوالہ: ایم اے چوہدری۔، اور اے جین (2020ء) بینک قرضے کیوں نہیں دیتے: معاہدے کی رکاوٹوں کا تجرباتی مشاہدہ۔ لاہور: آئی جی سی پاکستان پروگرام۔

یہی صورتِ حال ان بینکوں کی بھی تھی جن کے اُس فرم کے ساتھ پہلے سے مراسم تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماضی کے تعلقات معلومات کی عدم مطابقت کا حل نہیں ہوتے۔ اس تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ معلومات کی عدم مطابقت سے بالخصوص چھوٹے کاروباری اداروں کو زیادہ زک پہنچی ہے۔[8]

اس مظہر کا دوسرا رُخ اخلاقی نقصان ہے۔ مثال کے طور پر ایسا تب ہو سکتا ہے اگر قرض گیر نادہندگی کی صورت میں کمزور تعزیر پر اکتفا کرے اور قرضہ لینے کے بعد بلند خطرہ مول لے، یا قرضہ واپس کرنے کے مالی ذرائع ہونے کے باوجود دیوالیہ ہو جائے۔ رسدی حوالے سے، اگر کسی ایک کمرشل بینک کے ساتھ قرضے کے حوالے سے قرض گیر کا ماضی بے داغ ہے، تاہم اس کے باوجود معلومات کی مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے دیگر کمرشل بینک اُسے پرکشش شرحوں پر قرضوں کی پیشکش نہیں کر سکیں گے۔ نتیجتاً، اُس قرض گیر کا موجودہ بینک بے داغ ماضی ہونے کے باوجود بلند شرحیں چارج کرتا رہے گا، یوں معلومات کی عدم مطابقت سے "معلومات کا کرایہ" (information rents) وصول کیا جائے گا۔[9]

معلومات کی عدم مطابقت کا حل قرض گیر کے ماضی کے رویے کے جائزے پر منحصر ہے، جس میں اس معقول مفروضے کو بروئے کار لایا جائے گا کہ قرض گیر کے مستقبل کے رویے کی پیش گوئی ماضی کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔ تاہم، انفرادی سطح، خُرد، چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں (ایم ایس ایم ایز) اور کسی معیشت کے بڑے اداروں میں اس مشق کے انعقاد سے خاطر خواہ وسائل دستیاب ہو سکتے ہیں، جو ہو سکتا ہے کہ ہر قرض گار کے پاس موجود نہ ہوں یا وہ ایسی سرمایہ کاری کو قابلِ عمل نہ سمجھتے ہوں، بالخصوص چھوٹے اور خُرد قرضوں کے تناظر میں۔

چنانچہ، بالعموم معلومات کی عدم مطابقت سے جڑے چیلنج کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم کے متقاضی ہیں، جس میں معلومات اکٹھی کرنے والے، جیسے پبلک کریڈٹ رجسٹری اور نجی شعبے کے کریڈٹ بیوروز، پوری صنعت کی مالی اور غیر مالی قرضہ جاتی معلومات اکٹھی کرتے ہیں۔ ایک جامع کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم تصفیے کی لاگت کم کر کے، مالی مصنوعات کی رسائی زیادہ سے زیادہ افراد اور خُرد، چھوٹے اور درمیانے کاروباری قرض گیر اداروں تک توسیع دے کر اور قرضہ دینے والوں کا اعتماد بڑھا کر کریڈٹ مارکیٹ کی کارکردگی بہتر کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

کلیدی متعلقہ فریق

کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم درج ذیل کلیدی فریقوں پر مشتمل ہوتا ہے: 1) کریڈٹ رپورٹنگ سروس فراہم کنندگان (سی آر ایس پیز)، جو قرض گیر کی قرضے سے متعلق معلومات اکٹھی کرتے ہیں اور اسے ڈیٹا استعمال کنندگان کو فراہم کرتے: 2) ڈیٹا سبجیکٹس، یہ فرمیں اور انفرادی قرض گیر ہوتے ہیں؛ ڈیٹا فراہم کنندگان اور استعمال کنندگان، جس میں بینک / نان بینک مالی ادارے، یوٹیلیٹی کمپنیاں، خردہ فروش شامل ہیں۔

کریڈٹ رپورٹنگ سروس فراہم کنندگان کی دو بنیادی اقسام ہیں: کریڈٹ رجسٹری اور کریڈٹ بیورو۔ بیشتر ممالک میں کریڈٹ رجسٹری کا نظم ونسق سرکاری شعبے کے ہاتھ میں ہوتا ہے، ان کا بنیادی کردار مالی شعبے کی سربراہی میں حکومت / مرکزی بینکوں کی معاونت تک محدود ہوتا ہے تاکہ مالی اصابت یقینی بنائی جاسکے۔ تاہم، کچھ ممالک جیسے چین میں کریڈٹ رجسٹری کریڈٹ بیورو کا کردار بھی ادا کرتی ہے۔

کریڈٹ بیورو نجی طور پر چلائے جانے والے کاروباری ادارے ہوتے ہیں جو مختلف ڈیٹا فراہم کنندگان سے مالی اور غیر مالی قرضہ جاتی اعداد و شمار اکٹھے کرتے ہیں، اور قرضہ دینے والوں اور استعمال کنندگان کی ضروریات پوری کرتے ہیں (**شکل خ 1.3**)۔ عام طور پر یہ متعدد قدرِ اضافی خدمات بھی فراہم کرتے ہیں، جبکہ کریڈٹ رجسٹری ادارے صرف ایک مخصوص قسم کی مصنوعات فراہم کرتے ہیں۔

کریڈٹ رجسٹری اور بیورو ملتے جلتے کام کرتے ہیں، یعنی قرض گیروں کی معلومات اکٹھی کرنا اور انہیں متعلقہ فریقوں تک پہنچانا۔ تاہم ان کے بنیادی اہداف میں فرق ہوتا ہے۔ کریڈٹ رجسٹری بینکوں کے خطرۂ قرض کی نگرانی کا کام انجام دیتی ہے،

[8] ایم اے چوہدری اور اے کے جبین (2020ء)۔ "سرکاری معلومات کے غیر یکساں طور پر معلومات کے حامل قرض گاروں پر اثرات"، جرنل آف ڈویلپمنٹ اکنامکس، 143:1024407

[9] جبیلی، ٹی۔، اور ایم پگانو (2005ء) قرضوں کی معلومات کے تبادلے کا کردار اور اثرات۔ سی ایس ای ایف ورکنگ پیپر نمبر 136۔ فسیانو: سینٹر آف اکنامکس اینڈ فنانس۔

شکل خ 1.3: کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم میں اہم فریقوں کے وظائف

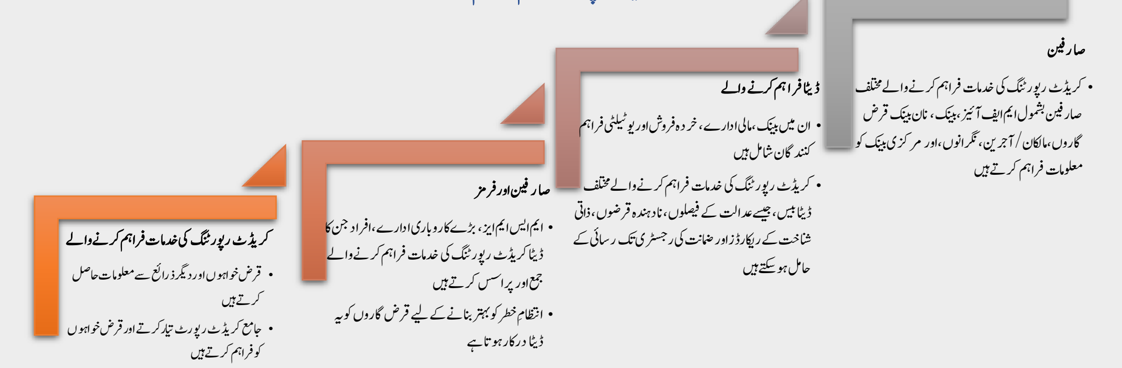

Source: World Bank, Credit Reporting Knowledge Guide 2019

ان کا دائرہ اختیار کم از کم قرضوں کی ایک مخصوص سطح سے بالا بالا ہوتا، جس میں عام طور پر چھوٹے قرضے شامل نہیں ہوتے۔[10] یہ رجسٹری ادارے نگرانی کے حامل اداروں بشمول بینک/نان بینکوں سے معلومات اکٹھی کرتے ہیں، لیکن دیگر غیر مالی اداروں جیسے یوٹیلٹی کمپنیوں، خردہ فروشوں اور ٹیلی مواصلات کمپنیوں کا تعاقب نہیں کرتے۔

دوسری جانب کریڈٹ بیورو مالی اداروں (بینک اور نان بینک، رکن مالی ادارے، خُرد مالی اداروں اور دیگر رسمی قرض گار ادارے)، اور غیر مالی ذرائع (خردہ فروشوں، یوٹیلٹی اور ٹیلی کام کمپنیاں، عدالتی فیصلے اور جائیداد کا ریکارڈ وغیرہ) سے معلومات اکٹھی کرنے میں ماہر ہوتے ہیں۔

کریڈٹ بیورو مختلف ذرائع سے اعداد و شمار جمع کرنے کے بعد کریڈٹ اسکور کے حصول کے لیے اِن پر عصرِ حاضر کی ڈیٹا مائننگ تکنیکوں کا اطلاق کرتے ہیں۔ یہ ادارے قدر اضافی معلومات جیسے تجارتی تجربات، کارپوریٹ شجرہ (کارپوریٹ فیملی ٹری) اور ملکیتی ڈھانچہ، کاروباری اندراج، رابطے کے لیے نمبرز اور پتے اور پرنسپلز وغیرہ کی بھی پیشکش کرتے ہیں۔ یہ ادارے بینکوں، نان بینکوں، خُرد مالکاری اداروں، یوٹیلٹی کمپنیوں اور حتیٰ کہ کاروباری اداروں کو بھی اپنی خدمات فروخت کر سکتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر کریڈٹ بیورو اعداد و شمار کا کاروبار کرتے ہیں، اس ضمن میں وہ قدرِ اضافی مصنوعات بنانے کی خاطر مختلف اقسام کے قرضہ جاتی اعداد و شمار اکٹھا کرتے ہیں، جس کی مدد سے قرضہ دینے والے اداروں کو اپنے موجودہ اور ممکنہ قرض گیروں کے بارے میں رہنمائی ملتی ہے۔ **باکس خ 1.1** میں کریڈٹ بیورو کے زیرِ انتظام بنیادی اقسام کا ڈیٹا کا خلاصہ اور ان کی جانب سے پیش کردہ چند خدمات کی مثالیں درج ہیں۔

باکس خ 1.1: کریڈٹ بیوروز میں ڈیٹا کی اقسام اور ان کی قدرِ اضافی خدمات

کریڈٹ بیوروز "کریڈٹ مارکیٹوں میں معلومات کی عدم مطابقت اور اخلاقی خطرے جیسے مسائل کے حل کے لیے ادارے کی حیثیت رکھتے ہیں" (او ای سی ڈی، 2010ء)، تاکہ مالی شعبے میں متنوع اور محتاط قرض گاری کی روایات کو یقینی بنایا جاسکے۔ کریڈٹ بیوروز اس مقصد کے حصول کے لیے بنیادی طور پر مالی اداروں کی فراہم کردہ معلومات پر انحصار کرتے ہیں۔ عموماً متغیرات کی فہرست میں تفصیلی نشاندہی اور آبادیاتی اعداد و شمار کے ساتھ ساتھ حاصل کردہ/واجب الادا قرضے، کریڈٹ کارڈ کی ہسٹری، اور دیوالیہ ہو جانے کی مثالیں (اگر کوئی ہے تو)۔ اس کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں کریڈٹ بیوروز نے لین دین، ادائیگیوں اور بچتوں کے اعداد و شمار اور یوٹیلٹی کمپنیوں اور سوشل میڈیا وغیرہ سے تیسرے فریق کی معلومات مرتب کرنا بھی شروع کر دی ہیں، جو بالخصوص اُن انفرادی اور انٹرپرائزز کے معاملے میں کارگر ثابت ہوا، جن کی قرضوں کے حوالے سے محدود یا بالکل بھی رسمی تاریخ نہیں تھی۔ مزید برآں، کریڈٹ بیوروز

[10] مختلف ملکوں میں یہ حد ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے؛ مثلاً فرانس میں یہ 25 ہزار یورو؛ جرمنی میں 10 لاکھ یورو اور اٹلی میں 30 ہزار یورو ہے (ماخذ: عالمی بینک 2019ء)۔

مائیکروفنانس اور نان مائیکروفنانس بینکوں سے خُرد قرضوں کا ڈیٹا اکٹھا کرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ سرکاری کریڈٹ رجسٹریوں کی نسبت نجی کریڈٹ بیوروز کے پاس چھوٹے قرضوں کی معلومات زیادہ ہیں کیونکہ اوّل الذکر نظامی خطروں کے تناظر میں بڑی مالیت کے قرضوں پر زیادہ توجہ مرکوز رکھتی ہیں۔

بحیثیتِ مجموعی کریڈٹ بیوروز کی ڈیٹا رپورٹنگ کو درج ذیل کلیدی جہتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

- **قرض گیروں کی درجہ بندی:** کریڈٹ بیوروز فرموں ور افراد کا ڈیٹا اکٹھا اور رپورٹ کرتے ہیں۔
- **منفی اور مثبت ڈیٹا:** قبل ازیں، کریڈٹ بیوروز صرف قرض گیروں کی عدم ادائیگیوں، دیوالیہ ہونے، اور قرضوں کے معافی کے نوٹس یا غفلتوں، یا جنھیں "منفی ڈیٹا" قرار دیا جاتا ہے، کا ڈیٹا اکٹھا اور رپورٹ کیا کرتے تھے۔ تاہم وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ رپورٹنگ کی نوعیت زیادہ جامع ہوگئی اور اس میں دیگر متغیرات کی معلومات جیسے حاصل کردہ مالکاری کی قسم، درخواست کی تاریخ، قسطوں کے متعلق معاہدے کی شرائط، قرض گیر کو دستیاب مالکاری کی حد، ماہانہ ادائیگی کی ہسٹری، رابطے کی تفصیلات اور پتے اور قابل اطلاق شرح سود، ٹیکس فائلر کی حیثیت اور شناخت، کاروبار کے اندراج کی شناخت، بیلنس شیٹ کے اظہاریے، انکم اسٹیٹمنٹ کے متغیرات، بزنس گروپ اور دیو پیکر کاروباری ادارے وغیرہ (ملر، 2003ء)۔ ڈیٹا میں ان سب معلومات کا انضمام مشترکہ طور پر "مثبت رپورٹنگ"، جامع کریڈٹ رپورٹنگ، مکمل فائل رپورٹنگ کہلاتی ہے، اور خاص طور پر یہ اس وقت زیادہ کارآمد ہوتا ہے جب مالی ادارے اضافی ممکنہ قرض گیروں کی تلاش میں ہوں۔
- **تھرڈ پارٹی یا متبادل ڈیٹا:** حالیہ برسوں میں کچھ کریڈٹ بیوروز نے یوٹیلیٹی خدمات کی ادائیگیوں، خردہ لین دین اور / یا رسدی زنجیر کی مالکاری کی معلومات بھی اکٹھی کرنا شروع کردیں۔ لین دین کا یہ ڈیٹا انفرادی اور فرموں کی "ساکھ سے متعلق رہن" (اوای سی ڈی، 2010ء) پر مبنی ہوتا ہے جس سے ان کی قرضہ جاتی ساکھ کا اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے، بالخصوص اگر ان کے پاس جائز طبعی رہن کا فقدان ہو تو۔
- **چھوٹے حجم کے قرضوں کی رپورٹنگ:** چند ممالک میں کریڈٹ بیوروز فی کس قومی آمدنی سے ایک فیصد کم کے قرضوں کی بھی معلومات اکٹھی اور رپورٹ کرتے ہیں۔ چھوٹے قرضوں کا ڈیٹا اکٹھا کرنے سے مراد ہوتی ہے کہ بالغ آبادی کے لحاظ سے کریڈٹ بیورو کا دائرہ نفوذ بڑا ہے (عالمی بینک، 2020ء)۔

ڈجیٹائزڈ ڈیٹا بیس مختلف اقسام کے ڈیٹا کو مرتب کرنے اور جائزہ لینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، ان کی مدد سے کریڈٹ بیوروز اپنے رکن مالی اداروں کو موجودہ اور ممکنہ قرض گیروں کی قرضہ جاتی ساکھ کا جائزہ لینے کے حوالے سے قدر اضافی خدمات فراہم کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ خدمات ذیل میں درج ہیں:

(*i*) **کریڈٹ اسکورنگ** – قرض گیروں کی قرضہ جاتی ساکھ کے لحاظ سے درجہ بندی کے لیے اسکورنگ اسپیکٹرم پر مبنی شماریاتی جائزہ لیا جاتا ہے۔ جبکہ کمرشل بینک قرضہ جاتی ساکھ کے احاطے کے لیے خطرے کا اندرونِ خانہ جائزہ لیتے ہیں، یہ مشقیں صرف اُس مخصوص بینک کے اپنے قرضوں کے جزدان پر مبنی ہوتی ہیں، اس لیے اس میں اُن افراد اور فرموں کی معلومات شامل نہیں ہوتی جنھوں نے بیک وقت یا صرف دوسرے مالی اداروں سے قرضے لیے ہوں۔

(*ii*) **قرضے کے جزدان میں توسیع کا جائزہ** – رکن مالی اداروں کے قرضوں کے جزدان کا مارکیٹ کے مجموعی ڈیٹا بیس کے ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے تاکہ نئے ممکنہ قرض گیر تلاش کیے جاسکیں اور قرضہ جاتی ساکھ کے لحاظ سے ان کی درجہ بندی کی جاسکے۔

(*iii*) **علاقائی اور آبادیاتی – قرض کے جزدان کی چھان بین – ڈیٹا کی چھان بین (scrubbing)** ڈیٹا کی چھان بین کا استعمال رکن کے مجموعی قرض گیری جزدان کے کسی خاص جغرافیائی یا آبادیاتی زمرے کا تجزیہ کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ان قرضوں کی نشاندہی کی جاسکے جن میں دیوالیے کا خطرہ ہوتا ہے (تاریخی رجحانات اور ماڈل کی بنیاد پر)، یا کریڈٹ کی حد میں اضافے، باہم قرض گاری یا پست مارک اپ جیسے فیصلوں میں مدد کے لیے سازگار مثبت ڈیٹا کے حامل قرض گیروں کی نشاندہی کی جاسکے۔

(*iv*) **نئے قرضوں کی اطلاع** – اطلاعی نظام اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پہلے نشان زد ہونے والا قرض گیر کسی اور مالی ادارے کا نادہندہ بن چکا ہے یا ایسا ہونے کا بڑا خطرہ موجود ہے۔ یہ اطلاعات روزانہ کی بنیاد پر اور بسا اوقات فوری فراہم کی جاتی ہیں۔

(*v*) **قرضہ وصولی کی خدمات** – اگر کسی رکن ادارے کو قرضے کی رقم واپس لینے میں مشکلات کا سامنا ہو تو کریڈٹ بیوروز، اپنے ڈیٹا بیس میں موجود مختلف مالی اداروں کے قرض گیروں کی رابطے کی معلومات کے ذریعے، اُس نادہندہ فرد کی نشاندہی میں مدد کرسکتے ہیں اور ممکنہ طور پر پھنسی ہوئی رقم بھی واپس دلوا سکتے ہیں۔

حوالہ جات: ملر، ایم۔ (2003ء)۔ کریڈٹ رپورٹنگ سسٹمز اینڈ دی انٹرنیشنل اکانومی۔ کیمبرج: ایم آئی ٹی پریس۔

او ای سی ڈی (2010ء)۔ صارفین کے قرضوں کی معلومات کے تبادلے کے نتائج: کارکردگی، شمولیت اور اخفا۔ مقالہ پس منظر #2 جوائنٹ ڈبلیو پی آئی ایس پی-ڈبل؛ یو پی آئی ای نجی ڈیٹا اور اخفا کی معیشت پر راؤنڈ ٹیبل: او ای سی ڈی کے رہنما خطوط برائے اخفا کے 30 برس بعد۔ پیرس: تنظیم برائے اقتصادی تعاون و ترقی۔

عالمی بینک (2020ء)۔ کاروبار کرنا 2020ء۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

خ 1.3 کریڈٹ بیورو کی اہمیت

تحقیقی مواد پر مبنی دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ کریڈٹ بیوروز سے جدید معیشتوں اور ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک دونوں میں معلومات کی عدم مطابقت کم کرنے میں مدد ملی۔ مثال کے طور پر ڈجنکوف، وغیر ہم (2007ء) نے 129 ممالک میں نجی قرضوں کے رجحانات کا جائزہ لیا، جس میں یہ بات سامنے آئی کہ غریب اور امیر ممالک دونوں میں کریڈٹ رجسٹری اور بیوروز کو قرض کے بلند استعمال سے منسوب کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ ان کے مطابق جو کریڈٹ بیوروز وسیع البنیاد اعدادوشمار اور قدرِ اضافی خدمات کی پیش کرتے ہیں، انہیں "زیادہ نجی قرضوں" سے منسوب کیا جاتا ہے، بہ نسبت ان معیشتوں کے جہاں ایسی خدمات دستیاب نہیں ہیں۔[11]

اسی طرح جیپلی اور پوگانو (2002ء) کے مطابق 40 ممالک میں معلومات کے تبادلے کے بینک کی قرض گاری پر اثرات کی تحقیق سے پتہ چلا کہ کریڈٹ رجسٹری اور بیوروز اور ایسے بینکوں کی موجودگی میں، جنہیں پورے مالی نظام میں قرض گیروں کے اعدادوشمار تک رسائی حاصل تھی، بینک قرض گاری تا جی ڈی پی تناسب میں 20 فیصدی درجے کا اضافہ ہوا جبکہ غیر فعال قرضوں میں بھی ایک فیصدی درجے کی کمی آئی۔[12]

کریڈٹ بیوروز کی موجودگی قرضوں کی بلند دستیابی اور پست لاگت سے بھی منسلک تھی (براؤن وغیر ہم ۔، 2009ء)۔[13] علی الخصوص، معلومات کے تبادلے اور کریڈٹ اسکورنگ کے طریقہ کار نے چھوٹے کاروباری اداروں، خاص طور پر پُر خطر فرمیں جنہیں اکثر و بیشتر قرضوں کے حصول کے لیے بلند شرحیں ادا کرنی پڑتی تھیں، کے لیے قرضوں کی دستیابی کو بڑھانے میں مدد دی (برجر وغیر ہم ۔، 2005ء)،[14] ساتھ ہی چھوٹے اور بڑے کاروباری اداروں میں فنڈنگ کا فرق کم کیا۔ (گالنڈو اور میکو، 2010ء)۔[15]

مختلف ملکوں کے اعدادوشمار ان نتائج سے موافقت رکھتے ہیں۔ ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک میں کریڈٹ بیورو کی وسعت اور قرض تا جی ڈی پی تناسب کے مابین ایک مثبت تعلق ہے (**شکل خ 1.4 الف**)۔ مزید بر آں، تفصیلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ اُن ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک میں قرضوں کی فراہمی زیادہ ہے جہاں عالمی بینک کے کاروبار کرنے کے اظہاریے کے مطابق قرضہ جاتی معلومات کی وسعت زیادہ ہو۔

بالخصوص، قرض تا جی ڈی پی تناسب اُن ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک میں 21 فیصدی درجے بلند تھا جہاں کریڈٹ بیوروز نے قرضوں کے بارے میں مثبت اور منفی معلومات کا اندراج کیا تھا بہ نسبت اُن ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک کے جہاں مثبت اعدادوشمار مرتب نہیں کیے گئے (**شکل خ 1.4 ب**)۔ جون 2020ء تک تمام کریڈٹ بیوروز میں سے 90 فیصد نے مثبت معلومات اکٹھی اور مرتب کی (عالمی بینک 2020ء)۔[16] ایک امریکی آزمائشی مشق کے دوران مثبت رپورٹنگ کے باعث قرضوں کی منظور کی شرح میں 88 فیصد اضافہ اور نادہندگی

[11] ڈجنکوف، ایس، میک لیش، سی، اور اے شلیفر (2007ء)۔ "129 ممالک میں نجی قرضے"۔ مالی معاشیات کا جرنل، 84(2)، 299-329۔

[12] جیپلی، ٹی۔، اور ایم پگانو (2002ء)۔ "معلومات کا تبادلہ، قرض گاری اور نادہندگی: بین الملک شواہد"۔ جرنل آف بینکنگ اینڈ فنانس، 26(10)، 2017ء–2045ء۔

[13] براؤن، ایم۔، جیپلی، ٹی۔، اینڈ ایم پگانو (2009ء)۔ "معلومات کا تبادلہ اور قرضے: تغیر پذیر ممالک میں فرموں کی سطح کے شواہد"۔ مالی وساطت کا جرنل

[14] برجر، اے این۔، فریم، ڈبلیو ایس۔، اور این ایچ، ملر (2005ء)۔ "کریڈٹ اسکورنگ اور دستیابی، چھوٹے کاروباری قرضوں کا خطرہ اور نرخ"۔ جرنل آف منی، کریڈٹ اینڈ بینکنگ، 191-222۔

[15] گالنڈو، اے، اور اے میکو (2010ء)۔ ایس ایم ایز کی مالیات تک رسائی اور معلومات کا تبادلہ: بین الملک سروے ڈیٹا کے شواہد۔ اے ایف ورکنگ پیپر نمبر 2010/06. کاراکاس: لاطینی امریکہ ترقیاتی بینک۔

[16] عالمی بینک (2020ء)۔ کاروبار کرنا، 2020ء، واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

شکل خ1.4 الف: ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں میں کریڈٹ بیورو اور نجی قرض کے حصول میں تعلق

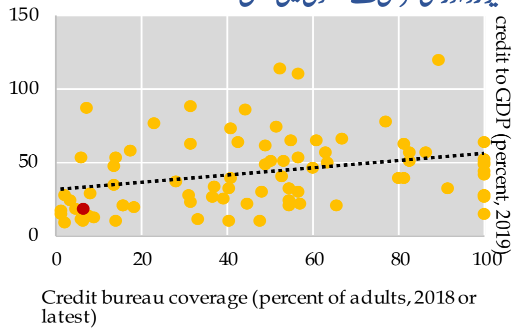

Note: red dot denotes Pakistan
Source: World Bank

شکل خ1.4 ب: قرضے پر مثبت معلومات* تقسیم کرنے والے ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کے کریڈٹ بیوروز

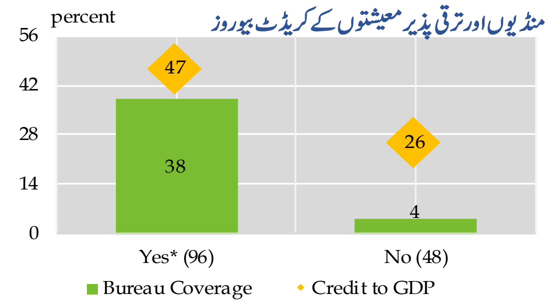

*Positive reporting means having a comprehensive record of the financial sector lending portfolio that goes beyond simple default & delinquencies information; also termed as full-file/comprehensive credit reporting.

شکل خ1.4 ج: یوٹیلٹی فراہم کنندگان اور خردہ فروشوں سے لے کر معلومات تقسیم کرنے والے ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کے کریڈٹ بیوروز

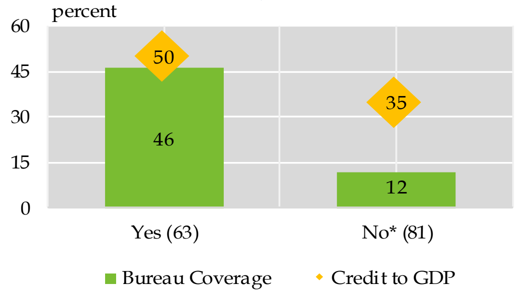

شکل خ1.4 د: فی کس آمدنی کے ایک فیصد سے نیچے قرضوں کا ڈیٹا تقسیم کرنے والے ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کے کریڈٹ بیوروز

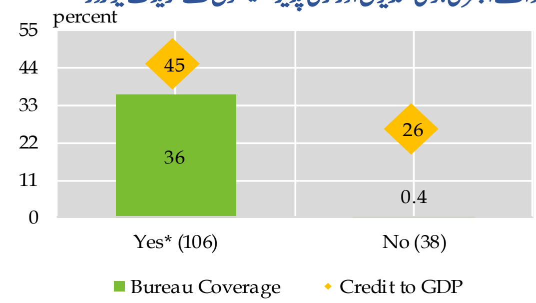

Note: Bracket values indicate number of EMDEs in each category; * denotes category including Pakistan.
Source: World Bank

میں 43 فیصد کی آئی (بیرن اور اسٹیٹن، 2003)[17] اور ارجنٹائن اور برازیل میں اسی قسم کی ایک تحقیق کے دوران مثبت اعداد و شمار اکٹھا کیے جانے سے نادہندگی میں بالترتیب 22 فیصد اضافہ اور 45 فیصد کی آئی (پاول وغیر ہم، 2004)۔[18]

اسی طرح اُن ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک میں قرض تا جی ڈی پی تناسب 15 فیصدی درجے زیادہ رہا جہاں قرض گیروں کے بارے میں کریڈٹ بیوروز یوٹیلٹی خدمات فراہم کنندگان اور / یا خردہ فروشوں کی جانب سے دی جانے والی متبادل معلومات استعمال کی گئیں، بہ نسبت اُن ممالک کے جہاں ان اعداد و شمار کو استعمال نہیں کیا گیا (**شکل خ1.4ج**)۔ اُن ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر ممالک میں قرض تا جی ڈی پی تناسب 19 فیصدی درجے زیادہ رہا جہاں کریڈٹ بیوروز نے فی کس آمدنی سے ایک فیصد کم آمدنی والے افراد کی معلومات مرتب کیں، بہ نسبت اُن ممالک کے جہاں ان اعداد و شمار کو مرتب کیا گیا اور نہ ہی مختلف معلوماتی ضروریات کے لیے استعمال کیا گیا (**شکل خ1.4د**)۔

اسی طرح، ایسی معیشت میں کریڈٹ بیورو کے دائرہ نفوذ (کوریج) کو منفی سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاں افراد اپنے دوست احباب اور غیر رسمی بچت کلبوں سے رقم ادھار

[17] بیرن، جے ایم، اور ایم اسٹیٹن (2003ء)۔ جامع کریڈٹ رپورٹس کی قدر: امریکی تجربے سے اخذ شدہ اسباق۔ کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم اور بین الاقوامی معیشت، 8، 273-310۔

[18] پاول، اے، مائیلنکو، این۔ ملر، ایم۔ اینڈ جی۔ مجنونی (2004ء)۔ قرضوں کی معلومات، بینکاری ضوابط اور نگرانی میں بہتری: پبلک کریڈٹ رجسٹری کی وضع اور کردار۔ پالیسی ریسرچ ورکنگ پیپر نمبر 3443۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک۔

شکل خ1.5 الف: کریڈٹ بیورو کی کوریج اور خاندان/دوستوں سے قرض لینے کے واقعات میں ارتباط

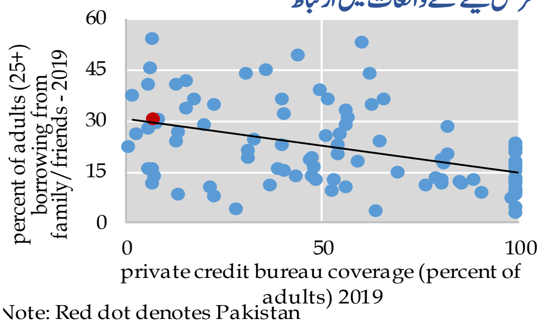

Note: Red dot denotes Pakistan
Source: Global Findex Database

شکل خ1.5 ب: کریڈٹ بیورو کی کوریج اور سیونگ کلب سے قرض لینے کے واقعات میں ارتباط

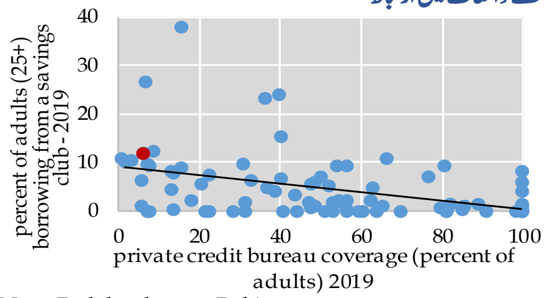

Note: Red dot denotes Pakistan
Source: Doing Business indicators; Global Findex Database

شکل خ1.5 ج: کریڈٹ بیورو کی کوریج اور مالی ادارے سے قرض لینے کے واقعات میں ارتباط

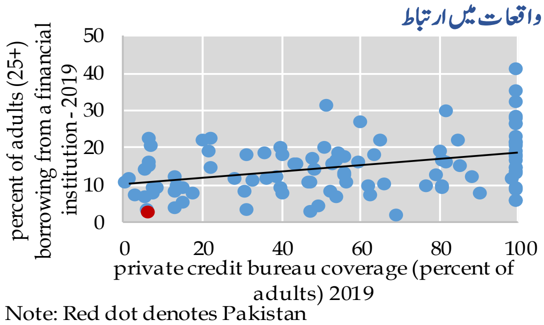

Note: Red dot denotes Pakistan
Source: Doing Business indicators; Global Findex Database

شکل خ1.5 د: کریڈٹ بیورو کی کوریج اور مالی مشکلات کی شکار ابھرتی ہوئی منڈیوں اور ترقی پذیر معیشتوں کے تناسب میں ارتباط

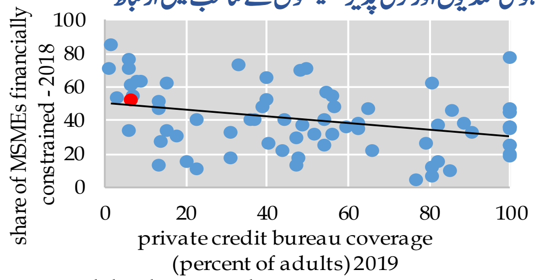

Note: Red dot denotes Pakistan
Source: Doing Business Indicators; International Finance Corporatio MSME Finance Gap Database 2018

لے رہے ہوں (**شکل خ1.5 الف اور ب**)۔ کسی معیشت میں بیورو کے دائرہ نفوذ اور مالی ادارے سے قرضے لینے والے افراد کے تناسب کے درمیان میں بھی ایک مثبت تعلق ہوتا ہے (**شکل خ1.5 ج**)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کریڈٹ بیوروز معلومات اکٹھی اور پھیلا کر غیر رسمی قرض گاری کم کرنے اور رسمی بینکاری ذرائع کے سرمائے کے نواختصاص کے حوالے سے وساطتی کردار کے اثرانگیزی بڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ خاص طور پر بیوروز کے بلند دائرہ نفوذ اور مالی تنگی کے شکار خُرد، چھوٹے اور درمیانے کاروباری اداروں کے تناسب کے درمیان بھی منفی تعلق ہوتا ہے (**شکل خ1.5 د**)۔

خ1.4 پاکستان میں قرضہ جاتی معلومات کی منڈی کا ڈھانچہ

پاکستان میں 1992ء میں اسٹیٹ بینک نے کریڈٹ انفارمیشن بیورو قائم کیا تھا، (سلسلہ وار واقعات کے لیے دیکھیے **شکل خ1.6**)، جس کا مقصد محتاط قرض گاری اور بہتر انتظامِ خطر کے لیے معلومات بروئے کار لانا تھا، تاکہ ملک میں مجموعی مالی استحکام میں بہتری آسکے۔ کریڈٹ رجسٹری، بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء کے سیکشن 25(الف) کی شقوں کے تحت اپنا کام سرانجام دیتی ہے، باضابطہ مالی شعبے میں 5 لاکھ روپے یا اس سے زائد کا قرضہ لینے والے تمام صارفین کی کریڈٹ ہسٹری کے ڈیٹابیس کے طور پر کام کرتی ہے۔[19]

[19] www.sbp.org.pk/ecib/about.htm

شکل خ1.6: پاکستان میں کریڈٹ انفارمیشن مارکیٹ کا ارتقا

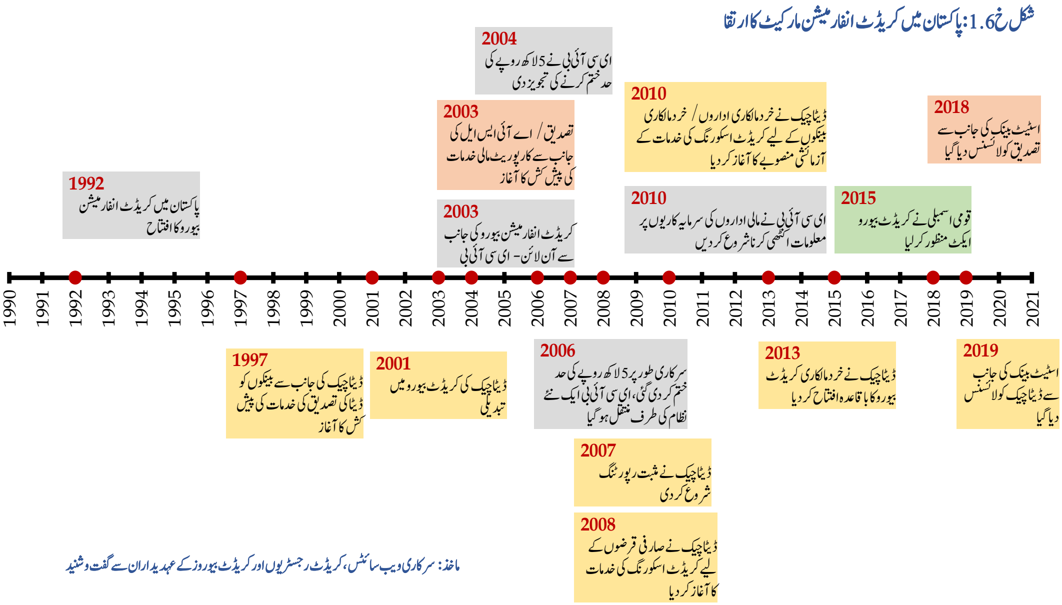

ماخذ: سرکاری ویب سائٹس، کریڈٹ رجسٹریوں اور کریڈٹ بیوروز کے عہدیداران سے گفت و شنید

اپریل 2003ء میں پاکستان بینکس ایسوسی ایشن (پی بی اے) کے اشتراک سے رجسٹری خدمات کو آن لائن کر دیا گیا، چنانچہ اعداد و شمار کے اندراج اور حصول کے لیے رہنما خطوط میں ترمیم کر دی گئی اور رجسٹری الیکٹرونک سی آئی بی (ای سی آئی بی) کہلانے لگی۔[20] دسمبر 2004ء میں ای سی آئی بی نے مالی اداروں کو 5 لاکھ روپے کی رپورٹنگ حد ختم کرنے کے بارے میں آگاہ کیا،[21] اور اس ضمن میں نئے رپورٹنگ سسٹم پر منتقلی اپریل 2006ء میں عمل میں آئی۔[22] نومبر 2010ء میں ای سی آئی بی نے اپنے مجموعی دائرہ نفوذ کو بڑھانے کے لیے مالی اداروں کے مخصوص سرمایہ کاری جزدان کی معلومات اکٹھی کرنا بھی شروع کر دیں۔ 2006ء میں ای سی آئی بی نے گروپ سطح کی فرموں کی معلومات (تمام فرموں کا گروپ جس میں کم از کم ایک ڈائریکٹر مشترکہ ہو) کی طباعت روکنے کا فیصلہ کیا تھا، بالخصوص وہ حصے جس میں گروپوں کے واجب الادا قرضوں کا اندراج تھا۔[23] مجموعی طور پر گذشتہ تین برسوں کے دوران ای سی آئی بی سسٹم کی پانچ مرتبہ تنظیمِ نو کی جا چکی ہے تاکہ اسے تکنیکی تبدیلیوں اور بین الاقوامی بہترین طریقوں سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

دریں اثنا، 90ء کی دہائی کے دوران پاکستان میں باضابطہ رائج طریقے کی عدم موجودگی میں نجی شعبے کے چند ایک کریڈٹ بیوروز نے بھی کام کا آغاز کیا تھا۔ ان میں ڈیٹاچیک، آئی سی آئی ایل اور کریڈٹ چیکس شامل ہیں۔ 2015ء میں قومی اسمبلی نے ضابطہ کاری کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء منظور کیا "کریڈٹ بیوروز کے قیام اور فعالیت کے لیے" (کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کے دائرہ کار میں شامل کلیدی تعریفوں کے لیے **ضمیمہ–I** اور ایکٹ کی دیگر اہم جزئیات کے لیے **ضمیمہ II** ملاحظہ کیجیے)۔[24]

---

[20] www.sbp.org.pk/ecib/cir/CIB%20ON-LINE.pdf

[21] www .sbp.org.pk/ecib/cir/CIB%20Data%20Reporting%20Limit.pdf

[22] www .sbp.org.pk/ecib/cir/e-CIB%20data%20reporting%20limit.pdf

[23] اس پیش رفت نے، جیسا کہ قبل ازیں مذکور ہے، معلومات کی عدم مطابقت کے مسائل میں اضافہ کیا اور فرم اور گروپس پر صارف کی مستعدی کی جانچ (due diligence) کے انعقاد کی مالی اداروں کی اہلیت میں رکاوٹ ڈالی۔

[24] www. na.gov.pk/uploads/documents/1438856508_332.pdf

اسٹیٹ بینک کو ایکٹ منظور ہونے کے بعد نجی شعبے کے کریڈٹ بیوروز کو لائسنس جاری کرنے اور ان کے کام کی نگرانی کا اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ چنانچہ "اے آئی ایس ایل" نامی ادارے کو نومبر 2018ء میں [25] اور بعد ازاں جنوری 2019ء میں ڈیٹا چیک کو لائسنس جاری کیا گیا؛[26] فی الوقت ملک میں صرف یہ دو ہی لائسنس یافتہ کریڈٹ بیورو ہیں۔

ان دو کریڈٹ بیوروز کی جانب سے فراہم کردہ خدمات میں کریڈٹ رپورٹ، جزدان کی جانچ پڑتال، یومیہ الرٹس، مائیکروفنانس کریڈٹ رپورٹ، وصولی کی ایجنسی اور نشانیہ موازنے شامل ہیں (**شکل خ1.7**)۔ دونوں بیوروز کریڈٹ اسکورنگ خدمات بھی فراہم کر رہے ہیں، جس کا استعمال صارف اور مائیکروفنانس بینکوں تک محدود ہے۔ اسی اثنا میں، ای سی آئی بی بطور نگراں اتھارٹی اپنے ارکان کو صرف قرضہ جاتی ساکھ کی رپورٹ جاری کرتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور قدرِ اضافہ خدمات فراہم نہیں کرتا۔

فی الوقت ای سی آئی بی کے پاس 14.9 ملین افراد اور ڈیڑھ لاکھ فرموں کا ڈیٹا موجود ہے۔ یہ ملک میں بالغ افراد کی آبادی کا لگ بھگ 12 فیصد ہے۔ دوسری جانب نجی بیوروز کے پاس مشترکہ طور پر 8.6 ملین افراد، یا ملک میں مجموعی بالغ آبادی کا 6.7 فیصد، کی معلومات موجود ہیں (**شکل خ1.8**)۔

خ1.5 پاکستان میں نجی کریڈٹ بیوروز کو درپیش مسائل

اگرچہ پاکستان میں کریڈٹ بیوروز کا دائرہ نفوذ 2013ء سے 2019ء کے درمیان بڑھا ہے، تاہم یہ 5 فیصد کی حد سے صرف تھوڑا سا زیادہ ہے، جیسا کہ عالمی بینک نے تذکرہ کیا۔ یہ اس کا ایک حصہ ہے، کیونکہ کریڈٹ بیوروز ایکٹ منظور ہونے کے پانچ سال بعد بھی کریڈٹ بیوروز، معلومات اکٹھا کرنے والے اور کریڈٹ بیوروز کے استعمال کنندگان یعنی قرضہ دینے والوں کو متعدد ضوابطی، قانونی اور انتظامی مسائل کا سامنا ہے، جو کریڈٹ بیورو مارکیٹ کے قیام کے ابتدائی مرحلے میں عام پائے جاتے ہیں۔[27] ان چیلنجوں کو جلد سمجھنا اور ان کے حل سے صنعت کو موثر کریڈٹ بیورو مارکیٹ کے ممکنہ فوائد حاصل ہوں گے۔ اس سیکشن میں بڑی رکاوٹوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

(i) کریڈٹ بیوروز کی محدود رکنیت

کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء تمام قرض دینے والے اداروں کو پابند بناتا ہے کہ وہ ملک میں نجی شعبے کے "کم از کم" ایک کریڈٹ بیورو کی رکنیت حاصل کریں۔ درحقیقت یہ شرط ایک کے علاوہ مزید کسی بیورو کی رکنیت حاصل کرنے سے نہیں روکتی۔ 32 کمرشل بینکوں کے موازنے میں، 26 اے آئی ایس ایل کے رکن اور 25 ڈیٹا چیک کے رکن ہیں (**شکل خ1.9**)۔ 32 بینک کریڈٹ بیوروز کو ڈیٹا فراہم کر رہے ہیں، ان میں سے صرف 20 دونوں کے رکن ہیں جبکہ 11 بینک ان دونوں کریڈٹ بیورو میں سے کسی ایک کے رکن ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں بیوروز کے پاس تمام قرض دینے والے اداروں کی معلومات نہیں ہیں، جس کے نتیجے میں ملک کی قرضہ منڈی میں معلومات کے عدم مطابقت کا مسئلہ برقرار ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ دو یا زائد کریڈٹ بیوروز کی رکنیت کے لیے بہت تھوڑی لاگت درکار ہوتی ہے، جیسا کہ اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقریباً تمام مائیکرو فنانس بینک – وہ مالی ادارے جن کے پاس محدود وسائل ہیں – پہلے ہی دونوں کریڈٹ بیوروز کے رکن ہیں۔ جو ارکان ڈیٹا فراہم کرتے ہیں، بیوروز ان سے فیس نہیں لیتے، جبکہ ڈیٹا تو کمپیوٹر ایپلی کیشنز کے استعمال کی وجہ سے از خود منتقل ہو جاتا ہے، جو قدرے سستا اور برتنے میں آسان ہے۔[28]

---

[25] www. sbp.org.pk/notifications/BCCPD/2018/ntf1.htm

[26] www .sbp.org.pk/notifications/BCCPD/2019/ntf1.htm

[27] عالمی بینک (2019ء)۔ قرضوں کی رپورٹنگ کی معلوماتی گائیڈ۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک۔

[28] ڈیٹا شیئرنگ اے پی آئیز یعنی ایپلی کیشن پروگرامنگ انٹرفیسز کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اے پی آئیز کی مدد سے ایک سافٹ ویئر سے اُسی یا دوسرے سافٹ ویئر اور متعدد ہارڈویئر زپر ڈیٹا منتقل کیا جاتا ہے۔

شکل خ1.7: پاکستان میں کریڈٹ رجسٹریوں اور کریڈٹ بیوروز کی جانب سے ڈیٹا اکٹھا کرنے، تجزیے اور تقسیم کا عمل

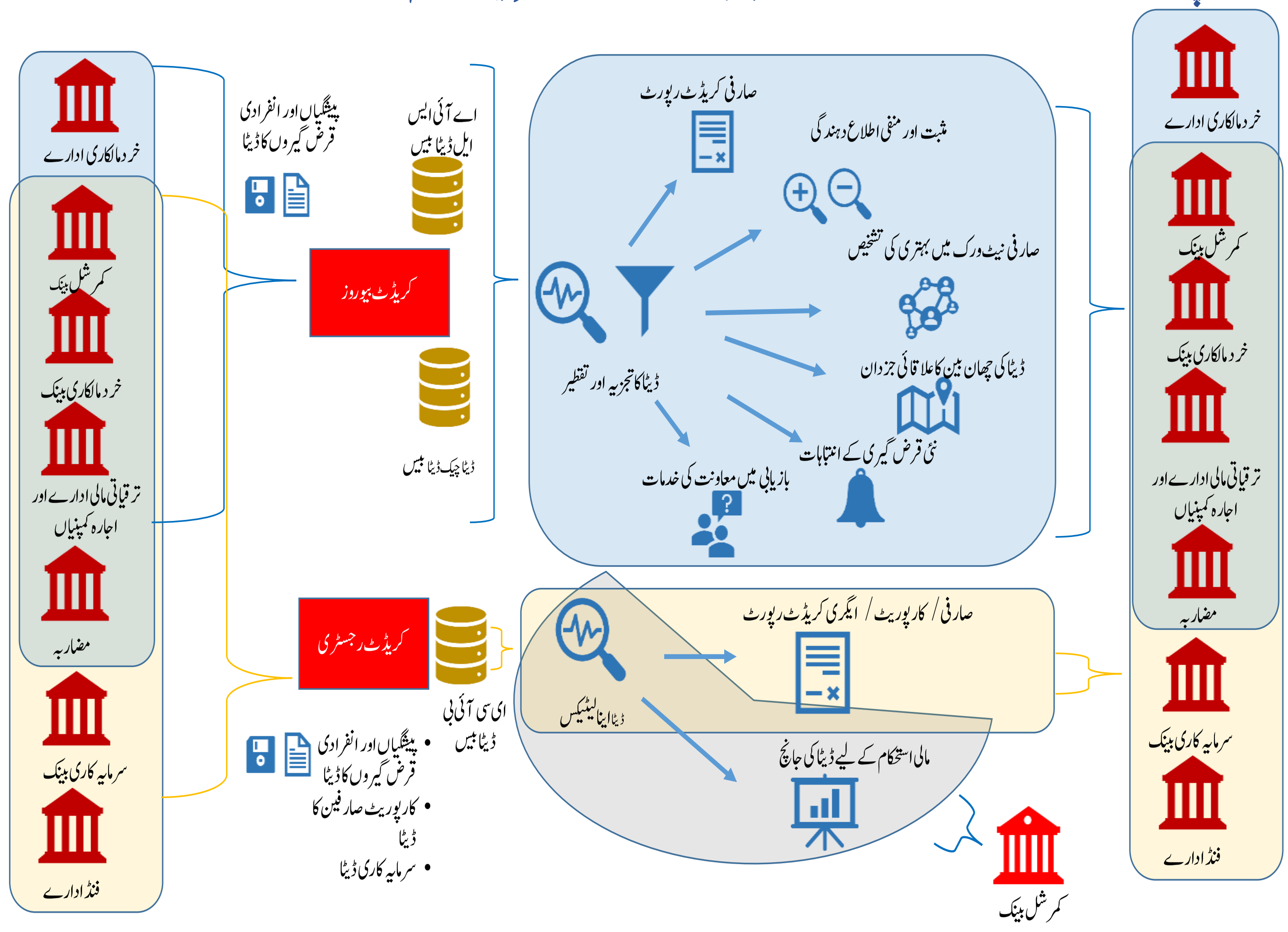

ماخذ: سرکاری ویب سائٹس

(ii) بلحاظِ قرض گیر کریڈٹ بیوروز کا محدود دائرہ نفوذ

فی الوقت دونوں کریڈٹ بیوروز کا قرضہ جاتی معلومات کا دائرہ نفوذ انفرادی قرضوں تک محدود ہے چاہے وہ صارفی قرضے ہوں یا واحد آجروں کے۔ کریڈٹ بیوروز کے دائرہ نفوذ میں اب تک کارپوریشنوں اور ایس ایم ایز کے قرضے نہیں آئے ہیں۔ اس امر کی نشاندہی عالمی بینک کی مطبوعہ "گیٹنگ کریڈٹ انڈیکیٹر" میں ہوتی ہے، جس میں بتایا گیا کہ پاکستان کے نجی کریڈٹ بیوروز کے دائرہ نفوذ میں ایک بھی فرم شامل نہیں ہے۔[29]

شکل خ1.8: پاکستان میں کریڈٹ رجسٹری اور بیورو کوریج کے رجحان

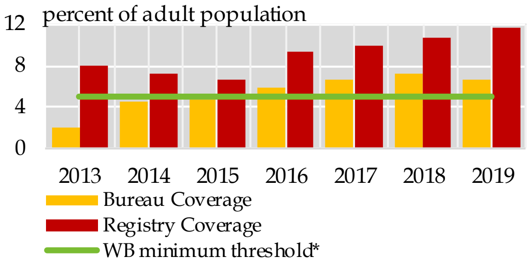

*If the credit bureau or registry is not operational or covers less than 5% of the adult population, the total score on the depth of credit information index of the Doing Business Score is 0 for that country.
Source: Doing Business indicators, World Bank

مختلف متعلقہ فریقوں کی رائے میں اس محدود دائرہ نفوذ کے پیچھے دو وجوہ ہیں۔ پہلی وجہ مخصوص دائرے پر انحصار ہے۔ کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء سے پہلے کریڈٹ بیورو کے آپریشنز صارفی قرضوں سے ہی شروع ہوئے اور بڑھے۔ کارپوریٹ اور ایس ایم ای قرضوں کے مقابلے میں صارفی قرضے زیادہ پُرخطر سمجھے جاتے ہیں، جس کی وجہ بہت زیادہ قرض گیروں کا ہونا ہے اور بینک انفرادی قرض گیروں سے متعلق معلومات کی عدم مطابقت کم کرکے اپنے خطرات کم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے برخلاف کارپوریٹ قرضوں کو قدرے صاف ستھرا اجزدانِ قرض سمجھا جاتا ہے، جبکہ ایس ایم ای قرضے بنیادی طور پر تعلقات کے مرہون منت تھے اور اس لیے بینکوں نے ان زمروں کے حوالے سے کریڈٹ بیوروز کی ایک جیسی مصنوعات پر تکیہ کرنے کے بجائے تعلقات اور ای سی آئی بی رپورٹ پر زیادہ انحصار کیا۔

کریڈٹ بیوروز کی جانب سے صرف صارفی قرضوں پر انحصار کرنے کی روایت کو 2010ء سے بھی دیکھا جاسکتا ہے، جب اسٹیٹ بینک کے اشتراک سے ڈیٹاچیک نے مائیکروفنانس بینکوں کے لیے آزمائشی منصوبے شروع کیے تھے۔[30] اس میں لاہور میں صارفی معلومات کا دفتر برائے مائیکروفنانس بینک قائم کرنے پر زور دیا گیا تھا؛ 2012ء میں اس منصوبے کی کامیابی قومی سطح پر سی آئی بی برائے مائیکروفنانس کے قیام پر منتج ہوئی۔ کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کے تحت لائسنس ملنے کے بعد دونوں بیوروز بدستور صارفی / انفرادی زمرے کی قرضوں کی معلومات اکٹھی کرتے رہے کیونکہ کاروباری ترقی کے لحاظ سے یہ طریقہ ان کے لیے جانا پہچانا اور آسان ہے۔

دوم، بیوروز کے محدود دائرہ نفوذ کو سرکاری کریڈٹ رجسٹری یعنی ای سی آئی بی کے غالب کردار سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ ای سی آئی بی کو ضوابطی اور نگرانی کے مقاصد کے تحت بینکوں، ترقیاتی مالی اداروں اور مائیکروفنانس بینکوں سے قرضہ جاتی معلومات اکٹھی کرنے کا قانونی اختیار حاصل ہے۔[31] تاہم ای سی آئی بی کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ تیار کرنے کے لیے خام معلومات کو مشاہدے کے عمل سے گزارتا ہے اور قرض دینے سے پہلے قرض گار اسے استعمال کرنے کے قانونی طور پر پابند ہوتے ہیں۔ یہ امر غیر محسوس انداز سے کریڈٹ بیوروز کے قرضہ جاتی معلومات فراہم کنندہ کے کردار کو نہ صرف تبدیل بلکہ گہنا دیتا ہے۔

مثال کے طور پر، کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ (سی آئی آر) عام طور پر بینکوں / ڈی ایف آئیز کی بنیادی ضرورت کو پورا کرتی ہے جو کارپوریٹ / کمرشل قرضوں کے لیے (بشمول تجدید، اضافے، نو تشکیل) کے لیے (قرض گیر یا اس کے گروپ کی)

[29] عالمی بینک (2020ء)۔ کاروبار کرنا 2020ء: پاکستان کا اقتصادی خاکہ۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک۔
[30] www.sbp.org.pk/about/speech/Governors/Mr.Yaseen.Anwar/2012/20-Jun-2012-2.pdf
[31] www.sbp.org.pk/ecib/cir/CIB%20Data%20Reporting%20Limit.pdf

شکل خ 1.9: پاکستان میں نجی کریڈٹ بیورو کے رکن اداروں کی تعداد

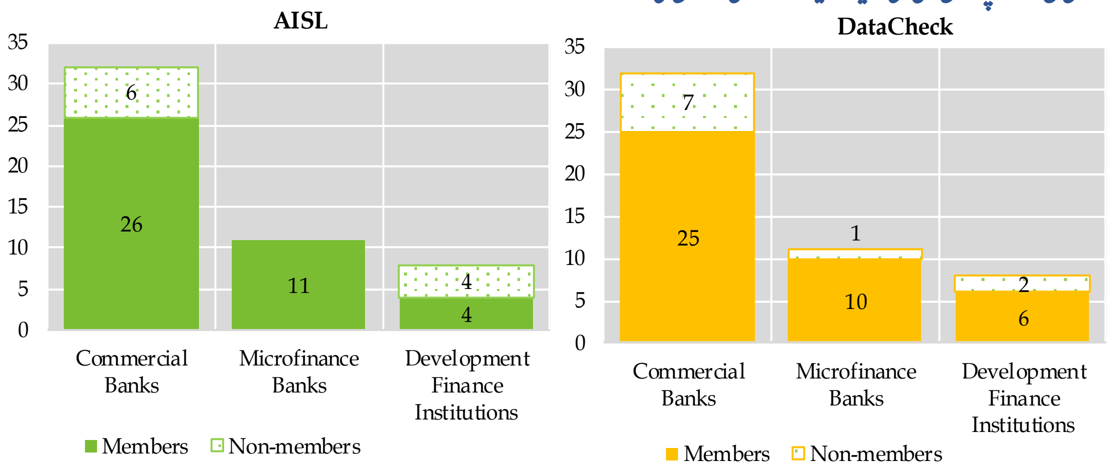

*Data as of 24th June, 2021
Source: Banking Conduct & Consumer Protection Department, SBP

ای سی آئی بی رپورٹ حاصل کرنے کے قانونی طور پر پابند ہیں۔[32] ایس ایم ایز اور صارفی مالکاری کے لیے بینک / ڈی ایف آئیز اپنے ممکنہ قرض گیروں سے متعلق رپورٹ ای سی آئی بی سے یا اسٹیٹ بینک کی جانب سے لائسنس یافتہ کسی اور کریڈٹ انفارمیشن بیورو سے حاصل کرسکتے ہیں۔[33] دوسری طرف، ایم ایف بیز کے لیے ای سی آئی بی یا کسی بھی کریڈٹ انفارمیشن بیورو سے کریڈٹ رپورٹ حاصل کرنا ضروری ہے، تاہم اگر کریڈٹ سہولت 30000 روپے سے زیادہ ہو تو، ایم ایف بیز ایس ای سی آئی بی سے سی آئی آر حاصل کرنے کے پابند ہیں۔[34]

(iii) بنیادی آبادیاتی وجغرافیائی اظہاریوں کی کمی

جیسا کہ گذشتہ حصوں میں بتایا گیا، عالمی سطح پر کریڈٹ بیورو ڈیٹا کا کاروبار کر رہے ہیں اور قرض گاروں کو اس ڈیٹا کی بنیاد پر قابل عمل ذہانت کی پیش کش کرتے ہیں۔ اس روشنی میں، یہ حقیقت کہ بینک اور دوسرے قرضہ دینے والے ادارے، ڈیٹا کے بنیادی فراہم کنندگان اور کریڈٹ بیورو کے رکن ہونے کے باوجود، بعض قسم کے آبادیاتی اور جغرافیائی ڈیٹا کو اکٹھا نہیں کر رہے اور / یا اس کی اطلاع نہیں دے رہے ہیں، جو پاکستان میں کریڈٹ بیورو مارکیٹ کی تعمیر وترقی میں رکاوٹ ہے۔

کسی قرض گیر کے زیرِ کفالت افراد کی تعداد، ان کا خاکۂ عمر، خواندگی اور تعلیم کی سطح کے بارے میں معلومات کو کمرشل بینک بیورو میں درج نہیں کرواتے یا انھیں جمع ہی نہیں کرتے ہیں۔ اسی طرح، زرعی قرضوں میں صرف نام اور قرضوں کی رقم کی اطلاع دی جارہی ہے، اور بیورو کے پاس بلحاظ سیکٹر (فصل، مویشی، یا ڈیری) اور بلحاظ فصل دیے جانے والے قرضوں کی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس طرح کی آبادیاتی و جغرافیائی معلومات کے مختلف علاقوں میں مختلف استعمالات ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگرچہ تعلیم شہری علاقوں میں قرض لینے کی اہلیت کا ایک بہتر اظہاریہ ہوسکتی ہے، تاہم یہ دیہی علاقوں میں اتنی اہمیت نہیں رکھتی جہاں فصلوں کی کٹائی کا انداز بہتر اندرونی

[32] محتاطیہ ضوابط برائے کارپوریٹ / کمرشل بینکاری (تازہ کاری جنوری 2015ء تک)، بینک دولت پاکستان
[33] محتاطیہ ضوابط برائے مالکاری چھوٹے ودرمیانے کاروباری ادارے، (05 اپریل 2016ء تک تازہ کاری)، بینک دولت پاکستان اور محتاطیہ ضوابط برائے صارفی مالکاری (تازہ کاری: 03 اگست 2016ء)، بینک دولت پاکستان
[34] محتاطیہ ضوابط برائے خرد مالکاری بینک (تازہ کاری 10 جون 2014ء)، بینک دولت پاکستان

تصویر دکھا سکتی ہے۔ اسی طرح، معیاری آبادیاتی و جغرافیائی ڈیٹا نہ رکھنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ بیوروز کو ایک ہی خاندان کے ارکان کی جانب سے مختلف خردمالکاری بینکوں / اداروں سے لیے گئے قرضوں کا پتہ لگانے میں دشواری ہوتی ہے، کیونکہ ہر کوئی ایک ہی دکان یا کاروبار کو مختلف قرض گاروں کے سامنے اپنی ملکیت ظاہر کرتا ہے۔ بالخصوص صارفین اور خرد اور چھوٹے کاروباری قرضوں کے ضمن میں واقعاتی شہادت ایسے بہت سے واقعات کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

(iv) متبادل ڈیٹا اکٹھا کرنے میں قانونی دشواریاں

اگرچہ رسمی مالی معلومات قرضے کی معلومات کا اطلاع کا لازمی جزو ہے اور قرض دینے والوں کو کو زیادہ خطرے کے حامل قرض گیروں سے احتراز نے میں مدد فراہم کرتا ہے، تاہم یہ قرض گار کو کسی ایسے قرض گیر کے خطرناک ہونے کے امکان کی پیش گوئی کرنے میں مدد نہیں کرتا ہے جس نے اپنی قرضے کی ضروریات کے لیے کبھی بھی مالی اداروں کا سہارا نہیں لیا ہے، اس لیے ان کے پاس اس کی کوئی کریڈٹ ہسٹری موجود نہیں ہے۔

عالمی سطح پر، ان خامیوں میں متبادل ڈیٹا سیٹ جیسے ٹیلیفون کے بل، یوٹیلٹی ادائیگیوں، لین دین کی مدات، کرائے کی معلومات، اور تجارتی لین دین وغیرہ کے استعمال سے کمی لائی جاتی ہے۔ لین دین سے متعلق ایسے اعداد و شمار آمدنی اور اخراجات کا ایک متبادل بن جاتے ہیں، اور بالخصوص ان افراد اور کاروباری اداروں کو رسمی قرضہ منڈی میں لانے کے لیے اہم ہیں جن کے پاس ظاہر کرنے کے لیے کوئی ضمانت اور کریڈٹ ہسٹری نہیں ہے۔ بالفاظِ دیگر، معیشت کے مخروط زمرے کے نچلے حصے میں مالی شمولیت کو بڑھانے کے لیے متبادل اعداد و شمار اہم ہیں۔

پاکستان میں، متبادل اعداد و شمار کی کوریج فی الحال موجود نہیں ہے کیونکہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں، اگرچہ کم از کم گذشتہ دو صورتوں میں اس بارے میں اعلامیے منظور کیے گئے ہیں۔ کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کے تحت، حکومت نے اپریل 2020ء میں ایک اعلامیہ جاری کیا جس کے تحت اس نے بجلی اور گیس کی تقسیم یا ترسیل کی کمپنیوں کو کریڈٹ بیورو کا رکن بننے اور انھیں ایکٹ کے تقاضے اور تفصیلی وضاحت کے مطابق معلومات فراہم کرنے کی ہدایت کی۔ تاہم، آج تک کے الیکٹرک کے سوا، بجلی اور گیس کی کوئی اور تقسیم کار کمپنی کریڈٹ بیورو کو ڈیٹا فراہم نہیں کر رہی ہے۔[35]

یہاں تک کہ اگر رپورٹ کیا بھی گیا، تو یوٹیلٹی ڈیٹا سیٹ میں واقعاتی غلطیوں کا احتمال ہے، اور اس وجہ سے یہ ناقابل اعتبار ہے۔[36] اس کی وجہ یہ ہے کہ ان یوٹیلیٹیز کے بہت سے صارفین سرکاری طور پر ان یوٹیلیٹیز کے رجسٹرڈ صارف نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر، بلنگ میٹر کرایہ دار کے بجائے پراپرٹی کے مالک کے نام پر ہیں۔ یا یہ اکثر موجودہ صارف کے والدین یا دادا کے نام پر ہوتا ہے، اور بعض اوقات جائیداد کے پچھلے مالک کے نام پر بھی ہوتا ہے۔ جائیداد خریدنے کی صورت میں، نیپرا کا کنزیومر سروس مینول (سی ایس ایم) نئے مالک کو پابند کرتا ہے کہ وہ پچھلے مالکان کی جانب سے تحریری رضامندی اور / یا تصدیق نامہ عدم اعتراض (این او سی) کے ساتھ نام تبدیل کرنے کے لیے ڈسکو پر درخواست دے، تاہم بہت کم لوگ اس شرط کو پورا کرتے ہیں۔ کرایہ داروں کے معاملے میں، اس طرح کی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔

دریں اثنا، 2019ء کے حکومت کے ایک اعلامیے، جس نے ملک میں موبائل آپریٹرز کو کریڈٹ بیورو کا رکن بننے اور ٹیلی کام خدمات کے استعمال کنندگان کے بلوں سے متعلق معلومات پیش کرنے کی ہدایت کی تھی، کے باوجود ٹیلی کام ڈیٹا، جو بہت چھوٹے (مینو) قرضے دینے کے ساتھ ساتھ خردمالکاری قرضے کے لیے بھی فائدہ مند ثابت ہو سکتے ہیں، کریڈٹ بیورو کو ابھی تک دستیاب نہیں ہیں۔

ٹیلی کام کمپنیوں کے ڈیٹا میں کیا شامل ہے، اسکی قانونی تعبیر متنازعہ ہے، کیونکہ ٹیلی کام کمپنیوں کا کہنا ہے کہ وہ پی ٹی اے کے ٹیلی مواصلات صارفی تحفظ کے ضوابط

[35] کے الیکٹرک (کے ای) نے اپنے نظام میں سی این آئی سی / این ٹی این کی دستیابی کی وجہ سے صرف کمرشل / صنعتی صارفین کے لیے اعداد و شمار کی اطلاع دہندگی کا آغاز کیا ہے؛ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر وہ رہائشی اعداد و شمار کا اشتراک کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ماخذ: پاور ڈویژن، اور کے الیکٹرک۔

[36] ماخذ: پاور ڈویژن

2009ء کے تحت صارفین کے بلنگ کے اعداد و شمار کے اخفا کے پابند ہیں۔ وہ یہ بھی اقرار کرتی ہیں کہ اگر وہ (مذکورہ بالا قانون کی نرم توضیح کے مطابق) صارفین کے بلنگ کے ڈیٹا کا اشتراک کر بھی دیں تو وہ صرف پوسٹ پیڈ صارفین کے ڈیٹا کا ہی اشتراک کر سکتی ہیں کیونکہ پری پیڈ ٹیلی کام صارفین کو کوئی قرض نہیں دیا جارہا ہے۔ اس سے ان قرض دینے والوں کو دشواری کا سامنا ہوتا ہے جو لین دین کی معلومات کی بنیاد پر نینو یا مائکرو قرض دے سکتے ہیں، جبکہ پست آمدنی والے گھرانوں کی قرضے کی اہلیت جانچنے کے لیے ٹیلی کام اخراجات ایک اہم عامل ہیں۔

اسی طرح، وزارت خزانہ کے اپریل 2016ء کے اعلامیے کے مطابق، قرض دہندگان سے متعلق عدالتی فیصلوں کو کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کے مقصد کے سرکاری ریکارڈ میں شامل کیا جائے گا۔ تاہم، عدالتی فیصلوں سے متعلق ڈیٹا بھی ابھی تک ایسی شکل میں دستیاب نہیں ہے جو کریڈٹ انفارمیشن رپورٹس اور کریڈٹ اسکورز کے مقصد کے لیے کریڈٹ بیوروز کے لیے آسانی سے قابل رسائی ہو۔

(v) دیگر آپریشنل رکاوٹیں

اپنے قیام کے بعد سے ہی، کریڈٹ بیورو انڈسٹری کو پاکستان میں متعدد آپریشنل مسائل کا سامنا ہے، جو کاروبار کے ہموار انتظام میں دشواری بنتے ہیں، اور قرض گاروں کے خطرۂ قرض میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ آپریشنل مسائل، جیسے قرض گار اداروں کی جانب سے معلومات کے تبادلے میں تاخیر، اور محدود تاریخی اعداد و شمار، جن کی بنیاد پر بیورو کریڈٹ اسکور تیار کرتا ہے، کئی ترقی پذیر معیشتوں میں کریڈٹ بیورو مارکیٹ کے قیام کے ابتدائی مرحلے میں عام پائے جاتے ہیں۔[37]

مثال کے طور پر، پاکستان میں موجودہ ضوابط کے تحت قرض گار اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر ماہ کی 10 تاریخ تک اپنے قرض گیروں کی معلومات کی ماہانہ تازہ کاری (اپڈیٹ) اپ لوڈ کریں، یعنی جون کے ماہانہ اپ ڈیٹ کو 10 جولائی تک اپ ڈیٹ کرنا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قرض گیر یکم جولائی کو اپنی ادائیگیوں کے لیے نادہندہ ہوتا ہے تو کریڈٹ بیورو کے ڈیٹا بیس میں اور نتیجتاً سی آئی آر میں اس معلومات کی عکاسی کرنے میں سسٹم کو 40 دن لگ سکتے ہیں، جس سے کریڈٹ رپورٹس کی افادیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اسی طرح، واقعاتی شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں قرض گیر ایک ساتھ مختلف بینکوں میں صارفی قرضوں کے لیے درخواست کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ کریڈٹ بیورو کے پاس روزمرہ بنیاد پر نئی قرض درخواستوں کی محدود معلومات ہوتی ہیں، لہٰذا قرض گار قرض گیروں کی مستقبل میں ادائیگیِ قرض کی صلاحیت کا مناسب اندازہ نہیں کرپاتے۔ نتیجتاً، قرض گیر اپنی ادائیگیِ قرض کی استعداد سے کہیں زائد، ایک ہی وقت میں ان پانچوں بینکوں سے قرضے حاصل کرنے میں کامیاب رہتے ہیں، جس کے باعث خطرۂ قرض پیدا ہوتا ہے، جس سے ڈیٹا کے بروقت اشتراک سے بچا جاسکتا ہے۔

اسی طرح، اگرچہ کمرشل بینک اور دوسرے قرض گار ادارے، ای سی آئی بی اور کریڈٹ بیورو کے رکن ہونے کے ناتے، ان کی قرضے کی معلومات کا بروقت اشتراک کرتے ہیں، تاہم مؤخر الذکر کو اطلاع دینے میں اکثر تاخیر ہو جاتی ہے۔ اس سے بیوروز کی افادیت کو ٹھیس پہنچتی ہے، کیونکہ اس سے معلومات کا تناسب بگڑ تا ہے۔ مزید برآں، ای سی آئی بی کے برعکس، کریڈٹ بیوروز اپنے ارکان کو ڈیٹا کے اشتراک میں تاخیر پر جرمانہ عائد نہیں کرسکتے۔

اگرچہ، کریڈٹ بیورو کی جانب سے سی آئی آر میں منفی معلومات کی برقراری کی مدت چکتائی کی تاریخ سے قرضے کی نادہندگی کی صورت میں 3 سال تا 15 سال ہے (**جدول خ 1.1**)، تاہم ای سی آئی بی میں یہ 2 تا 10 برس ہے۔ مؤخر الذکر عالمی بینک کے کاروبار کرنے کے اظہاریوں کے مطابق ہے۔ تاہم، مقامی قرض گار ادارے عام طور پر خطرے سے احتراز کرتے ہیں اور قرضے کی تاریخ (کریڈٹ ہسٹری) کو طویل مدت کے لیے ای سی آئی بی کے نظام میں برقرار رکھنے کا مطالبہ بھی کرتے ہیں۔

[37] عالمی بینک (2019ء)۔ کریڈٹ رپورٹنگ نالج گائیڈ۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

جدول خ1.1 : کریڈٹ بیورو کے سی آئی آر کی تحویل میں معلومات برقرار رکھنے کے اصول

		تحویل میں رکھنے کی مدت	
		مفرد قرض گیر	کارپوریٹ قرض گیر
دیوالیہ کیسز	عدالت کے فیصلے کے دن سے	5 سال	10 سال
نادہندگی	نادہندہ رقم کی بازادائیگی یا تصفیے کی تاریخ سے	3 سال	4 سال
تصفیے / بازیابی کے بعد منسوخی یادستبرداری	تصفیے یا بازیابی کی تاریخ سے	5 سال	5 سال
ری شیڈولنگ اور ری اسٹرکچرنگ	ری شیڈولنگ اور ری اسٹرکچرنگ کی تاریخ سے	3 سال	5 سال
منسوخی یادستبرداری–غیر تصفیہ شدہ		15 سال	15 سال

ماخذ: وزارتِ مالیات

خ1.6 مستقبل کا امکان

مذکورہ بالا دشواریوں سے نمٹنے کے لیے، درج ذیل سفارشات پر عمل درآمد سے پاکستان کو اس کے قرضے کی اطلاع دہندگی کے نظام (کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم) میں ممکنہ فوائد کے حصول میں مدد مل سکتی ہے۔

ضوابطی فریم ورک استوار کرنا اور سازگار ماحول تخلیق کرنا

جیسا کہ گذشتہ سیکشن میں زیر بحث آیا، فی الحال دونوں کریڈٹ بیورو مجموعی مالی شعبے کے قرضے کے جزدان میں جزوی کوریج کے حامل ہیں کیونکہ متعدد بینک ابھی تک دونوں کریڈٹ بیوروز کے رکن نہیں ہیں (**شکل خ1.10**)۔ اس کے لیے باقی ماندہ کمرشل بینکوں کو کریڈٹ بیوروز کا رکن بننے کے لیے ترغیب دینے کی ضرورت ہے، ؛اس کے بعد قرض گار ادارے مختلف قدرِ اضافی خدمات کی خریداری کے لیے اپنی پسند کا بیورو منتخب کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اعداد و شمار جمع کرنے کے حوالے سے بیوروز کے مابین کوئی مسابقت نہیں ہو گی ، بلکہ قدرِ اضافی کی حامل خدمات پر مسابقت بڑھ جائے گی جس سے قرضہ منڈی میں معلومات کی عدم مطابقت میں کمی کا امکان ہے۔

مروجہ ضوابط جو قرضے کے مختلف زمروں کے لیے ای سی آئی بی اور / یا کریڈٹ بیورو سے لازمی کریڈٹ رپورٹ حاصل کرنے کو لازمی قرار دیتے ہیں، کمرشل / ایس ایم ای کریڈٹ منڈیوں میں آپریشنز شروع کرنے کے لیے کریڈٹ بیورو کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ چنانچہ، حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ای سی آئی بی کے لیے مقررہ میعاد کی دفعہ کا اعلان کرے، جس سے نجی شعبے کے کریڈٹ بیورو کے لیے منڈی میں گنجائش پیدا ہو، تاکہ وہ قرضوں کے زمروں اور قرضے کی معلومات کی خدمات (کریڈٹ انفارمیشن سروسز) کے میدان میں پوری آب و تاب سے مقابلہ کر سکیں۔[38]

شکل خ1.10 : نچلی متوسط آمدنی کے حامل ممالک کے گروپ میں نجی کریڈٹ بیورو میں بالغ آبادی کی کوریج

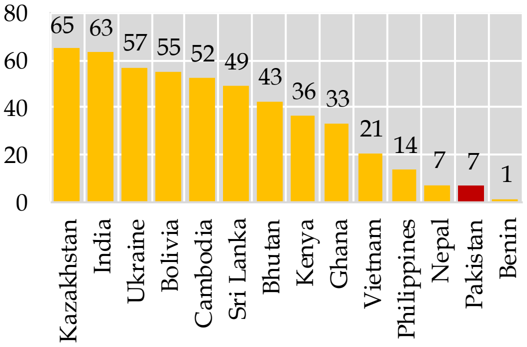

Source: World Bank

[38] اس ضمن میں، یہ قابل غور ہے کہ کریڈٹ بیوروایکٹ مارچ 2015ء پر تبادلہ خیال کے دوران قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ، محاصل، معاشی امور، شماریات اور نجکاری نے ایک مقررہ میعاد کی دفعہ شامل کرنے کے انتخاب پر زور دیا تھا جس کے تحت ای سی آئی بی "اس ایکٹ کی تاریخِ آغاز سے بارہ ماہ کی مدت تک قرضہ دینے والے اداروں کو کریڈٹ رپورٹس پیش کرنا بند کر دے"۔ تاہم، اس دفعہ کو ایکٹ کے آخری ورژن میں شامل نہیں کیا گیا تھا۔ ماخذ: قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ، محصول، معاشی امور، شماریات اور نجکاری سے متعلق کریڈٹ بیوروز بل، 2014ء کی رپورٹ اس لنک پر دستیاب ہے: www.na.gov.pk/uploads/documents/1455174664_465.pdf،

اطلاع دہندگی کے فارمیٹ ، اطلاع دہندگی کے وقت ، ڈیٹا کو برقرار رکھنے اور آپریشنل رکاوٹوں کے مختلف پہلوؤں کو ہموار بنانے کے لیے مربوط کوششوں کی ضرورت ہے، جیسی بھارت نے اپنی کریڈٹ بیورو مارکیٹ کے ابتدائی مراحل میں کی تھیں۔ بھارت کے کریڈٹ انفارمیشن کمپنیز (ریگولیشن) ایکٹ 2005ء کے تحت ضابطوں کا اصل سیٹ کارپوریٹ، صارفی اور ایم ایف آئی ڈیٹا کی اطلاع دہندگی کے لیے معیاری فارمیٹ پیش نہیں کرتا ہے۔[39] ان مسائل کو حل کرنے کے لیے، آر بی آئی نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور ، اس کی ہدایات کی بنیاد پر ، قرضے کی اطلاع دہندگی (کریڈٹ رپورٹنگ) کے فریم ورک کے مختلف پہلوؤں کو ہموار بنانے کے لیے اقدامات کیے، جن میں قرض کے مختلف زمروں کے لیے معیاری ڈیٹا فارمیٹ ، اور کریڈٹ بیروز میں ڈیٹا جمع کروانے کی عقلی توجیہہ وغیرہ شامل ہے۔[40] ان عوامل نے بھارت میں کمرشل قرضوں سے متعلق کریڈٹ انفارمیشن کوریج میں اضافہ کیا اور وہ 2010ء میں 10 لاکھ فرموں سے بڑھ کر 2019ء میں 23 ملین سے زیادہ فرمیں ہو گئیں۔[41]

اسی طرح ، کریڈٹ معلومات کے ساتھ ساتھ نئے قرضوں کی پوچھ گچھ اور منظوریوں کی روزانہ اپ ڈیٹ متعارف کرائی جاسکتی ہے تا کہ اطلاع دہندگی کے نظام (رپورٹنگ سسٹم) میں موجود تاخیر کو نمایاں طور پر کم کیا جاسکے ۔ اس سے اپنے ارکان کو بروقت انتباہات جاری کرنے میں بیورو کو مدد ملے گی۔

متبادل ڈیٹا کی دستیابی اور استعمال کو بڑھانے کے لیے قانونی اور قومی سطح پر پالیسی اصلاحات

متبادل ڈیٹا سیٹ کو شامل کرنے سے بینکاری سہولتوں سے محروم افراد / ایس ایم ایز کی کریڈٹ ہسٹری کی تشکیل اور مالی اعانت تک ان کی رسائی بڑھانے میں مدد ملے گی۔ مزید برآں، یہ ایس ایم ایز کی ادائیگی کے رویے کے لیے درکار جزئیات کی بھی پیش کش کرے گا جسے مالی ادارے ایس ایم ایز کی مالی ضروریات کی مناسبت سے موزوں مصنوعات اور خدمات کے ڈیزائن کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ ان منسلکہ فوائد سے متبادل ڈیٹا سیٹس کے بارے میں معلومات شامل کرنے کے لیے بہت سے ممالک میں سی آر ایس پیز کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انھوں نے مالی شمولیت میں مثبت تبدیلی کو قبول کیا۔ مثال کے طور پر ، گیانا نے ایک ضوابطی انتظام اپنایا جس نے یوٹیلیٹی پرووائڈرز کو اپنے ڈیٹا کا کریڈٹ بیوروز کے ساتھ اشتراک کا پابند کیا، جس کے بعد اس کی مالی شمولیت میں نمایاں اضافہ (2015ء میں 2.4 فیصد سے بڑھ کر 2016ء میں 16.4 فیصد) ہوا۔[42] اسی طرح، کینیا میں، موبائل قرض گاروں کو اپنا ڈیٹا کریڈٹ بیورو کو فراہم کرنے کا پابند بنانے کے بعد، قرض گیروں کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا۔[43]

بھارت میں ، عالمی بینک نے کمرشل کریڈٹ رپورٹنگ انڈیا پروجیکٹ کے تحت متعدد باہمی رابطوں کے پروگراموں اور متعلقہ فریقوں سے میٹنگز کا انعقاد کیا تا کہ ملک کی قرضے کی اطلاع دہندگی کی منڈی (کریڈٹ رپورٹنگ مارکیٹ) کی استعداد کار کو بڑھانے کے طریقوں کی نشاندہی کی جاسکے۔ پروجیکٹ کے تحت 2015-16ء کے ایک سروے کے جواب میں، بھارت کے مالی اداروں نے ایم ایس ایم ای مالکاری کے درکار کریڈٹ معلومات میں خامیوں کی نشاندہی کی ، اور ایم ایس ایم ایز

[39] ماخذ: کریڈٹ انفارمیشن کمپنیز (ریگولیشن) ایکٹ، 2005ء، انڈیا کوڈ

[40] ایک اور اہم اقدام یہ تھا کہ تمام کریڈٹ اداروں بشمول این بی ایف آئیز اور کوآپریٹو بینکوں کے لیے ضروری بنایا گیا کہ وہ تمام سی آر ایس پیز کے رکن بنیں اور تاریخی معلومات کے سیٹ سمیت اعدادوشمار کو جمع کروائیں۔ (ماخذ: آربی آئی (2015ء)، کریڈٹ انفارمیشن کمپنیوں (سی آئی سیز) کی رکنیت، نوٹیفیکیشن: آربی آئی / 2014ء تا 15ء / 458 ڈی این بی آر .C.C.No (PD) (پی ڈی) سی سی نمبر / 019 / 2014-15 / 03.10.01 اور نوٹیفکیشن ڈی بی آر نمبر سی آئی ڈی۔ بی سی 15-2014 / 59/20.16.056
اس لنک پر دستیاب ہے:.(www .rbi.org.in/Scripts/NotificationUser.aspx?Id=9555&Mode=0

[41] کاروبار کرنا 2010ء انڈیا، آئی ایف سی، اس لنک پر دستیاب ہے:- www .ihk-krefeld.de/de/media/pdf/international/doing-business/indien-doing-business-in-india-2010.pdf

[42] ماخذ: عالمی بینک گروپ (2018ء)، ایس ایم ایز کے لیے مالیات تک رسائی میں بہتری لانا۔

[43] عالمی بینک (2019ء) کریڈٹ انفارمیشن شیئرنگ انڈسٹری میں رکاوٹ پیدا کرنے والی ٹیکنالوجیاں: پیش رفتیں اور مضمرات۔ فن ٹیک نوٹ نمبر 3. واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

کی مالیات تک رسائی میں اضافے کے لیے مختلف متبادل ڈیٹا کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔[44] ان میں یوٹیلیٹی بلوں کا ڈیٹا، ٹیلی کام کے استعمال کے شماریات، انکم ٹیکس اور وی اے ٹی گوشوارے اور بیمہ دعوے وغیرہ شامل ہیں۔ تحقیق کے نتائج کی بنیاد پر، ایم ایس ایم ای انجمنوں اور ای کامرس کمپنیوں سے جمع کی گئی معلومات کو کریڈٹ بیورو ڈیٹا بیس میں شامل کرنے، اور یوٹیلیٹی کمپنیوں اور ٹیلی کام آپریٹرز سے متبادل ڈیٹا اکٹھا کرنے میں مدد فراہم کرنے کے لیے ایک آزمائشی منصوبہ (پائلٹ پروجیکٹ) شروع کیا گیا ہے۔

پاکستان میں، متبادل ڈیٹا سیٹس کی دستیابی کے لیے سازگار قانونی ماحول اور ضوابطی دفعات وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، یوٹیلیٹی اعداد و شمار کی افادیت کو بڑھانے کے لیے، پاور ڈویژن کو نیپرا کے سی ایس ایم میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ اس کے صارفی زمروں میں بجلی کے صارفین کی درست طور پر شناخت کی جاتی ہے، اور اس کے اعداد و شمار کو باقاعدگی سے ریکارڈ کیا جاتا اور کریڈٹ بیوروز کے ساتھ اشتراک کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں، سی ایس ایم کو کرایہ داروں کو نئی رہائش گاہ منتقل ہونے کی صورت میں اپنے نام اور پتے کو اپ ڈیٹ کرنے کا پابند کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

اسی طرح، قانونی اور پالیسی میں بہت ساری تبدیلیوں کی ضرورت ہے تاکہ ٹیلی کام کے بلوں کے ڈیٹا کی کریڈٹ بیورو کو دستیابی کو یقینی بنایا جاسکے، اور ملک بھر میں واحد ملکیت اور افراد کی انجمن کو منفرد شناخت تفویض کی جاتی ہے۔ مزید برآں، مختلف دیگر اہم متبادل ڈیٹا سیٹس، جیسے وہ جو رہائشی / کمرشل کرائے کی جائیدادوں اور عدالتی فیصلوں سے متعلق ہیں، کو پہلے مناسب طریقے سے درج کرنا ضروری ہے اور پھر کریڈٹ بیورو انڈسٹری کے ساتھ اشتراک کیا جانا چاہیے۔

مثلاً، حکومت سندھ نے کرایہ داری کی رجسٹریشن کے نظام کا اجرا کیا ہے،[45] جہاں کرائے دار کی تصویر، دستخط اور کرائے کے معاہدے کو درج کیا جاتا ہے، لیکن یہ درج نہیں کیا جاتا کہ ماہانہ کرائے کی ادائیگی کی گئی تھی یا نہیں، اور مقررہ تاریخ کے اندر کی گئی تھی۔ اس سمت میں ایک اور قدم کے طور پر ماہانہ کرائے کی ادائیگیوں کا اندراج بھی شامل کیا جانا چاہیے، جو سندھ کے زمین کی خودکاری کے ڈیٹا بیس اور اس کے منصوبہ بندای اسٹیمپنگ ڈیٹا بیس سے منسلک ہے۔ اس طرح کے بھرپور ڈیٹا بیس سے کریڈٹ بیوروز کے ساتھ ساتھ قرضے تک رسائی اور مالی شمولیت میں مدد ملے گی؛ جبکہ وفاقی اور صوبائی ٹیکس حکام کو ان کے ٹیکس کا دائرہ بڑھانے میں مدد دیتے ہوئے اس سے کرایہ داری قانونی چارہ جوئی کو کم کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ دوسرے صوبوں کو بھی ایسے ہی اقدامات کرنے چاہئیں۔

اس حوالے سے، ڈیٹا اور پالیسی اصلاحات پر قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کی ضرورت ہے جس کا مقصد بشمول کریڈٹ بیورو اور مالی شمولیت ملک کی ڈیٹا کی ضروریات کو حل کرنا، جب کہ بعض ڈیٹا ٹچ پوائنٹس پر اعداد و شمار کی توثیق، درستگی، روابط اور تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔

قومی مالی شمولیتی حکمتِ عملی کے مرکوز شعبوں میں قرضے کے اندراج کے نظام کو شامل کرنا

پاکستان کی قومی مالی شمولیتی حکمت عملی 2015ء تا 2020ء (این ایف آئی ایس) کے مطابق ملک میں ایم ایس ایم ای کی مالکاری میں اضافے کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے دو اہم عوامل یہ ہیں (i) : کریڈٹ بیورو اور لین دین کی رجسٹری کے لیے قانون سازی کرنے کے لیے مناسب ضوابط کی کمی؛ اور (ii) متبادل فنڈنگ کی کمی اور محدود معلومات یا متبادل مالکاری کے استعمال کی کمی، جیسے قدری زنجیر اور نقد کے بہاؤ پر مبنی مالکاری کے طریقے۔

کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کی منظوری اور این ایف آئی ایس 2023ء[46] کے تحت ایس ای سی پی کے اندر ایک محفوظ لین دین کی رجسٹری کے قیام کے ساتھ یہ دونوں خدشات بڑی حد تک دور کیے جاچکے ہیں، جبکہ ترجیحی شعبوں، جیسے ایس ایم ای مالیات، زرعی مالیات، پست لاگت مکانات کاری، اور اسلامی بینکاری کے لیے

[44] عالمی بینک (2019ء) کریڈٹ رپورٹنگ نالج گائیڈ۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

[45] trs.sindhpolice.gov.pk/admin/login

[46] finance.gov.pk/NFIS.pdf

مخصوص عمومی اہداف اختیار کر لیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں، قرضے کی اطلاع دہندگی کے نظام (کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم) کے لیے ایکشن پلان کو شامل کر کے اور ملک میں کریڈٹ بیورو کی کوریج، ڈیٹا کے معیار اور استعمال کو بہتر بنانے کے لیے ورکنگ گروپ تشکیل دے کر مزید تقویت دی جاسکتی ہے۔ یہاں، یہ بات قابل ذکر ہے کہ این ایف آئی ایس 2015ء تا 2020ء کے مسودے کی تیاری کے وقت، متعلقہ فریقوں کو یہ توقع نہیں تھی کہ بیورو کا موجودہ ماحولیاتی نظام ملک میں مالی شمولیت کی راہ میں رکاوٹ بنے گا، اور اس لیے اس سے منسلک کارروائیوں کو این ایف آئی ایس ایکشن پلان کا حصہ نہیں بنایا گیا تھا۔

آخر میں، حکومت کی جانب سے ایک مالی اختراعی چیلنج فنڈ کا آغاز کیا جانا چاہیے تاکہ ان امور کی حوصلہ افزائی ہوسکے: (الف) فی الحال کریڈٹ بیورو کے ذریعے چلائے جانے والے کریڈٹ اسکورنگ ماڈلز کے استعمال؛ اور (ب) نئے کریڈٹ اسکورنگ ماڈلز کی تخلیق اور جانچ، بالخصوص وہ جو متبادل اعداد و شمار پر مبنی ہوں یا بصورت دیگر ان افراد اور کاروباری اداروں کے زمرے پر مرکوز ہو جن کے پاس کوئی ضمانت نہیں اور وہ مختصر یا کوئی کریڈٹ ہسٹری نہیں رکھتے۔

عالمی سطح پر، کریڈٹ اسکور پورے کریڈٹ ایکو سسٹم کے بنیادی ستون ہیں۔ اس کی وجہ نہ صرف یہ ہے کہ کریڈٹ اسکور بینکوں، ایم ایف بیز / ایم ایف آئیز اور دیگر قرض گار اداروں کے انتظامی اخراجات کو کم کرتا ہے، بلکہ اس کا ضوابطی اثر بھی ایک وجہ ہے جو اچھے کریڈٹ اسکور کے حامل قرض گیر فائدہ اٹھاتے ہیں جبکہ بری ہسٹری والے افراد کو سزا دی جاتی ہے۔ تاہم، پاکستان میں، واقعاتی شواہد سے پتا چلتا ہے کہ ایک یا دو قرض گار اداروں میں اچھی کریڈٹ ہسٹری قرض گیروں کے لیے ان کے موجودہ بینکاری روابط میں ہی فائدہ مند ہوتی ہے، لیکن دیگر بینکوں اور ایم ایف بیز / ایم ایف آئیز میں نہیں ہوتی۔ اس صورتِ حال میں کریڈٹ اسکور مفید ہو سکتا ہے۔

دریں اثنا، یہ بات قابلِ غور ہے کہ مالی خواندگی میں نمایاں اضافے اور بیوروز کی وجہ سے ہونے والے امکانی فوائد کے بارے میں آگاہی کے بغیر بالعموم قرضے تک رسائی اور بالخصوص کریڈٹ بیورو کی کوریج میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں، قومی مالی خواندگی پروگرام (این ایف ایل پی) کو ایسی پالیسیاں شامل کرنے کی ضرورت ہے جو خاص طور پر صارفین اور بینکوں پر مرکوز ہوں تاکہ وہ نجی کریڈٹ بیوروا ور معلومات کے ایک مثبت ڈیٹا بیس کی موجودگی کے فوائد کو سمجھنے کے قابل ہوں۔ کریڈٹ بیورو کی کارروائیوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہی اور تفہیم پیدا کرنا، اس کی خدمات کے مؤثر طریقے سے استعمال، اور بیورو کی جانب سے تیار کی گئی کسی کی کریڈٹ ہسٹری کی درخواست، تجزیہ اور ان میں بہتری لانا، اہم مرکوز شعبوں میں شامل ہیں۔

مثال کے طور پر، افراد اور ایم ایس ایم ایز کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک جعلی / منسوخ شدہ چیک بھی موجودہ اور ممکنہ قرض گیروں کی کریڈٹ اسکورنگ کو منفی طور پر متاثر کر سکتا ہے۔ اسی طرح، جب کرائے کی ادائیگی کے ڈیٹا کا اندراج شروع ہو جائے گا تو، کرائے کی تاخیر سے ادائیگی سے کریڈٹ اسکور کو نقصان پہنچے گا۔ اسی دوران، کریڈٹ بیورو سے متعلق اعداد و شمار کا اندراج اور اسے برقرار رکھنے میں شامل مالی شعبے کے افسران کے لیے تربیتی پروگرام بھی ترتیب دیے جاسکتے ہیں، تاکہ ان کی مہارتوں میں اضافہ ہو سکے، حد سے زیادہ مقروضیت اور سمجھ دار قرض گیری اصولوں کے بارے میں ان کی تفہیم کو بہتر بنایا جاسکے، اور وہ قرض گیروں کو کیسے اور کب مالی تعلیم دیں اور کریڈٹ رپورٹس کی بنیاد پر مصنوعات اور دیگر قدرِ اضافی کی خدمات فروخت کر سکیں۔

مستقبل میں ڈجیٹل سولیوشنز اس حوالے سے اہم ثابت ہوسکتے ہیں

گذشتہ دہائی میں، دنیا بھر میں ڈجیٹل مالی خدمات کو اپنانے میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ موبائل والٹس، فن ٹیک سروس پرووائڈرز اور ای منی اداروں کے پھیلاؤ نے بنیادی بینکاری کے ساتھ ساتھ ادائیگی کے نظاموں اور معلومات کی ثالثی کے متعلقہ زمروں کو بھی تبدیل کر دیا ہے۔ اس طرح کی خدمات کی ڈجیٹائزیشن کے نتیجے میں مالی شعبے کے اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے اور ان کی دستیابی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

کریڈٹ انفارمیشن ایجنسیوں کے حوالے سے، ڈجیٹل مواقع کے استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے۔ پہلے ہی، دنیا بھر میں کریڈٹ بیوروز کمپیوٹنگ کی صلاحیتوں میں ہونے والی پیشرفتوں کا استعمال کرتے ہوئے مختلف ذرائع سے ملنے والی کثیر معلومات کے ڈیٹا سیٹس کو درج، ضم، محفوظ کرنے، انتظام، پراسس اور منتقلی کے

لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اسی طرح، برقی ادائیگی کے نظاموں اور ٹیکس ریکارڈوں کی ڈیجیٹائزیشن بیوروز کو معلومات کے نئے سیٹ فراہم کر رہی ہے جنھیں وہ اپنی اسکورنگ اور دیگر قدرِ اضافی خدمات کو بنیاد بنا سکیں۔ ان ڈیٹا سیٹس میں الیکٹرانک فنڈز کی منتقلی کا ڈیٹا، کارڈ پر مبنی لین دین کی تاریخیں، اور فرد سے فرد (پی 2 پی)، کاروباری ادارے سے صارف (بی 2 سی) اور کاروباری ادارے سے کاروباری ادارے (بی 2 بی) رابطے ای کامرس اور رسدی زنجیروں کی ڈیجیٹائزیشن کے ذریعے قابل عمل ہیں۔ مزید برآں، بائیو میٹرک تصدیق کے اقدامات کے نفاذ سے دھوکہ دہی کے طریقوں کو تیزی سے گرفت میں لیا جا رہا ہے۔

آخراً، مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ سے متعلق تکنیکیں بیورو کو بگ ڈیٹا (Big Data) کے استعمال کے رجحانات کا تجزیہ کرنے میں مدد فراہم کر رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، ایکویفکس (Equifax) نے امریکی ٹیک پر مبنی نئے کاروباری ادارے (اسٹارٹ اپ) سگنیفائی (Cignify) کے ساتھ کام کیا تاکہ چلی میں ان افراد کے لیے "پیش گوئی پر مبنی شمولیتی اسکور (Prediction Inclusion Score)" تیار کیا جاسکے جن کی یا تو کریڈٹ کی کوئی ہسٹری نہیں یا محدود ہسٹری ہے۔ وہ افراد جو کسی خدمت کا انتخاب کرتے ہیں ان کے ٹیلی مواصلات کے استعمال کے نمونوں کا تجزیہ ہو گیا ہو گا اور ان کے لیے قرضے کی اہلیت کا اسکور مختص کیا جاچکا ہو گا، جس کا اشتراک مالی اداروں کے ساتھ کیا جاسکے گا تاکہ وہ قرض کی پیش کش کر سکیں۔[47] حالیہ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ "سادہ ڈیجیٹل فٹ پرنٹس"، یعنی وہ معلومات جو صارفین نے مختلف ویب سائٹس تک رسائی حاصل کر کے آن لائن چھوڑی ہوں- کریڈٹ بیوروز کے معلوماتی مواد کی تکمیل کرتی ہیں، اور اگر انھیں قرض کے تجزیے کے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو، مالیات تک رسائی بڑھا دیتی ہیں اور طے شدہ شرحوں کو خاصی حد تک کم کرتی ہیں"۔ (برگ، وغیرہم، 2020ء)۔[48]

پاکستان کی بات کی جائے تو، ای کامرس اور بذریعہ موبائل ادائیگی کی خدمات میں ایسا ہی اضافہ ہوا ہے۔ مالی سال 20ء کے دوران ڈیجیٹل ادائیگیوں سے حاصل ہونے والی مجموعی ای کامرس لین دین کی مالیت 73.7 ارب روپے رہی جو مالی سال 17ء کے 20.7 ارب روپے سے بہت بلند تھی۔ اسی طرح، جون 2020ء کے اختتام پر ملک میں فعال موبائل والٹ اکاؤنٹس کی تعداد 26.7 ملین تک پہنچ گئی۔ دریں اثنا، 2018ء میں ڈیجیٹل پاکستان پالیسی اور اس کے بعد 2019ء میں ای کامرس پالیسی متعارف کروا کے حکومت نے ڈیجیٹائزیشن کو ترجیحی توجہ کا مرکز بنادیا ہے۔ پالیسیوں کے پانچ مرکوز حصے رسائی اور کنکٹوٹی، ڈیجیٹل انفرا اسٹرکچر، ای گورننس، ڈیجیٹل مہارت سازی اور تربیت، اور جدت اور کاروباری سرگرمی ہیں۔

بینکاری لین دین کو ڈیجیٹائز کرنے اور رقم کی منتقلی کو بروقت بنانے کے لیے مائیکرو پے منٹ گیٹ وے اور راست فوری ادائیگی کے نظام کا افتتاح مستقبل میں موبائل اور انٹرنیٹ بینکاری کو اپنانے میں نمایاں اضافہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ راست سے تمام مالی اداروں کے استعمال کنندگان کے لیے ڈیجیٹل ادائیگیوں کو قابل رسائی بناتے ہوئے شعبہ وار ہموار انٹر آپریبلٹی کی سہولت دے گی۔ مزید برآں، لین دین کی لاگت کو ختم کرتے، ہموار صارفی تجربات کی فراہمی (ان اے پی آئیز کے ذریعے جو صرف ایک متغیر، جیسے موبائل فون نمبرز کی بنیاد پر رقوم کی منتقلی کی اجازت دیتے ہیں)، اور رازداری اور تحفظ پر زیادہ توجہ دیتے ہوئے راست طلب کے ضمن میں بھی ڈیجیٹل مالی خدمات کو اپنانے میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں مدد کرے گا۔

حال ہی میں، کچھ ممالک میں ایک "اوپن بینکاری" فریم ورک کو اپنانے کا رجحان پیدا ہوا ہے، جس میں معیاری اے پی آئیز کے ذریعے تمام باقاعدہ (ریگولیٹڈ) مالی اداروں کے مابین بروقت ڈیٹا کا اشتراک ہوتا ہے۔ یہ "کلاسیکی بینکاری ماڈل" میں یکسر تبدیلی ہے، جہاں معلومات خصوصی اداروں، جیسے کریڈٹ بیوروز اور رجسٹریوں کے ذریعے مختلف مالی خدمات فراہم کرنے والوں میں پھیل جاتی ہیں۔ چونکہ اوپن بینکاری ایک ابھرتا ہوا تصور ہے، لہٰذا اعداد و شمار کے اشتراک کی مختلف شکلیں ابھری ہیں۔ تاہم، زیادہ تر معاملات میں، صارفین پورے بینکاری

[47] عالمی بینک (2019ء) کریڈٹ رپورٹنگ نالج گائیڈ۔ واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

[48] برگ، ٹی، برگ، وی، گومبوویچ، اے، اینڈ ایم پوری۔ (2020ء)۔ "فن ٹیکس کے عروج پر: ڈیجیٹل فٹ پرنٹ کا استعمال کرتے ہوئے کریڈٹ اسکورنگ۔" علم مالیات کا جائزہ، 33(7)، 2845 تا 2897۔

ماحولیاتی نظام میں متعدد مالی کھاتوں سے حاصل کردہ معلومات کے آپس میں اشتراک کی اجازت دیتے ہیں۔

کریڈٹ بیورو کے حوالے سے اس کا مطلب قرض لینا اور بنیادی ڈیٹا کا آسان ذخیرہ، بینکاری لین دین کے تجزیے، جس میں متبادل ڈیٹا کی ادائیگیوں کے اظہار یے، جیسے یوٹیلیٹی خدمات کی ادائیگیاں اور ٹیکس میں کٹوتیاں (اگر بینکاری چینل کے ذریعے سر انجام دی جائیں) شامل ہیں کا موقع ہے۔ صارفین کے نقطۂ نظر سے، حال ہی میں اٹھنے والے مسئلے "انفارمیشن رینٹس" کے مسئلے سے کافی حد تک نمٹا جا سکتا ہے، جس کے نتیجے میں مارک اپ میں کمی اور قرض لینے کی شرائط آسان ہوتی ہیں۔[49]

کریڈٹ بیوروز کو ڈیٹا کے اس ڈجیٹل اسٹریم کو اپنی کوریج بڑھانے اور صارفین اور کاروباری اداروں کی قرض کی اہلیت کے تجزیے کے لیے استعمال کرنا چاہیے، حتیٰ کہ ان کے لیے بھی جن کی ابھی تک کریڈٹ ہسٹری نہیں ہے۔ فی الحال، ملک میں فِن ٹیک پلیئرز، جیسے فنجا اور ٹیلی نار خرد مالکاری بینک، موبی لنک مائیکرو فنانس بینک، اور فِنکا مائیکرو فنانس بینک پہلے ہی ٹیلی کام اخراجات اور ڈجیٹل ادائیگی کی ہسٹریوں جیسے متبادل ڈیٹاسیٹ پر مبنی چھوٹے قرضے (nano-loans) جاری کرنے پر کام کر رہے ہیں۔ دریں اثنا، کریڈٹ بک اور ڈجی کھاتا جیسے اسٹارٹ اپ کا مقصد ذاتی اور چھوٹے کاروباری اداروں کی ادائیگیوں کو ڈجیٹل بنانا اور اپنے متعلقہ آن لائن ڈیٹا بیس میں قرضے کے لین دین (وصولی اور واجبات) کا لاگ رکھنا ہے۔ ایسی معلومات، اگر کریڈٹ بیوروز کو دستیاب ہوں، تو وہ افراد اور کاروباری اداروں کی قرضے کی اہلیت کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں، بالخصوص ان لوگوں کی جن کے پاس کافی ضمانت یا کوئی بینکاری ہسٹری موجود نہیں ہے۔

عالمی سطح پر، "ایم شواری" متبادل معلومات پر مبنی قرض گاری کے امکان پر روشنی ڈالتا ہے۔ کمرشل بینک آف افریقہ نے کینیا میں ایم-پیسا موبائل والٹ پلیٹ فارم کا استعمال کرتے ہوئے ڈپازٹ جمع کرنے اور قرض میں توسیع کی سہولتوں کی فراہمی کے لیے "ایم شواری" کی سہولت 2012ء میں شروع کی تھی۔ "ایم شواری" کے وہ صارفین جو 6 ماہ تک فعال ہوں وہ قرض لینے کے اہل ہو جاتے ہیں۔ یہ تعین کرنے کے لیے کہ صارفین کتنا قرض لے سکتے ہیں، یہ سروس گذشتہ چھ مہینوں کے دوران والٹ میں رکھی گئی اوسط ڈپازٹ رقم، سروس کے ذریعے انجام دیے گئے لین دین کے حجم اور قدر اور ٹیلی کام خدمات جیسے انٹرنیٹ کے بنڈل، وائس ڈیٹا اور ایم پیسا کے استعمال کے رجحانات کو مدِ نظر رکھتی ہے۔ پھر سروس 30 دن کی واپسی کی مدت کے ساتھ، ان معیارات سے اخذ کردہ رقم کو "ایم شواری" اکاؤنٹ میں براہ راست منتقل کر کے قرض دیتا ہے۔ "ایم شواری" قرض گیری کے اعداد و شمار کی اطلاع ملک کے کریڈٹ بیوروز کو دیتا ہے اور اس کی وجہ سے کریڈٹ بیوروز کی کوریج میں اضافہ اور ان افراد کے قرضے کا ریکارڈ بنانے میں مدد ملی ہے جو "ایم شواری" کو استعمال کرنے سے قبل زیادہ تر غیر رسمی شعبے سے قرض لیتے تھے۔[50]

خ 1.7 حرفِ آخر

کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کا متعارف کروایا جانا اور دو نجی کریڈٹ بیوروز کو لائسنس کا اجرا پاکستان کی کریڈٹ انفارمیشن مارکیٹ میں معلومات کی عدم مطابقت کو کم سے کم کرنے کی سمت بنیادی قدم ہے۔ تاہم، قرضے کی اطلاع دہندگی کے نظام (کریڈٹ رپورٹنگ سسٹم) کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے، بین الاقوامی بہترین طریقوں کی روشنی میں آپریشنل فریم ورک کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں ڈیٹا جمع کرنے کے طریقوں میں یکسانی اور میعادیں سود مند ہوں گی۔ تاہم، آبادیاتی و جغرافیائی متغیرات اور متبادل کریڈٹ ڈیٹا کی شمولیت سے ڈیٹا کے پُول میں اضافہ کرنا وقت اور لاگت بڑھا سکتا ہے۔ اس کی تین اہم وجوہات ہیں۔ اول، متعلقہ فریقوں کے ساتھ ہماری بات چیت سے پتا چلا کہ بیشتر مالی ادارے اپنی سطح پر کلیدی آبادیاتی معلومات تک نہیں جمع کر رہے، جن کا استعمال کرتے ہوئے دنیا بھر میں کریڈٹ بیورو اپنی اسکورنگ اور پورٹ فولیو اسکریننگ کی خدمات تیار کرتے ہیں۔ چنانچہ، قرضہ منڈیوں کی طویل مدتی کریڈٹ انفارمیشن کی ضروریات

---

[49] مزید معلومات کے لیے دیکھیے، ڈیلوئٹ (2017ء) غیر یقینی مستقبل میں کیسے ترقی کریں: کھلی بینکاری۔ لندن: ڈیلوئٹ؛ اور پلے ٹاکیس، اے اور ایس اسٹاسچین (2020ء)۔ کھلی بینکاری: مالی شمولیت کے لیے کیسے ڈیزائن کیا جائے۔ ورکنگ پیپر اکتوبر 2020ء۔ واشنگٹن، ڈی سی: غریبوں کی مدد کرنے کے لیے مشاورتی گروپ۔

[50] بل اور میلنڈا گیٹس کے مالی شمولیتی انسائٹس پروگرام کے ایم شواری سروے 2015ء کے مطابق، ایم شواری کے زیادہ تر صارفین نئے مالی شعبے کے نئے قرض گیر تھے، کیونکہ 52 فیصد صارفین نے بتایا کہ وہ گذشتہ تین مہینوں سے کسی بھی دوسرے اداروں سے بالکل بھی قرض نہیں لے رہے تھے۔ اور 33 فیصد نے بتایا کہ وہ خاندان اور دوستوں سے قرض لے رہے تھے۔

کے لیے مزید معلومات اکٹھی کرنے، پھیلانے، یکجا کرنے (پُولنگ) اور تجزیہ کرنے کی اہمیت کے بارے میں آگاہی بڑھانا ضروری ہے۔

دوم، جب یوٹیلٹی کمپنیوں (مثال کے طور پر گیس اور بجلی کے بلوں) کے پاس دستیاب اعداد و شمار کے معیار کی بات کی جائے تو اہم مسائل موجود ہیں، یا جہاں اعداد و شمار دستیاب ہوں (جیسے ٹیلکوس) تو اس طرح کے ڈیٹا کے کریڈٹ بیوروز کے ساتھ اشتراک پر معاہدے کا فقدان ہے۔ یہاں، یہ یقینی بنانے کے لیے کہ کریڈٹ بیوروز کے پاس ایسی معلومات دستیاب ہوں، اہم متعلقہ فریقوں، بالخصوص متعلقہ ضابطہ کار اور سرکاری ڈویژنوں / شعبوں کا تعاون، معلومات جمع کرنے اور اعداد و شمار کے اشتراک کی راہ ہموار کر سکتا ہے۔ اعداد و شمار کا تبادلہ سب کے لیے فائدہ مند ہو گا، کیونکہ یوٹیلٹی خدمات کے فراہم کنند گان کریڈٹ بیوروز کی جانب سے فراہم کردہ تجزیے کو بازیابیوں اور پست نادہندگی کو بہتر بنانے کے لیے بھی استعمال کر سکیں گے۔

سوم، بلند غیر رسمیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کریڈٹ بیوروز کے پاس اس طرح کے تمام اعداد و شمار دستیاب ہوں، تب بھی یہ بالخصوص صارفین اور ایم ایس ایم ایز کی مقروضیت کی درست سطح کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں ان زمروں میں غیر رسمی قرض گیری بہت زیادہ ہے۔

اس مقصد کے لیے غیر رسمی قرض دہندگان، جیسے کریانہ خردہ فروشوں اور صارفی استعمال کی اشیا کے سپر اسٹورز، کو فن ٹیک کی مدد سے بتدریج باضابطہ شعبے میں لانا ایک طویل مدتی حل ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، "اوران" ایک پاکستانی اسٹارٹ اپ ہے جو افراد کو اپنی موبائل ایپلی کیشن کے ذریعہ گردشی (rotating) بچت اور قرضہ انجمنوں (آر او ایس سی ایز) (جنھیں کمیٹی بھی کہا جاتا ہے) کے ذریعے گروپ بچت اور گروپ قرض گاری کے قابل بناتا ہے۔ یہ ایک اہم پیشرفت ہے، کیوں کہ پاکستان میں آر او ایس سی ایز گھریلو بچتوں کا ایک اہم حصہ ہیں۔[51]

مستقبل میں، کریڈٹ بیوروز متبادل کریڈٹ اسکورنگ فراہم کنندگان کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں، جو مختلف ذرائع جیسے سوشل میڈیا، ٹیلی مواصلات، موبائل فون کے استعمال کے اعدادوشمار، جیسے پیغام رسانی کا مواد، نقل و حرکت اور براؤزر کا ڈیٹا وغیرہ، سے استفادہ کرتے ہیں۔ قبل ازیں مذکور سگنیفائی، سعودی عرب کی لینڈڈو، ملٹی کنٹری آپریشنل ڈیٹا کرنچنگ کمپنی ٹائیکسو، اور انڈیا میں قائم "کریڈٹ ودیا" اس طرح کی متبادل اسکورنگ کمپنیوں کی مثالوں میں شامل ہیں۔[52]

ملک میں ٹیلی گنجانیت، انٹرنیٹ سبسکرپشنز اور ڈیٹا کے استعمال میں مسلسل اضافے کے ساتھ، ایسی کمپنیاں پاکستانی کریڈٹ مارکیٹ میں بھی جگہ بنانے لگی ہیں۔ تاہم، یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ ڈیٹا کی رازداری اور سلامتی کو یقینی بناتے ہوئے متبادل ڈیٹا کو جمع کرنے اور اشتراک کے لیے قانونی اور پالیسی ماحول کی تخلیق حکومت کی ذمہ داری ہے۔

[51] ماخذ: پاکستان مالی شمولیتی انسائٹس ٹریکر سروے 2017ء، بل اینڈ میلنڈا گیٹس فاؤنڈیشن اور کار انداز

[52] عالمی بینک (2019ء) کریڈٹ انفارمیشن شیئرنگ انڈسٹری میں رکاوٹ پیدا کرنے والی ٹیکنالوجیاں: پیش رفتیں اور مضمرات۔ فن ٹیک نوٹ نمبر 3. واشنگٹن، ڈی سی: عالمی بینک

ضمیمہ–الف کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کا احاطہ کرنے والی بعض اہم توضیحات

قرضے سے متعلق معلومات: کسی قرض دہندہ سے متعلق کوئی معلومات (i) کسی قرض گار ادارے کی جانب سے دی گئی رقوم، قرضوں یا پیشگیوں کی نوعیت، مالکاری اور دیگر قرضے کی سہولتیں، اور ان کی قرض دہندہ کی جانب سے واپسی اور قرضے کی سہولتوں کے لیے قرض گار ادارے کی جانب سے لی جانے والی کسی ضمانت کی نوعیت؛ (ii) اس سے استفادے کے لیے مالی ادارے کی جانب سے فراہم کردہ گارنٹی یا کوئی اور غیر رقمی سہولت؛ (iii) غیر مالی کمپنیاں اور ادارے اور دیگر قرض دینے والے، جن میں وفاقی حکومت کے اعلان کے مطابق خردہ فروش، بیمہ کمپنیاں، یوٹیلٹی خدمات کے فراہم کنندگان اور زمین دار شامل ہیں، کی جانب سے داخل کی گئی یا حاصل کی گئی رقوم اور کمرشل لین دین، سہولتوں اور خدمات کی نوعیت؛ (iv)) معاشی تاریخ میں شامل کوئی اور سارے عوامل جن میں قرضے کی اہلیت، قرضے کی اسٹینڈنگ اور قرضے کی استعداد شامل ہیں؛ (v) قواعد کے مطابق بیان کیا گیا کوئی دوسرا متعلقہ سرکاری ریکارڈ اور معلومات، یا (vi) قواعد کے مطابق بیان کی گئی کوئی ذاتی معلومات۔

قرضے کی معلومات پیش کرنے والا: کوئی بھی قرض دینے والا، شخص یا ادارہ جو کریڈٹ بیورو کو قرضے کی معلومات فراہم کرتا ہے، اس میں غیر مالی کمپنیاں اور ادارے اور دیگر قرض گار اور حکام بھی شامل ہیں۔

کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ: اس ایکٹ کے مقاصد کے لیے کسی بھی قرض دہندہ سے متعلق قرضے سے متعلق معلومات پر مشتمل کریڈٹ بیورو کی جانب سے جاری کردہ کوئی تحریری یا برقی مواصلات۔

قرض دینے والا ادارہ: ان میں شامل ہیں (i) کوئی بینکاری کمپنی؛ (ii) خردمالکاری بینک؛ (iii)) کوئی مالی ادارہ، جس کا مطلب ہے (الف) کوئی کمپنی، خواہ وہ پاکستان کے اندر یا اس سے باہر قائم ہو، جو پاکستان میں یا اس سے باہر اس کی برانچوں کے ذریعے بینکاری کے کاروبار یا کسی بھی منسلک یا ذیلی کاروبار سے متعلق لین دین کرتی ہو، اس میں سرکاری بچت بینک شامل ہیں لیکن بینک دولت پاکستان اس میں شامل نہیں ہے (ب) ایک مضاربہ، اجارہ کمپنی، سرمایہ کاری بینک، مالکاری کمپنی، یونٹ ٹرسٹ یا کسی بھی طرح کا میوچل فنڈ اور کریڈٹ یا سرمایہ کاری ادارہ، کارپوریشن یا کمپنی؛ اور (ج) کسی بھی ایسے ہی کاروبار کو چلانے کے لیے کوئی بھی قانونی طور پر مجاز کمپنی (د) نان بینکنگ مالی کمپنی؛ اور (ہ) کوئی بھی کمپنی، کارپوریشن یا ادارہ یا کمپنیوں یا اداروں کی جماعت جسے وفاقی حکومت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً تشکیل دے سکتی ہے۔

کریڈٹ اسکورنگ: ایسا نظام جس کے تحت قرض دہندگان کو پوائنٹس دیے جاتے ہیں، جن سے استعمال کنندگان قرضوں اور پیشگیوں کی ادائیگی کے لیے قرض کی اہلیت اور استعداد کا اندازہ لگا سکیں اور قرضے کی سہولت کے لحاظ سے قرض دہندگان کی جانب سے استفادہ کردہ یا اس سے استفادے کے لیے کسی بھی اور دیگر تمام ذمہ داریوں کو خارج کیا جاسکے۔

قرض دہندہ: ایک ایسا شخص جس کی مالی اداروں (قرضوں کی بازیابی) کے آرڈیننس 2001ء (47 برائے 2001ء) میں وضاحت کی گئی ہے، بشمول وہ جو قرضہ لے رہے ہیں اور وہ جو ممکنہ طور پر قرضہ وصول کرنے والے ہیں، جیسا کہ وفاقی حکومت نے مطلع کیا ہے۔

نادہندگی: قرضے سے متعلق کسی قانونی یا معاہداتی ذمہ داری کو انجام دینے میں کوتاہی یا ناکامی اس میں شامل ہے۔

ماخذ: وزارتِ مالیات

ضمیمہ-دوم

کریڈٹ بیورو ایکٹ 2015ء کی اہم خصوصیات

کریڈٹ بیورو کا قیام (سی بی)	
لائسنس دینے والا ادارہ	بینک دولت پاکستان
لائسنس کے لیے اہلیت	کوئی ادارہ کریڈٹ بیورو لائسنس کے لیے درخواست دینے کا اہل ہو گا، اگر وہ بعض شرائط پر پورا اترتا ہے، جن میں یہ شامل ہیں: 1) وہ پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر قائم ہے۔ 2) اس کے پروموٹرز، کفیل، اور کلیدی ملکیت، اور انتظامیہ کے اہلکاروں میں سے کوئی بھی غیر قانونی بینکاری سرگرمیوں میں ملوث نہیں رہے ہیں، یا کسی دھوکہ دہی سے متعلق کسی جرم میں مجرم قرار نہیں پائے ہیں، یا زائد المیعاد قرض / نادہندگی کی تاریخ نہیں رکھتے ہیں؛ 3) اس کے پروموٹرز کریڈٹ بیورو کاروبار کا علم رکھتے ہیں؛ اور 4) اس کے پروموٹرز اور ڈائریکٹرز مفادات کا تصادم نہیں رکھتے
کم از کم ادا کردہ سرمایہ	225 ملین روپے*
قرضے کی معلومات فراہم کرنے کا تقاضا	
قرضے کی معلومات فراہم کرنے کی سمت	کریڈٹ انفارمیشن تیار کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ کریڈٹ بیوروز کو معلومات فراہم کریں
رکنیت کی کیفیت	ہر قرض دینے والا ادارہ کسی ایک کریڈٹ بیورو کا رکن ہو گا ایکٹ میں دوسرے کریڈٹ سے متعلق معلومات فراہم کرنے والوں کی رکنیت کی ضرورت پر تبادلہ خیال نہیں کیا گیا ہے
آڈٹ	ہر کریڈٹ بیورو کے لیے ضروری ہے کہ وہ مجاز آڈیٹرز کے ذریعے باقاعدگی سے آڈٹ کرکے سالانہ مالی کھاتے تیار کریں اور اسٹیٹ بینک کو جمع کروائیں۔
اسٹیٹ بینک کا اختیار	اسٹیٹ بینک کو اختیار ہے کہ 1) کریڈٹ بیوروز کو ہدایات دے؛ 2) پالیسیاں، قواعد، رہنما خطوط اور طریقہ کار وضع، ترمیم یا منسوخ کرے؛ 3) کریڈٹ بیوروز سے معلومات لے؛ 4) کریڈٹ بیوروز کے ڈائریکٹرز یا دیگر انتظامی افراد کو ہٹا سکتا ہے؛ 5) کریڈٹ بیوروز کا خصوصی آڈٹ کرنے کے لیے آڈیٹر مقرر کر سکتا ہے
کریڈٹ بیورو کے وظائف	1) کریڈٹ کی معلومات اکٹھی کرنا، پروسیسنگ کرنا، موازنہ کرنا، محفوظ اور برقرار رکھنا اور یہ معلومات نامزد صارفین اور دیگر سی بیز کو فراہم کرنا؛ 2) کریڈٹ اسکورنگ کرنا اور یہ اسکور صارفین کو فروخت کرنا؛ 3) دوسرے مجوزہ کاروبار انجام دینا؛ اور 4) کوئی کریڈٹ بیورو کسی دوسری سرگرمی میں ملوث نہیں ہو گا۔
صارفین کا تحفظ	
قابلِ اجازت مقصد	• کریڈٹ بیورو مندرجہ ذیل کے لیے کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ مرتب کر سکتا ہے 1) قرض کا ادارہ؛ 2) متعلقہ قرض دہندگان؛ 3) ایس ای سی پی؛ 4) مجاز عدالت؛ 5) ضوابط میں مجوزہ کوئی دوسرا مقصد • کریڈٹ بیوروز پاکستان سے باہر اپنا ڈیٹا بیس برقرار نہیں رکھ سکتے ہیں اور آپریشن بند ہونے کی صورت میں، یہ معلومات کسی دوسرے کریڈٹ بیورو کو بیچ دیں گے یا اسے اسٹیٹ بینک کے حوالے کر دیں گے۔
کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ کا نفسِ مضمون	کریڈٹ میں صرف معلومات کی اطلاع قانون کے مطابق دی جانی چاہیے اور اس میں کوئی دوسری معلومات شامل نہیں ہو گی
کریڈٹ انفارمیشن جمع کرنے کا امتناع	کریڈٹ بیوروز وہ معلومات اکٹھی نہیں کر سکتے جن میں کسی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہو اور اس میں متعلقہ فرد کے ذاتی معاملات غیر معقول حد تک شامل ہوں۔
معلومات کا حذف	قانون کے تحت واجب الادا / نادہندگی کے تصفیے کے کچھ طے شدہ برسوں کے بعد کریڈٹ بیورو واجب الادا / نادہندگی کی معلومات شامل نہیں کر سکتے۔
معلومات کے ذریعے کا انکشاف	قرض دہندگان کی درخواست پر کریڈٹ بیوروز کو قرض گار کو کریڈٹ معلومات کے ذرائع سے آگاہ کرنا چاہیے

معلومات کی درستگی اور صحت	کریڈٹ بیورو کو لازمی طور پر کریڈٹ معلومات کی درستگی، اکملیت، حالیت اور مناسبت کو یقینی بنانا چاہیے اور مطلوبہ نظاموں اور طریقہ کار کا بھی بندوبست کریں اور نقصان، غیر مجاز استعمال اور انکشاف کے خلاف سخت حفاظتی انتظامات کو برقرار رکھنا چاہیے۔
غلط یا دھوکے پر مبنی معلومات	کریڈٹ بیورو یا کریڈٹ انفارمیشن تیار کرنے کے ذریعے غلط یا گمراہ کن معلومات کے پھیلاؤ کی ممانعت ہے اور اس شرط کو پورا نہ کرنے 50 لاکھ روپے تک جرمانے کا خدشہ ہو سکتا ہے۔
قرضے کی معلومات تک غیر مجاز رسائی	کریڈٹ سے متعلق معلومات کے انکشاف / نشر کی اجازت ہے جب اس قانون یا کسی دوسرے قانون کے تحت مجاز ہوں تو، اس شرط کی خلاف ورزی کو جرم سمجھا جائے گا اور اسے سزا دی جاسکے گی۔
جھوٹے بہانوں سے قرضے کی معلومات تک رسائی کا حصول	جھوٹے بہانوں کے تحت کریڈٹ سے متعلق معلومات حاصل کرنا قابل سزا جرم ہے
اخلاص، رازداری اور اخفا کی پابندیاں	کریڈٹ انفارمیشن کو خفیہ اور راز سمجھا جائے گا اور اس کے انکشاف کی صرف اس ایکٹ کے تحت فرائض کی انجام دہی یا کام کے سلسلے میں اجازت ہے۔
قرض کی معلومات کا تبادلہ	اسٹیٹ بینک کی منظوری سے کریڈٹ بیورو آپس میں یا دیگر کمپنیوں کے ساتھ کریڈٹ معلومات کا تبادلہ کرسکتے ہیں
اچھے گمان سے کیے گئے اقدامات کا تحفظ	حکومت، اسٹیٹ بینک، کریڈٹ بیورو، قرضے کی معلومات بھیجنے والوں اور ان کی انتظامیہ / ملازمین کی جانب سے کسی اچھے گمان میں کیے گئے کسی عمل کی وجہ سے ہونے والے کسی نقصان یا زیاں کے خلاف قانونی کارروائیاں، مقدمہ، دعوے یا مطالبہ کیا جاسکے گا
استعمال کنندگان سے تقاضا	کریڈٹ سے متعلق معلومات کے استعمال کنندہ کی جانب سے کسی منفی کارروائی کی صورت میں، استعمال کنندہ متعلقہ قرض دہندہ کو کریڈٹ انفارمیشن رپورٹ کی نقل اور کریڈٹ بیورو سے رابطے کی تفصیلات فراہم کرے گا۔
برقی فارمز کا قانونی اعتراف	اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے ریکارڈ / دستاویز / معلومات وغیرہ کو اس وقت درست سمجھا جائے گا جب وہ برقی شکل میں بنائے گئے ہوں
جھگڑے کا تصفیہ	تنازعے کی صورت میں، قرض دہندہ مبینہ غلطی کے متعلق متعلقہ کریڈٹ بیورو کو تحریری طور پر مطلع کرے گا، جس کے بعد کریڈٹ بیورو کریڈٹ انفارمیشن پیش کرنے والے کے ساتھ معاملہ کرے گا۔
جرائم اور سزائیں	
سزائیں	اس ایکٹ کی کسی بھی طرح کی خلاف ورزی یا اس میں رکاوٹ قابلِ سزا ہو گی
جرمانے یا سزا کا تصفیہ	اگر جرمانہ عائد کیا جاتا ہے تو اس کا فیصلہ اسٹیٹ بینک کرے گا
جرمانے اور سزا کا اطلاق	عدالت کی جانب سے عائد کردہ کسی جرمانے یا سزا کا اطلاق کارروائیوں کی لاگت کی ادائیگی پر ہو گا یا وفاقی حکومت کے سرکاری کھاتے میں جمع کروایا جائے گا
سزائے قید کا فیصلہ	عدالت قید کی سزا سنائے گی
اپیل	عدالت کے فیصلے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جاسکتی ہے
اپیل اور قانونی کارروائیاں	
اسٹیٹ بینک کو شکایت	کوئی بھی شخص کریڈٹ بیورو، کریڈٹ انفارمیشن پیش کرنے والے، قرض دہندہ یا کوئی دوسرا فرد کسی بھی کارروائی سے ناخوش ہو تو، تنازعہ حل کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک کو شکایت کر سکتا ہے۔
ہائی کورٹ میں اپیل	اسٹیٹ بینک کے فیصلے سے ناخوش کوئی بھی شخص ہائی کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے
عمومی امور	
مشکلات کی موقوفی	اس ایکٹ کی کسی شق کو عملی شکل دینے میں پیش آنے والی کسی بھی پریشانی کے خاتمے کے لیے وفاقی حکومت ضروری کارروائی کر سکتی ہے
قوانین بنانے کے لیے وفاقی حکومت کا اختیار	وفاقی حکومت اسٹیٹ بینک سے مشاورت کے بعد اس قانون کی کسی شق کو عملی شکل دینے کے مقصد سے قواعد تشکیل دے سکتی ہے
ضوابط بنانے کا اختیار	اسٹیٹ بینک قواعد وضوابط کی تعمیل کر سکتا ہے۔

*سندھ ہائی کورٹ کی 2017ء کی رُولنگ کے بعد نظرِ ثانی

ماخذ: وزارتِ خزانہ؛ www. sbp.org.pk/warnings/pdf/2018/Minimum-PaidUp-Capital-CB.pdf

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال، جس کے لیے اصل جی ڈی پی اعداد و شمار ابھی تک دستیاب نہیں، اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کرکے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدتی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (قومی، شہری اور دیہی) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔ صارف اشاریہ قیمت قومی، شہری یا دیہی ہوسکتا ہے۔
طریقہ کار کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لیے براہ کرم دیکھیے:
http://www.pbs.gov.pk/content/methodology-2

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** مجموعی سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری کا حساب لگاتے وقت حکومتی قرض گیری کی بینکاری نظام میں اس کی امانتوں سے مطابقت کی جاتی ہے، (ii) روپے اور دیگر کرنسیوں کی امریکی ڈالر کے مقابلے میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی قرضے کے اسٹاک میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس سے حکومت ایک وقت میں سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر قرض لے سکتی ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوور ڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔ تاہم 29 جون 2020ء کو وفاقی حکومت نے اسٹیٹ بینک سے صوبائی حکومتوں کو براہ راست قرض دینے کا کام خود لے لیا ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں اور اسٹیٹ بینک (بطور ایگزیکیوٹر) کے ساتھ وفاقی حکومت سینٹرل اکاؤنٹ نمبر 1 (غیر غذائی) سے ویز اینڈ مینز قرضے دینے کے لیے 29 جون 2020ء کو ایک سہ فریقی معاہدہ کیا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر (i) سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی؛ (ii) 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے معینہ شرح کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی؛ (iii) 3، 5، 10 سال کے رواں شرح کے پی آئی بیز؛ (iv) صکوک اور (v) صکوک کے بیع موجل (موخر ادائیگی کی بنیاد پر) کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:
وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعدادوشمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) **بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعدادوشمار):** وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعدادوشمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے

اعدادوشمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) **بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):** توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعدادوشمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات بینکاری اعدادوشمار پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زرمبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعدادوشمار ریکارڈ کرتا ہے۔

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار :

ابواب	
1۔ عمومی جائزہ	عمر فاروق ثاقب، سجاول خان
2۔ اقتصادی نمو	محمد مظہر خان، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم، سرمد الٰہی، عطااللہ عباسی
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	سجاول خان، فاطمہ خالق، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	سبینہ خرم جعفری، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان، رومیل احمد خان
5۔ بیرونی شعبہ	عدنان قمر، محمد عمر، سید علی رضا مہدی، محمد فرحان اکبر
خصوصی سیکشن	
پاکستان میں نجی کریڈٹ بیوروز—معلومات کی عدم مطابقت کا مسئلہ حل کر کے قرضوں کا نفوذ بڑھا رہے ہیں	صہیب جمالی، صباحت، احمد مبین

منتظم مطبوعہ: عمر فاروق ثاقب، سجاول خان

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	مرتضیٰ سید (چیئرمین)، محمد علی چوہدری، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد جاوید اسماعیل، محمد فاروق عاربی، محمود الحسن خان اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد	liquidity	سیالیت
baseline	اساس	maturity	عرصیت / میعاد
benchmark	نشانیہ	monetary base	زری بنیاد
circular debt	گردشی قرضہ	Net Domestic Asset	خالص ملکی اثاثہ
Completely Built Units	مکمل ساختہ اکائیاں	Net Foreign Asset	خالص بیرونی اثاثہ
core inflation	قوزی مہنگائی	Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
CPI inflation	صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	portfolio	جزدان
exchange rate	شرحِ مبادلہ	profitability	نفع یابی
external sector	بیرونی شعبہ	remittances	ترسیلاتِ زر
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	remunerative	نفع بخش
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	retailer	خردہ فروش
growth	نمو	rollover	اجرائے ثانی
inflation	مہنگائی	settings	متعینات
injection	ادخال	sovereign debt	ریاستی قرضہ
intermediate items	نیم تیار مصنوعات	subsidy	زراعانت
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی	surplus	فاضل

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجرائے ثانی	rollover
ادخال	injection
اساس	baseline
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	external sector
ترسیلاتِ زر	remittances
جزدان	portfolio
خالص بیرونی اثاثہ	Net Foreign Asset
خالص ملکی اثاثہ	Net Domestic Asset
خردہ فروش	retailer
ریاستی قرضہ	sovereign debt
زراعانت	subsidy
زری بنیاد	monetary base
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	CPI inflation
عرصیت / میعاد	maturity
فاضل	surplus
قوزی مہنگائی	core inflation
گردشی قرضہ	circular debt
متعینات	settings
مکمل ساختہ اکائیاں	Completely Built Units
منقولی شواہد	anecdotal evidence
مہنگائی	inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نشانیہ	benchmark
نفع بخش	remunerative
نفع یابی	profitability
نمو	growth
نیم تیار مصنوعات	intermediate items